تحقیقی فتاویٰ طلبا جامعہ صمدیہ

زیر اہتمام

بفیض روحانی

اعلم العلما صدر مجلس علمائے اہلِ سنت

حافظ بخاری خواجہ سید عبدالصمد چشتی مودودی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

(ولادت ۱۲۶۹ھ، ۱۸۵۳ء/وصال ۱۳۲۳ھ، ۱۹۰۵ء)

تحقیقی فتاویٰ طلباء جامعہ صمدیہ

۱۴۳۵ھ

سلسلہ اشاعت ۲

بتوجہ خصوصی

افتخارِ اہلِ سنت، سید المتوکلین امام الکاملین اکبر المشائخ

حضور سید شاہ محمد اکبر میاں چشتی رضی اللہ عنہ

(ولادت: ۱۳۴۸ھ، ۱۹۲۹ء/وصال ۱۴۲۹ھ، ۲۰۰۸ء)

زیر اہتمام

محسنِ قوم وملت حضرت علامہ الحاج سید محمد انور میاں صاحب قبلہ

مدظلہ النورانی، سربراہِ اعلیٰ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف

مصدقہ

حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن صاحب چشتی

صدر المدرسین وشیخ الحدیث جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف

ناشر

شعبہ نشرواشاعت جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف ضلع اوریا یوپی

نام کتاب	تحقیقی فتاویٰ طلباء جامعہ صمدیہ
مرتب	محمد ساجد رضا مصباحی، استاذ جامعہ صمدیہ
زیر اہتمام	حضرت علامہ الحاج سید محمد انور صاحب قبلہ چشتی، سربراہِ اعلیٰ جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف ضلع اوریا یوپی
کمپیوزنگ	ظفر اقبال فتح پوری، متعلم جامعہ صمدیہ
پروف ریڈنگ	اساتذہ جامعہ صمدیہ
سن اشاعت	۱۴۳۶ھ/۲۰۱۵ء
تعدادِ اشاعت	1100
ناشر	شعبہ نشرواشاعت جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف
قیمت	

Publisher
JAMIA SAMADIA
Phaphund Shareef Auraiya Up

Distributer
JAMIA SAMADIA
Phaphund Shareef Auriya UP
Ph.05683-240162.9410438875
E-mail:jamiasamadia@gmail.com

فہرست فتاویٰ

تقریظ جلیل

استاذ العلماء، جامع معقول ومنقول، نمونہ اسلاف
حضرت علامہ مفتی رحمت اللہ صاحب قبلہ
شیخ الحدیث مدرسہ مدینة العلم بھدوھی

مشہور صنعتی شہر کان پور سے سمتِ مغرب ایک بہت پرانا قصبہ ہے جو ’’پھپھوند شریف‘‘ کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے یہیں حضور حافظ کلام باری وحافظ صحیح بخاری حافظ دلائل الخیرات وحصن حصین خواجہ سید عبد الصمد چشتی رضی اللہ عنہ کا آستانہ مبارکہ ہے۔ حضور حافظ بخاری اوران کے آستانہ مبارکہ کے طفیل یہ قصبہ چار دانگ عالم میں مشہور ومعروف ہے، اسی قصبہ میں اہل سنت کی عظیم اور مرکزی دانش گاہ ’’**الجامعة الصمدیه**‘ ‘واقع ہے یہ ادارہ آستانہ مبارکہ کی انجمن کو اکب کا ایک نیر تاباں ہے، اہل سنت کے عظیم اور مرکزی دانش گاہوں میں اپنی ایک خاص شان اور اپنی الگ پہچان رکھتا ہے، انفرادیت کی دنیا میں اس جامعہ کو منفرد ہونا ہی چاہیے تھا اس لیے کہ اپنے عہد کی منفرد ذات حضور اکبر المشائخ ، سید المتوکلین ، فرد الوقت ، گلزار چشت اہل بہشت کے گل سر سبد حضور سید محمد اکبر میاں چشتی مودودی فخری قبلہ علیہ الرحمہ سابق سجادہ نشین آستانہ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف کی پائندہ ، درخشندہ اور تابندہ یادگار ہے۔ دینی خدمات کے جذبہ فراواں اور وفور شوق سے بے قرار ہو کر حضرت نے ۱۹۷۹ء میں اس ادارہ کی بنا ڈالی اور اس کا تاریخی نام ’’ریاض رسول انام ۱۳۹۹ھ‘‘ تجویز فرمایا پھر ایک عظیم منصوبے کے تحت اسے اعلیٰ یونیورسٹی کا تصور دے کر اس کی زمام قیادت ، اہتمام وانتظام ، تعمیر و ترقی اور تمام تر منصوبہ جات کو خاکوں سے حقیقت میں تبدیل کر دینے کی عظیم اور گراں ترین ذمہ داری ، معمار ملت ، تاجدار اقلیم فراست ، سر خیل جوانمرداں ، سرمایہ عزم جواں ۔

نور دیدۂ دانش وبینش ، شہزادۂ والا درجت حضرت علامہ الحاج سید محمد انور میاں صاحب قبلہ چشتی معروف بہ حاجی میاں **دامت بر کاتهم القدسیه** کے سپرد کی۔

حضرت حاجی میاں صاحب قبلہ **دام معالمهم و ضوعف اقبالهم** نے اس پر فتن اور دینی کاموں کے لیے مشکل ترین دور اور صعوبتوں سے بھرے ماحول میں عزم و ہمت کا کوہِ گراں ، جہد مسلسل اور عمل پیہم کا سیل رواں ، عزیمت واستقامت کا جبل شامخ ، اور حضور اکبر المشائخ علیہ الرحمہ کی دیرینہ آرزوؤں کا پیکر وجود بن کر ، نہایت حسن وخوبی سے جامعہ کے تصوراتی خاکے کو دھرتی کے سینے پر سجا کر علم ومعرفت کا ایسا گلستاں لگایا کہ آج بڑے سے بڑا صاحب علم وفن بھی آپ کے کارہائے گراں مایہ کو دیکھ کر آپ کی شخصیت کے اعتراف اور صدہا داد وتحسین دیے اور آفریں کہے بغیر نہیں رہ پائے گا۔ مولائے کریم آپ کے سایہ عاطفت کو صحت وسلامتی اور امن وعافیت کے ساتھ تا دیر قائم و دائم رکھے اور آپ کے فیضان وبرکات کو عام سے عام تر فرمائے۔

اسی جامعہ صمدیہ کے شعبہ تخصص فی الفقہ کے طلبہ وتلامذہ کے تمریناتی فتاویٰ کا ایک نہایت وقیع مفید اور کارآمد مجموعہ جو فقہ وفتاویٰ کے اعلیٰ معیار کو پورا کرتے ہوئے زندگی کے بیشتر گوشوں کے شرعی اور دینی ضرورتوں کو حاوی ہے ، فقیر کے پاس وقت کے معتمد ومعتبر مفتی اور قدآور عالم دین حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن صاحب قبلہ **زید مجدهم و عمت فیوضهم** کی طرف سے پہونچایا گیا ، اور مجھ جیسے ہیچمداں وکم علم و کوتاہ فہم کو فتاویٰ پر ایک نظر ڈالنے کا حکم کیا گیا۔ ماشاء اللہ ثم ماشاء اللہ۔ کہیں سے بھی یہ گمان نہیں ہوتا کہ یہ فتاویٰ تمریناتی اور ابتدائی جہد وکاوش ہیں ، تمام فتاویٰ استدلال و براہین سے مضبوط ومستحکم اور اسلوب بیان نہایت متین وسنجیدہ ہے جس سے بخوبی واضح ہے کہ ہمارے مفتی ممدوح زید مجدہ نے فارغ ہونے والے ان مفتیان کرام کی فقہی ، علمی ، عملی ، تعمیری اور تہذیبی تربیت کی ہے ، یہ فقیر پر تقصیر رب قدیر جل وعلا کی بارگاہ میں

دست بدعا ہے کہ مولیٰ تعالیٰ ہمارے حضرت مفتی صاحب قبلہ اور ان سے فیض یافتہ مفتیان کرام وتلامذہ ذوی الاحترام کی مساعی جمیلہ کو شرف قبولیت بخشے اور سب کے علم وحلم، شرف وکمال، وجاہت وجمال، عمر وصحت، تحریر وتقریر اور قلم میں مزید در مزید برکتیں عطا فرمائے، اور تمام خدمات دینی کو اعتبار وقبولیت دے۔ آمین آمین آمین۔ بحرمة حبیبک سید المرسلین علیه وعلیٰ آله الکرام الصلاة والتسلیم .

کتبه : الفقیر الی مولاه

رحمت اللہ القادری

خادم مدرسہ عربیہ مدینۃ العلوم بھدوہی

۲۶/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ

۱۸/ مارچ ۲۰۱۵ء

تقریظ جلیل

محقق مسائل جدیدہ حضرت مفتی محمد نظام الدین رضوی قبلہ

صدر شعبہ افتا وصدر المدرسین جامعہ اشرفیہ مبارک پور اعظم گڑھ

بسم الله الرحمن الرحیم

نحمده ونصلی علی رسوله الکریم

دین کی باتیں سیکھنے اور سکھانے کے لیے سوال وجواب کا سلسلہ نہایت ہی مفید اور پسندیدہ سلسلہ ہے، یہ روایت حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد پاک سے جاری ہے اور ان شاء اللہ جب تک دنیا میں اسلام اور مسلمان باقی رہیں گے، یہ روایت جاری رہے گی۔ علمائے اسلام کی بے شمار کتابیں اسی پاکیزہ روایت کی یادگار ہیں، جیسے فتاویٰ خیریہ، فتاویٰ حدیثیہ، فتاویٰ رضویہ۔ فتاویٰ امجدیہ، فتاویٰ مصطفویہ، فتاویٰ شارح بخاری، فتاوی بحر العلوم، فتاویٰ جامعہ اشرفیہ وغیرہ۔

پیش نظر مجموعہ ''تحقیقی فتاویٰ طلباء جامعہ صمدیہ'' جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کے شعبہ تربیتِ افتا کی دوسری پیش کش ہے، اس سے قبل گزشتہ سال بھی مجموعہ فتاویٰ شائع ہو کر مقبول عام وخاص ہو چکا ہے، خدا کرے یہ کوشش بھی شریعت طاہرہ کی صحیح ترجمانی کا بہتر نمونہ ہو۔

جامعہ صمدیہ کے سربراہ حضرت علامہ الحاج سید انور میاں صاحب قبلہ جو ادارے کی تعمیر وترقی کے لیے بڑے اخلاص اور بلند عزم وحوصلے کے کے ساتھ مسلسل جد وجہد کر رہے ہیں، دو تین سال قبل فقہ سے شغف رکھنے والے طلبہ کے لیے فتویٰ نویسی کا شعبہ بھی قائم کیا ہے جو حضرت مولانا وبفضل اولانا مفتی انفاس

الحسن چشتی صدر المدرسین ومفتی جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کے زیر نگرانی اچھی طرح چل رہا ہے۔ مفتی صاحب موصوف مخلص خاشع، باصلاحیت عالم دین ہیں، فتوی نویسی کا بھی خاصہ تجربہ ہے، تحقیق کے عادی ہیں، اس لیے امید ہے کہ آپ کے تربیت یافتہ طلبہ کے فتاویٰ بفضلہ تعالیٰ فقہی تصریحات کے مطابق ہوں گے۔ میں اپنی علالت کی وجہ یہ سارے فتاویٰ پڑھ نہ سکا ہمیں توقع ہے کہ ہمارے عزیز طلبہ کی یہ ٹیم انشاء اللہ تعالیٰ مستقبل کے فقہا کی ایک اہم جماعت ہوگی، جوامت مسلمہ کی صحیح رہنمائی کا فریضہ انجام دے گی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے سربراہِ جامعہ حضرت علامہ سید محمد انور میاں صاحب اور حضرت مفتی محمد انفاس الحسن صاحب کی یہ کوشش بار آور فرمائے، ان کے علم،عمل اور اخلاص کا فیض عام وتام فرمائے اور جامعہ صمدیہ اپنے اس شعبہ فقہ اور دوسرے شعبوں کے ساتھ خوب پھلے پھولے. امین بجاہ حبیبہ سید المرسلین وعلی آلہ الطیبین الطاھرین..

محمد نظام الدین الرضوی

خادم الافتا جامعہ اشرفیہ مبارک فور

۲۵/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ

۲۰۱۵/۳/۱۷

تقدیم

حامدا و مصلیا مسلما

جامعہ صمدیہ سیدی ومولائی مرشد برحق حضور اکبر المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی دعاؤں اور ان کے روحانی فیوض وبرکات کا مظہر ہے۔ حضور اکبر المشائخ جامعہ صمدیہ کے بانی ہیں، ہمارا یقین ہے کہ علم وفن کا یہ کارواں ان ہی کی توجہات سے اپنی منزل کی جانب کامیابی کے ساتھ مائل بہ سفر ہے۔ جامعہ صمدیہ میں اس وقت متعدد شعبے پوری کامیابی کے ساتھ سرگرم عمل ہیں۔ درجہ عالمیت، فضیلت اور حفظ وقراءت کی تعلیم پہلے ہی سے ہو رہی تھی، ۲۰۱۰ء میں بانی جامعہ کے روحانی فیوض وبرکات سے شعبہ تربیت افتا کا قیام ہوا، الحمد للہ جامعہ صمدیہ کا یہ شعبہ بڑی کامیابی کے ساتھ اپنا سفر طے کر رہا ہے۔ اس شعبے کی تمام تر ذمے داریاں جامعہ کے صدر المدرسین حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی کے سپرد ہیں، وہ طلبہ کی تربیت اور نگرانی کا کام بحسن وخوبی انجام دیا کرتے ہیں۔ مسرت ہے کہ طلبہ ذوق وشوق کے ساتھ فقہ وفتاویٰ کی کتابوں کا مطالعہ کرتے ہیں، فتوی نویسی کی مشق پر خصوصی توجہ کی وجہ سے دو سال کے اندر معتد بہ فتاوے تحریر کر لیتے ہیں۔

شعبہ تربیت افتا کی یہ چوتھی فصل بہار ہے، شعبہ افتا کے فارغین کے لکھے ہوئے فتاوی کا مجموعہ شائع کیا جا رہا ہے تاکہ قوم کو ان فتاویٰ کے ذریعہ فائدہ پہنچے اور ان طلبہ کی حوصلہ افزائی بھی ہو۔ حضرت مفتی صاحب نے اپنے طلبہ کے لکھے ہوئے منتخب فتاوی کو مرتب کرایا ہے، جس کا یہ مجموعہ زیور طباعت سے آراستہ ہو کر آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اس سے قبل سالِ گزشتہ بھی فتاویٰ کا مجموعہ منظر عام پر آ کر مقبول عام وخاص ہو چکا ہے۔

اس مجموعہ فتاویٰ میں فقہ کے مختلف ابواب کے کل ۱۰۴/ فتاوے شامل ہیں
، فتاویٰ کا انتخاب عام مسلمانوں کی ضرورتوں کو پیش نظر رکھ کر کیا گیا ہے ۔
اکثر ایسے فتاوے شامل کیے گئے ہیں جس سے عام مسلمان فائدہ اٹھاسکیں، دقیق
علمی اور تحقیقی فتاوے کی شمولیت سے گریز کیا گیا ہے۔ جامعہ صمدیہ کے شعبہ تربیت
افتا کے طلبہ نے ان فتاوی کے لکھنے میں کتنی محنت کی ہے اور فقہی جزئیات کی تلاش
وجستجو میں کتنی جاں فشانی سے کام لیا ہے اس کا اندازہ آپ کتاب کو پڑھنے کے بعد
ہی لگا سکتے ہیں۔

ہمیں خوشی ہے کہ فتاوی کے اس مجموعے کو جماعت اہل سنت کے دو متبحر
،معتمد اور جلیل القدر مفتیان کرام نے اپنی تائید، تصدیق اور تاثرات سے نوازا ہے
۔عالم ربانی جامع معقول ومنقول حضرت علامہ مفتی رحمت اللہ عزیزی شیخ الحدیث
مدرسہ مدینۃ العلم بھدوہی، جماعت اہل سنت کے ممتاز مفتی محقق مسائل جدیدہ
حضرت علامہ مفتی محمد نظام الدین رضوی صدر شعبہ افتا صدر المدرسین جامعہ اشرفیہ
مبارک پور نے اپنے قیمتی تاثرات تحریر فرمائے ہیں۔ یہ شخصیتیں اپنی علمی سرگرمیوں
کے سبب نہایت عدیم الفرصت ہیں، لیکن انہوں نے بڑی محبت کا ثبوت پیش
کرتے ہوئے اپنا قیمتی وقت اس کام کے لیے دیا ہے، ہم ان سبھی حضرات کے بے
حد شکر گزار ہیں اور اللہ جل شانہ کی بارگاہ میں دعا گو ہیں کہ رب قدیر ان کے علم وعمل
میں بے پناہ برکتیں عطا فرمائے، انہیں حاسدین کے حسد سے محفوظ رکھے اور ان کی
عظیم دینی خدمات کو قبول فرمائے، **آمین بجاہ حبیبہ الکریم وصلی اللہ
علیہ و آلہ وسلم .**

سید محمد انور چشتی — ۱۹؍جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ
ناظم اعلیٰ جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف — مطابق ۱۲؍مارچ ۲۰۱۵ء

جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف ___ ایک تعارف

پھپھوند شریف مغربی اتر پردیش کے ضلع اوریا کا ایک قدیم تاریخی قصبہ
ہے، جس کا قدیم نام جعفر آباد ہے۔ آج سے تقریبا ڈیڑھ سو سال قبل اعلم العلما،
سید المفسرین، سند المتکلمین ،صدر مجلس علمائے اہل سنت حافظ بخاری خواجہ
سید عبد الصمد چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے قدوم میمنت لزوم سے اس قصبے کو
شرف بخشا، حضور حافظ بخاری اپنے عہد کے زبردست عالم، بلند پایہ محقق، بے
مثال مصنف اور باکمال خطیب تھے، دین کی دعوت وتبلیغ ، باطل اور گمراہ فرقوں
کا ابطال وتردید ان کا خاص مشن تھا، آپ کے عہد میں پھپھوند شریف شیعیت کا مر
کز تھا، اسی لیے آپ نے اپنے بعض عقیدت مندوں کی گزارش پر اسلامی نظریات
کی تبلیغ واشاعت کے لیے اپنے وطن سہسوان ضلع بدایوں سے ہجرت کر کے پھپھوند
کو مستقل سکونت کا شرف بخشا۔ آپ کی مساعی جلیلہ سے پھپھوند شریف سے
گمراہیت ولادینیت کا خاتمہ اور اہل سنت وجماعت کا بول بالا ہوا۔ آپ ہی کی
ذات والا صفات سے منسوب آستانہ عالیہ صمدیہ پھپھوند شریف آج خلق خدا کی
ہدایت کا عظیم مرکز اور روحانی فیوض و برکات کا سرچشمہ ہے۔ حضور حافظ بخاری
رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد مبارک سے اب تک ہر دور میں اس بافیض خانوادے
سے پورے اخلاص کے ساتھ فرزندان اسلام کی ارشاد وہدایت کا فریضہ انجام دیا جا
تا رہا ہے اور انشاء اللہ یہ مبارک سلسلہ تا قیامت جاری رہے گا۔

اسلامی تعلیمات کی ترویج واشاعت اور فرزندان قوم وملت کو زیور علم سے
آراستہ کرنے کے لیے آستانہ عالیہ صمدیہ کے احاطے میں ۱۳۹۹ھ میں صاحب
سجادہ امام الکاملین، سید المتوکلین اکبر المشائخ حضرت سید محمد اکبر میاں چشتی رضی اللہ

عنہ کے مقدس ہاتھوں سے حضور حافظ بخاری حضرت خواجہ عبد الصمد چشتی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے نام نامی سے منسوب جامعہ صمدیہ کا قیام عمل میں آیا۔ چند سالوں تک آستانہ عالیہ صمدیہ کے احاطے ہی میں جامعہ صمدیہ میں تعلیم و تعلم کا سلسلہ جاری رہا، جامعہ صمدیہ کے ابتدائی اساتذہ میں استاذ الاساتذہ، جامع معقول ومنقول حضرت علامہ مفتی رحمت اللہ صاحب عزیزی بلرام پوری دام ظلہ العالی، عالم جلیل حضرت علامہ مجاہد حسین رضوی مصباحی استاذ دارالعلوم غریب نواز الہ آباد، حضرت مولانا مظفر حسین صاحب کے نام خاص طور سے شامل ہیں۔

بانی جامعہ صمدیہ حضور اکبر المشائخ سید شاہ اکبر میاں چشتی رضی اللہ عنہ ایک عظیم خانقاہ کے شیخ طریقت اور ولی کامل ہونے کے ساتھ ایک زبردست عالم دین بھی تھے، ان کی حیات مبارکہ بڑی روشن اور تابناک ہے، وہ علم و عمل کے پیکر، سنت وشریعت کے پابند اور زہد و تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے، توکل علی اللہ ان کا خاص وصف تھا، ان کی حیات عشق رسول سے عبارت تھی، ان کی زندگی کے تابندہ نقوش آج بھی گم گشتگان راہ کے لیے مینارہ ہدایت ہیں، انھوں نے خانقاہ صمدیہ کے مسند ارشاد و ہدایت پر جلوہ افروز ہو کر دین و مذہب کی جو لازوال خدمات انجام دیں وہ آب زر سے لکھے جانے کے قابل ہیں، اللہ تعالیٰ نے انھیں بے پناہ مقبولیت عطا کی تھی، جو بھی ان کی زیارت کا شرف حاصل کرتا انھیں کا ہو کر رہ جاتا، وہ آستانہ عالیہ صمدیہ کے مسند ارشاد و ہدایت پر بیٹھ کر لاکھوں افراد کے دلوں پر حکومت کیا کرتے تھے، اپنی تمام تر عظمتوں کے باجود وہ نہایت سادہ مزاج اور عاجزی وانکساری کے پیکر تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے اندر دین کی حمیت کا کامل جذبہ ودیعت فرمایا تھا، وہ شرعی معاملات میں کسی قسم کی کوتاہی برداشت نہیں کرتے ، انھوں نے پوری زندگی عزیمت پر عمل کیا۔ دین کی تبلیغ و اشاعت ان کے نزدیک سب سے مقدم تھی، یہ وہ اوصاف ہیں جن پر بے شمار شواہد موجود ہیں جن کی تفصیل

کی یہاں گنجائش نہیں۔ حضور اکبر المشائخ رضی اللہ عنہ علم اور علما سے حد درجہ محبت فر مایا کرتے تھے، آپ دین کی سرخروئی کے لیے اشاعت علم کو از حد ضروری جانتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ جامعہ صمدیہ کو ایک عظیم دانش گاہ کی شکل میں دیکھنا چاہتے تھے، آپ کی خواہش تھی کہ جامعہ صمدیہ دین کا ایک عظیم قلعہ اور دینی تعلیم کی اشاعت کا ایک مثالی ادارہ ہو، اس لیے آپ نے ضرورت محسوس کی کہ جامعہ کو آستانہ عالیہ صمدیہ سے باہر ایک وسیع وعریض آراضی میں منتقل کیا جائے، قصبہ پھپھوند کے شمالی کنارے پر ایک وسیع آراضی پہلے ہی سے مدرسے کے لیے وقف تھی، ۱۹۸۹ء میں حضور اکبر المشائخ نے اپنے لائق فرزند مخدوم گرامی مرتبت حضرت مولانا سید محمد انور میاں چشتی دام ظلہ کو ادارے کی تمام تر ذمے داریاں سپرد کر کے اس وسیع آراضی پر اپنے دست اقدس سے جامعہ صمدیہ کی عمارت کی سنگ بنیاد رکھی، مخدوم گرامی حضرت علامہ سید محمد انور میاں چشتی دام ظلہ اس سے قبل خانقاہ قادریہ بدایوں کے قدیم ادارہ مدرسہ قادریہ میں نظامت کی ذمے داریاں نبھا رہے تھے، مدرسہ قادریہ بدایوں میں آپ نے اپنے عہد نظامت میں اپنی مخلصانہ کوششوں سے ہندوستان کے مختلف علوم وفنون کے ماہرین اور جید اساتذہ کی ٹیم جمع کر لی تھی، جس میں امام علم وفن حضرت خواجہ مظفر حسین رضوی رحمہ اللہ، جامع معقول ومنقول حضرت مفتی رحمت اللہ صاحب قبلہ دام ظلہ الاقدس، مناظر اہل سنت فقیہ النفس حضرت مفتی مطیع الرحمٰن مضطر رضوی مصلح قوم وملت حضرت مفتی انفاس الحسن چشتی دام ظلہ الاقدس اور حضرت مولانا قاضی شہید عالم صاحب قبلہ کے نام خاص طور سے شامل ہیں۔ آپ نے اپنے دور نظامت میں مدرسہ قادریہ کے تعلیمی نظم ونسق میں انقلاب برپا کر دیا تھا۔

میں چاہتا ہوں کہ یہاں جامعہ صمدیہ کے قافلہ سالار اور روح رواں مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ سید محمد انور میاں چشتی دام ظلہ کی تعلیم وتربیت اور آپ

کی مساعی جملہ کا تذکرہ کرتے ہوئے آگے بڑھوں۔

مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ سید محمد انور میاں چشتی دام ظلہ نے ابتدائی تعلیم آستانہ عالیہ پر اپنے والد ماجد حضرت اکبر المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہی سے حاصل کی، پھر آپ کے حکم سے حضرت مفتی اعظم کان پور حضرت علامہ رفاقت حسین رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں تشریف لے گئے، کچھ عرصہ بعد مدرسہ قادریہ بدایوں، مدرسہ اسلامیہ اندرکوٹ میرٹھ، مدرسہ منظر حق ٹانڈہ کی درس گاہوں سے اکتساب فیض کرتے ہوئے خواجہ علم وفن حضرت علامہ خواجہ مظفر حسین رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مدرسہ فیض الرسول بدایوں پہنچے۔ حضرت علامہ سید انور میاں صاحب قبلہ فطری طور پر ذہین اور عزم وارادے کے پختہ واقع ہوئے ہیں، آپ عہد طالب علمی ہی سے علم وفن کے دلدادہ تھے، مدرسہ فیض الرسول میں آپ کا شمار ذہین اور زیرک طلبہ میں ہوتا، اپنے اوقات تعلیمی مصروفیات میں صرف کرتے، اپنے اساتذہ سے مستفیض ہونے کے لیے آپ کوشاں رہتے۔ فطری ذہانت نے آپ کی صلاحیتوں میں چار چاند لگا دیا تھا۔ خاندانی شرافت ونجابت اس پر مستزاد، ان سب چیزوں نے آپ کو اساتذہ کی بارگاہ میں مقبول بنا دیا تھا، اساتذہ اور ذمے داران ادارہ آپ کو قدر کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور آپ کے علم وعمل اور اخلاق وکردار پر کامل اعتماد کیا کرتے تھے۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے دوران تعلیم ہی مدرسہ فیض الرسول میں درجہ فضیلت کے طلبہ کو ''تصریح'' کا درس دیا کرتے تھے۔ مدرسہ فیض الرسول براؤں میں حضرت خواجہ صاحب قبلہ کے علاوہ حضرت مولانا عبد المصطفی اعظمی، حضرت مفتی جلال الدین امجدی، مفتی قدرت اللہ رضوی رحمہم اللہ سے بھی آپ نے اکتساب فیض کیا۔ کچھ مدت بعد جب خواجہ صاحب مدرسہ فیض الرسول سے مستعفی ہوکر دار العلوم غریب نواز الہ آباد تشریف لائے تو آپ بھی دار العلوم غریب نواز الہ آباد آ گئے ایک عرصے تک یہاں بھی خواجہ

علم وفن کی بارگاہ سے اکتساب فیض کرتے رہے۔ یہاں بھی آپ اپنی گوناگوں خصوصیات کی وجہ سے طلبہ واساتذہ کے مابین یکساں مقبول رہے اور خواجہ صاحب کی خصوصی توجہات سے مستفیض ہوئے۔ خواجہ علم وفن جب کچھ عرصے بعد دار العلوم غریب نواز سے مستعفی ہوکر دوبارہ مدرسہ فیض الرسول براؤں تشریف لے گئے تو علم وفن کے شیدائی خواجہ علم وفن کے یہ شاگرد پھر فیض الرسول پہنچ گئے۔ درس نظامی کی تکمیل اسی ادارے سے کی، یہیں سے دستار فضیلت سے نوازے گئے۔

اپنے والد ماجد کے حکم کے مطابق جامعہ صمدیہ کی تعمیر وتوسیع کے لیے آپ نے ادارے کی تمام تر ذمے داریاں اپنے ہاتھ میں لے لیں۔ ابتدا میں شعبہ حفظ کا قیام ہوا، ایک چھپر کے نیچے حفظ کی تعلیم شروع ہوئی، کچھ عرصے بعد ۱۹۹۲ء میں وسیع فکر اور آفاقی نظریات کے حامل حضرت سید انور میاں دام ظلہ نے اورنگ آباد مہاراشٹر کے ایک ماہر اور تجربہ کار انجینیر جناب سید محمد احمد رزاقی صاحب سے جامعہ کی مجوزہ مختلف عمارتوں کا نقشہ اور ان کا ایک خوب صورت ماڈل تیار کرایا، اس نقشے میں رنگ بھرنے اور اس ماڈل کو زمین میں اتارنے کے لیے ۲۱ رسال قبل کا تخمینہ تین کڑور روپے تھا، جب مخدوم گرامی حضرت سید انور میاں نے اپنے اس منصوبے اور مجوزہ نقشے اور ماڈل کو لوگوں کے سامنے پیش کیا تو اکثر لوگ اسے دیوانے کا خواب سمجھنے لگے، بظاہر حالات ایسے ہی تھے کہ بے سروسامانی کے عالم میں ایک پس ماندہ علاقے میں اتنا بڑا پروجیکٹ کس طرح تکمیل تک پہنچ سکتا ہے، لیکن کچھ لوگ ایسے بھی تھے جنھوں نے حضرت کے عزم وحوصلے کو سراہا، اور یقین دلایا کہ فضل الٰہی اور بانی جامعہ کی مخلصانہ دعاؤں کے سائے میں پیہم جد وجہد جاری رہی تو یہ خواب ضرور شرمندہ تعبیر ہوگا۔ بانی جامعہ حضور اکبر المشائخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی سرپرستی میں آپ نے جد وجہد شروع کی، تعمیری کام کا بھی آغاز ہو گیا، اب حفظ وقراءت کے ساتھ ساتھ درس نظامی کی تعلیم کا بھی آغاز ہو چکا تھا۔

جامعہ کی صدارت کے لیے ایک ایسے معتمد عالم کی ضرورت تھی جو ادارے کے لیے
مخلص ہونے کے ساتھ تمام تعلیمی ذمے داریوں کو بحسن وخوبی انجام دے سکے
، بانی جامعہ حضور اکبر المشائخ کی نظر انتخاب اپنے محبوب مرید وخلیفہ حضرت مفتی محمد
انفاس الحسن چشتی دام ظلہ پر ٹھہری۔ حضرت مفتی انفاس الحسن چشتی دام ظلہ ان دنوں
دارالعلوم افضل المدارس الہ آباد میں تدریس وافتا کی خدمات انجام دے رہے
تھے۔یہیں آپ کے استاذ ومربی خاص حضرت علامہ مفتی رحمت اللہ صاحب بھی
تدریسی فرائض انجام دے رہے تھے۔حضور اکبر المشائخ نے دو افراد کو الہ آباد بھیج
کر حضرت مفتی رحمت اللہ صاحب کے نام ایک دستی خط روانہ فرمایا اور حکم دیا کہ
آپ مفتی محمد انفاس الحسن صاحب کو جامعہ صمدیہ کی خدمت کے لیے پھپھوند شریف
بھیج دیں۔ دارالعلوم افضل المدارس میں آپ کی مخلصانہ جدوجہد کے سبب ارباب
حل وعقد کسی قیمت پر آپ کو ادارے سے مستعفی ہونے دینا نہیں چاہتے تھے،لیکن
آپ اپنے پیر ومرشد کے حکم کے مطابق دارالعلوم افضل المدارس سے مستعفی ہوکر
جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف تشریف لائے، دارالعلوم افضل المدارس الہ
آباد میں درس نظامی کی منتہی درجات کی کتابیں آپ کے زیر تدریس تھیں، جامعہ
صمدیہ میں اس وقت ابتدائی درجات کی تعلیم ہوا کرتی تھی، آپ نے انہی ابتدائی
درجات کے طلبہ کی تعلیم وتربیت پر توجہ دی اور تھوڑے ہی عرصے میں آپ کی
مخلصانہ کوششوں سے جامعہ صمدیہ میں تعلیم وتربیت کی ایک ایسی فضا قائم ہوئی کہ
جامعہ کی تعلیم وتربیت اور عمدہ نظم ونسق کا شہرہ مختلف علاقوں میں پھیل گیا، طلبہ جوق
در جوق جامعہ کا رخ کرنے لگے۔ جامعہ صمدیہ بڑی تیزی کے ساتھ ترقی کے
منازل طے کرتا رہا۔ الحمدللہ آج بھی جامعہ صمدیہ مخدوم گرامی حضرت علامہ سید محمد
انور میاں صاحب قبلہ کی نظامت میں روز افزوں ترقی پذیر ہے، حضور اکبر المشائخ
کے وصال کے بعد سے پیکر اخلاص وللہیت مجاہد سنیت حضرت علامہ سید محمد اختر

میاں چشتی دام ظلہ الاقدس صاحب سجادہ آستانہ عالیہ صمدیہ مصباحیہ پھپھوند شریف
جامعہ کی سرپرستی فرما رہے ہیں۔ ان مخلصین کی جدوجہد اور سعی پیہم کی وجہ سے اس
وقت جامعہ صمدیہ مغربی یوپی میں تعلیم وتربیت کا عظیم گہوارہ اور اپنے عمدہ نظم ونسق کی
وجہ سے امتیازی حیثیت کا حامل ہے۔

جامعہ صمدیہ موجودہ دینی اداروں میں کئی جہتوں سے امتیازی حیثیت کا
حامل ہے۔ جامعہ صمدیہ کے ناظم اعلیٰ حضرت علامہ سید محمد انور میاں چشتی دام ظلہ
اصول کے سخت پابند ہیں، اصولوں کے مقابلے میں وہ کسی مصلحت کے سامنے ہتھیا
رنہیں ڈالتے ، انھوں نے اپنے ادارے کے لیے جو قوانین نافذ کیے ہیں اس پر سختی
سے عامل ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جامعہ صمدیہ کے قیام کا مقصد فروغ علم ہے، طلبہ
دور دراز علاقوں سے اپنے خویش واقارب کو چھوڑ کر دینی تعلیم کے حصول کے لیے
ہی آتے ہیں۔ اس لیے تعلیم کی راہ میں آنے والی تمام رکاوٹوں کا سد باب ضروری
ہے اسی خیال سے انھوں نے جامعہ میں روز اول سے ہی یہ قانون نافذ کر دیا ہے کہ
جامعہ کا کوئی طالب علم جامعہ سے باہر کسی قرآن خوانی یا فاتحہ وغیرہ میں شرکت کے
لیے نہیں جا سکتا نہ ہی کسی طالب علم کو قصبے کے کسی گھر میں ٹیوشن وغیرہ کے لیے
جانے کی اجازت ہے ۔ مدارس میں قرآن خوانی اور ٹیوشن کے رواج نے تعلیمی
نقصان کے ساتھ طلبہ وعلما کے وقار واعتبار کو کتنا مجروح کیا ہے وہ کسی بھی صاحب
عقل سے پوشیدہ نہیں ۔ آپ کا نظریہ ہے کہ طلبہ واساتذہ جب نائب رسول
اور مہمان رسول ہیں تو ان کی رہائش ان کے کھانے اور دیگر ضروریات کے لیے عمدہ
سہولیات ہونے چاہیے، وہ چاہتے ہیں کہ مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے
طلبہ ایک ایسی فضا میں سانس لیں جہاں ان کے اندر حد درجہ خود اعتمادی پیدا ہو، اسی
لیے انھوں نے طلبہ واساتذہ کے لیے عمدہ رہائش کا انتظام فرمایا ہے، تعلیم میں
نقصان نہ ہو اس کے لیے رات میں گیارہ بجے تک جنریٹر کے ذریعہ روشنی کا معقول

انتظام ہے۔

مخدوم گرامی مرتبت حضرت علامہ سید محمد انور میاں چشتی دام ظلہ جامعہ صمدیہ کے ناظم وسربراہ ہیں، حقیقت یہ ہے کہ جامعہ کی کل خدمات کا دارومدار آپ ہی کی ذات پر ہے۔ الحمدللہ آپ خود بھی عالم وفاضل اور ایک تجربہ کار استاذ ہیں اس لیے علما واساتذہ کی اہمیت خوب سمجھتے ہیں، جامعہ صمدیہ کے اساتذہ جس مقام و مرتبے کے مستحق ہیں اس سے کہیں زیادہ وہ نوازتے ہیں۔ اپنے اساتذہ وطلبہ کے ساتھ ایک شفیق باپ کی طرح برتاؤ ان کی فطرت ہے۔ معاملات میں شفافیت اوراصول پسندی ان کا طرہ امتیاز ہے۔ انجمن چشتیہ صمدیہ مصباحیہ کے تحت چلنے والے اداروں میں لاکھوں کا آمد وخرچ ہے، لیکن حساب وکتاب میں کہیں بھی کوئی پیچیدگی نہیں مل سکتی، ہر سال سالانہ عرس حافظ بخاری کے موقع پر سال بھر کے آمد و خرچ کا حساب قوم کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

اپنے جامعہ کے اساتذہ وطلبہ کا ہر حال میں خیال اور ان کی قرار واقعی حیثیت کا لحاظ کوئی ان سے سیکھے۔ جامعہ صمدیہ کا ماہانہ خرچ لاکھوں میں ہے، تعمیری اخراجات اس پر مستزاد لیکن آج تک کبھی بھی کسی استاذ کو چندے کے لیے نہیں بھیجا ، اور نہ عام مدرسوں کی طرح کسی طالب علم کو رسید تھمائی۔ ان کا ماننا ہے کہ اساتذہ کا کام تعلیم وتدریس ہے نہ کہ چندے کی رسید لے کر اہل ثروت کی کوٹھیوں کا طواف، اخراجات کا سارا انتظام خود ہی دیکھتے ہیں لیکن کبھی ایسا نہیں ہوتا کہ کسی مدرس کی ایک مہینے کی تنخواہ بھی ادا کرنے میں ہفتہ عشرہ کی تاخیر ہوتی ہو، بعض ذرائع سے معلوم ہوا کہ بسا اوقات قرض کی بھی نوبت آئی ہے، لیکن مقررہ وقت پر اساتذہ کو تنخواہ ادا کرنے میں کوئی کوتاہی نہیں کی، بلکہ ضرورت کے وقت اساتذہ پیشگی تنخواہیں بھی لے لیا کرتے ہیں۔

جامعہ صمدیہ کے لیے آپ کی مخلصانہ جدوجہد اور ادارے کی تعمیر وترقی کے

لیے آپ کی جاں فشانیوں کا نتیجہ ہے کہ چودہ پندرہ برس قبل جس چھوٹے سے ادارے نے ایک جھونپڑی میں درجہ حفظ کے چند طلبہ کی تعلیم سے اپنے سفر کا آغاز کیا تھا آج وہ معمولی ادارہ ایک معیاری درس گاہ کی شکل میں ایک وسیع وعریض سہ منزلہ عمارت میں منتقل ہو چکا ہے، اس وقت جامعہ صمدیہ میں درجہ حفظ وقراءت، درس نظامی (اعدادیہ تا فضیلت) کے علاوہ تخصص فی الفقہ کی بھی تعلیم ہو رہی ہے حنفی دارالافتا ودارالقضا سے قوم وملت کی دینی ومذہبی مسائل کا حل پیش کیا جاتا ہے، حضرت امام غزالی کمپیوٹر ٹریننگ سینٹر سے قوم کے نونہالوں کو جدید ٹکنالوجی سے آگاہ کیا جا رہا ہے، خواجہ بندہ نواز سیمینار ہال میں ارباب علم ودانش اکٹھا ہو کر قوم کے سلگتے ہوئے مسائل پر غور وخوض کرتے ہیں، ایک وسیع وعریض ہال میں تاج الفحول لائبریری تشنگان علوم وفنون کی تسکین کا باعث ہے۔ طالبان علوم نبویہ کی ایک بڑی جماعت ہے، ذی صلاحیت، متحرک اور فعال اساتذہ کی ایک ٹیم ہے، معیاری تعلیم اور عمدہ نظم ونسق ہے، یہ ساری بہاریں آپ ہی کے دم قدم سے ہیں۔ ادارے کی تعمیر وترقی کے لیے آپ ہمیشہ کوشاں وسرگرداں رہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو فکر رسا سے نوازا ہے، آپ کا منشا یہ ہے جامعہ صمدیہ ایک ایسا مثالی ادارہ ہو جس کا ہر فارغ دین کا سچا خادم بنے، تعلیم کے ساتھ تربیت کے زیور سے بھی آراستہ ہو، علم کے ساتھ عمل کا بھی خوگر ہو، آپ اکثر جامعہ کے صدر المدرسین و شیخ الحدیث حضرت مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ سے فرمایا کرتے ہیں کہ میرا مقصد طلبہ کی ایک بھیڑ اکٹھا کرنا نہیں ہے، جامعہ میں چند ہی طلبہ کیوں نہ ہوں لیکن انہیں علم کے ساتھ ساتھ عمل کا بھی پیکر ہونا چاہیے۔

انجمن چشتیہ صمدیہ مصباحیہ کا قیام: دینی تعلیم کی اشاعت اور وسیع پیمانے پر دین کی دعوت وتبلیغ کی خدمات انجام دینے کے لیے ۱۹۹۳ء میں آستانہ عالیہ صمدیہ کے زیر اہتمام انجمن چشتیہ صمدیہ مصباحیہ (رجسٹرڈ) کا قیام عمل میں آیا۔ اس انجمن کے زیر

اہتمام دین کی بڑی اہم خدمات انجام پائیں جن کی تفصیل مستقل مضمون کی متقاضی ہے۔ فی الوقت انجمن کے زیر انتظام درج ذیل ادارے تعلیم کے فروغ میں اہم کردار ادا کر رہے ہیں۔

۱۔جامعہ صمدیہ ۲۔فیوض صمدیہ ہائی اسکول ۳۔ فیوض صمدیہ جونیر ہائی اسکول ۴۔مکتب اسلامیہ صمدیہ

ذیل کے سطور میں صرف جامعہ صمدیہ کے مختلف شعبوں کا مختصر تعارف پیش کیا جاتا ہے۔

جامعہ کے مختلف شعبوں کا تعارف

شعبہ درس نظامی: جامعہ میں درس نظامی (اعدادیہ تا فضیلت) کی تعلیم کا انتظام ہے۔اس وقت اس شعبے میں تقریبا ۲۵۰/طلبہ زیر تعلیم ہیں۔۱۲/ باصلاحیت اور نو جوان اساتذہ طلبہ کی عمدہ تعلیم وتربیت کے لیے ہمہ تن مصروف عمل رہتے ہیں ۔طلبہ کی عمدہ تعلیم اوران کی شخصیت کونکھارنے کے لیےایک جامع نصاب تعلیم تیار کیا گیا ہے جوقران ،تفسیر، فقہ، اصولِ فقہ، حدیث اصول حدیث،کلام، بلاغت، منطق ،حکمت ،عربی ادب ،اردوادب ،تاریخ، سائنس اور انگریزی وغیرہ فنون کو محیط ہے۔تعلیم کوموثر اور طلبہ کے اندر مقابلہ جاتی جوش وخروش پیدا کرنے کے لیے سالانہ وششماہی امتحانات کا انعقاد پورے اہتمام اور نظم ونسق کے ساتھ کیا جاتا ہے۔امتحانی ضوابط پر پوری دیانت داری کے ساتھ عمل کرتے ہوئے انھی طلبہ کو ترقی دی جاتی ہے جو امتحان میں مقررہ فیصد حاصل کرنے میں کامیاب ہوتے ہیں۔درس نظامی کے جدید طلبہ کو داخلے کے لیے ماہ شوال کی ۱۴/۱۵تاریخ کو امتحان داخلہ میں شرکت کرکے کامیابی حاصل کرنی پڑتی ہے۔امتحان داخلہ میں کمیت کے بجائے کیفیت پرتوجہ دی جاتی ہے۔وہی طلبہ داخلے کے مستحق قرار پاتے ہیں جو جامعہ کے مطلوبہ معیار کو پورا کرتے ہوں ۔طلبہ کے اندر تحریر وتقریری

شعور بیدار کرنے کے لیے سالانہ تحریری وتقریری انعامی مقابلے کا انعقاد کیا جاتا ہے جس میں ملک کے معروف علما ودانش وران بحیثیت فیصل شرکت فرماتے ہیں، اب تک اس شعبے سے ۱۹ فضلا فارغ ہوکر ملک کے مختلف علاقوں میں دین وسنیت کی تبلیغ واشاعت میں مصروف عمل ہیں۔

شعبہ تربیت افتا: ۲۰۰۹ء میں جامعہ صمدیہ میں باضابطہ تربیت افتا کا قیام عمل میں آیا۔جس میں اہل سنت کے کسی معتمد ادارے سے اعلیٰ پوزیشن کے فارغین کو داخلہ کا موقع دیا جاتا ہے۔اس شعبے کی پوری نگرانی جامعہ صمدیہ کے شیخ الحدیث و صدرالمدرسین حضرت مفتی انفاس الحسن چشتی دام ظلہ فرمایا کرتے ہیں۔تربیت افتا کے اس دوسالہ کورس میں طلبہ کوفتوی نویسی کے اصول وآداب بتائے جاتے ہیں ۔فقہ اصول فقہ اورخصوصا فتاویٰ کی کتابوں کا مطالعہ کرایا جاتا ہےاور خاص طور سے فتویٰ نویسی کی مشق پرتوجہ دی جاتی ہے۔اس شعبے میں اتنے ہی طلبہ کا داخلہ لیا جاتا ہے جن کی صحیح تربیت اور نگہداشت ہو سکے۔حضرت مفتی صاحب قبلہ دینی وتبلیغی مصروفیات اور ادارے کی تمام تر ذمے داریوں کے باوجود تربیت افتا کے طلبہ کو خاطر خواہ وقت دیتے ہیں۔فتاویٰ کی تصحیح کے لیے دوگھنٹیاں مختص ہیں لیکن آپ دیگر اوقات میں بھی نہایت اخلاص اورلگن کے ساتھ گھنٹوں ان طلبہ کے فتاوی کی تصحیح میں مصروف نظر آتے ہیں۔آپ کی کوشش یہ ہوتی ہے کہ دوسالہ کورس میں طلبہ اس لائق ہو جائیں کہ قوم کی دینی وشرعی ضرورتوں کو صحیح طور پر پوری کرسکیں۔جامعہ صمدیہ سے فارغ ہونے والے تربیت افتا کے طلبہ نے کس قدر محنت کی ہے اور حضرت مفتی صاحب قبلہ نے ان کو کس طرح سنوارا ہے اس کا اندازہ آپ اس مجموعہ فتاویٰ میں شامل فتوؤں کا مطالعہ کرکے لگا سکتے ہیں۔

اس سال شعبہ تربیت افتا کے درج ذیل ۴/طلبہ فارغ ہورہے ہیں، انھی فارغین کے فتاوے اس مجموعے میں شامل ہیں۔

۱	آفتاب عالم	گوپی گنج بھدوہی یوپی
۲	محمد کوثر علی	سمستی پور بہار
۳	محمد افسر عالم	کشن گنج بہار
۴	صاحب عالم	بستی یوپی

شعبہ حفظ وقراءت: جامعہ کا ایک اہم شعبہ ہے،، اس سال اس شعبے میں تقریبا ۱۲۵ طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ چار حفاظ ایک قاری ان کی تعلیم اور نگہداشت پر مامور ہیں، جو صبح وشام ان کی نگرانی بڑے اخلاص ولگن کے ساتھ کیا کرتے ہیں۔ طلبہ کو حفظ با تجوید کی تعلیم دی جاتی ہے۔ قاری صاحب کے یہاں ان طلبہ کی باضابطہ ایک گھنٹی ہوتی جس میں ترتیل تدویر اور حدر کے ساتھ قراءت کے ضروری ضروری قواعد مقررہ نصاب کے مطابق سکھائے جاتے، شعبہ حفظ کا بھی باضابطہ شش ماہی وسالانہ امتحان ہوتا ہے۔ درس نظامی کے درجہ رابعہ اور خامسہ کے طلبہ کو لازمی طور پر دوسالہ قراءت کا کورس مکمل کرایا جاتا ہے۔

ان تمام شعبوں کے فارغین کی تعداد کی تفصیل حسب ذیل ہے:

۱۔ تربیت افتا ۱۲ ۲۔ فضیلت ۱۷ ۳۔ عالمیت ۵۱

۴۔ حفظ ۱۴۷

شعبہ کمپیوٹر: طالبان علوم اسلامیہ کو دینی ومذہبی تعلیم کے ساتھ عصری تقاضوں سے ہم آہنگ کرنے کے لیے اب تین سال قبل حضرت امام غزالی کمپیوٹر سینٹر کا قیام عمل میں آیا، اس شعبے میں درس نظامی کے درجہ خامسہ سے درجہ فضیلت تک کے طلبہ کو .A.D.C.A اور D.T.P کورس مکمل کرائے جانے کے ساتھ کمپیوٹر اور انٹرنیٹ سے ضروری استفادے کا طریقہ سکھایا جاتا ہے۔

حنفی دارالافتا: جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف کا ایک اہم شعبہ افتا کا بھی ہے جس کے ذریعہ پورے علاقے کی دینی وشرعی ضرورتوں کو پورا کیا جاتا ہے۔ دارالافتا میں

مختلف علاقوں سے استفتے آتے ہیں جن کے جوابات جامعہ کے شیخ الحدیث حضرت مفتی انفاس الحسن چشتی دام ظلہ العالی قرآن وحدیث کی روشنی میں دیا کرتے ہیں۔ دارالافتا میں مسلمانوں کے شرعی ودینی معاملات پیش کیے جاتے ہیں اور حضرت مفتی صاحب ان کا فیصلہ اسلامی قوانین کی روشنی میں فرمایا کرتے ہیں۔ جامعہ صمدیہ کا دارالافتا مغربی اتر پردیش کا معتمد ومعتبر دارالافتا سمجھا جاتا ہے۔ جامعہ صمدیہ کا یہ شعبہ قوم وملت کی دینی ومذہبی ضرورتوں کی تکمیل کا ایک اہم ذریعہ ہے۔

تاج الفحول لائبریری: کسی بھی ادارے میں علمی وتحقیقی کام کرنے کے لیے مختلف علوم وفنون کی کتابوں کا ایک بڑا ذخیرہ ہونا نہایت ضروری ہوتا ہے۔ جامعہ صمدیہ میں ایک عظیم لائبریری کی سخت ضرورت محسوس کی جارہی تھی۔ جامعہ کے ناظم اعلیٰ مخدوم گرامی حضرت مولانا سید انور میاں چشتی دام ظلہ خود بھی مطالعہ کتب کے عادی ہیں، اسی ذوق نے انھیں جامعہ میں ایک عظیم الشان لائبریری کے قیام کے لیے مہمیز کیا، جامعہ کی مرکزی بلڈنگ کی دوسری منزل میں 20*85 کے ایک ہال کو لائبریری کے لیے مختص کیا گیا ہے، تاج الفحول لائبریری کے اس حال میں چار چار خانوں پر مشتمل ۹۲ رالماریاں ہیں۔ جامعہ کی لائبریری میں پہلے ہی سے مختلف علوم وفنون کی معتد بہ کتابیں موجود تھیں، تاج الفحول لائبریری کے قیام کے بعد مزید کتابوں کی فراہمی کا کام بڑی تیزی سے کیا جارہا ہے۔

جامعہ کی تعمیری سرگرمیاں: جامعہ صمدیہ کی مختلف عمارتوں کا تعمیری کام جاری ہے، جامعہ کی سہ منزلہ مرکزی بلڈنگ کی تعمیر تکمیل کے قریب ہے، عظیم الشان خواجہ بندہ نواز سیمینار ہال کی تعمیر مکمل ہو چکی ہے۔ ڈائننگ ہال اور مطبخ کی تعمیر کا کام جاری ہے، طلبہ کی رہائش کے لیے علاحدہ ہاسٹل کا تعمیری کام بھی شروع ہونے والا ہے۔ مہمان خانہ، اساتذہ کی فیملی کالونی کی تعمیر کے منصوبے کو عملی جامہ پہنانے

کے لیے بھی جدوجہد کی جارہی ہے۔

جامعہ کے مختلف شعبوں کے سالانہ اخراجات تقریباً ۴۵ / لاکھ ہیں، تعمیرات کے اخراجات اس کے علاوہ ہیں۔ یہ سارے اخراجات فرزندان توحید کے عطیات سے پورے ہوتے ہیں، جامعہ کا کوئی سفیر بھی نہیں اور نہ ہی کوئی مستقل آمدنی کا ذریعہ ہے۔ جامعہ کے سربراہ اعلیٰ مخدوم گرامی حضرت علامہ سید انور میاں صاحب قبلہ اپنی شب روز کی محنتوں سے اس پورے بجٹ کا انتظام فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کی ان خدمات کو اپنی بارگاہ میں قبول فرمائے اور جامعہ کو بے پناہ ترقی عطا فرمائے۔ **آمین بجاہ حبیبہ الکریم وصلی اللہ تعالیٰ علیہ و آلہ و صحبہ اجمعین .**

راقم: محمد ساجد رضا مصباحی
خادم تدریس جامعہ صمدیہ پھپھوند شریف

۱۹/ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ
۱۱/ مارچ ۲۰۱۵ء روز چہارشنبہ

نحمدہ نصلی و نسلم علی رسولہ الکریم

ایمان کسے کہتے ہیں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایمان کسے کہتے ہیں کتبِ معتبرہ کی روشنی میں اس کی وضاحت فرمائیں؟

المستفتی
بشیر الحسینی نیپال

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

وہ جمیع امور جو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کی طرف سے لائے اور جن کی نسبت یقینی معلوم ہے کہ یہ ضروریات دین سے ہیں ان سب کی تصدیق کرنا یعنی دل سے ماننا ایمان ہے۔

شرح عقائد نسفیہ میں ہے:

"ان الایمان فی الشرع ھو التصدیق بماجاء بہ من عند اللہ تعالیٰ ای تصدیق النبی بالقلب فی جمیع ما علم بالضرورۃ مجیئہ بہ من عند اللہ تعالیٰ" (ص:۱۲۶)

الاشباہ والنظائر میں ہے:

" الایمان تصدیق محمد صلی اللہ علیہ وسلم فی جمیع ما جاء بہ من الدین ضرورۃ" (کتاب السیر ،ص: ۱۵۹)

درمختار میں ہے:

" وهو تصديق محمد صلى الله عليه وسلم فى جميع ماجاء به عن الله تعالىٰ مما علم مجيئه ضرورة" (کتاب الجهاد، باب المرتد ،ج:٦،ص:٣٥٤،مکتبة الديمه)

بہار شریعت میں ہے:

"ایمان کہتے ہیں سچے دل سے ان سب باتوں کی تصدیق کرے جو ضروریات دین ہیں۔ (ایمان وکفر کا بیان، ج:۱،حصہ:۱،ص:۱۷۲)

والله تعالىٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــہ

محمد کوثر علی

الطالب فى صف الاختصاص فى الفقه ،

بالجامعة الصمدية ففوند الشريفة

الجواب صحيح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

سنی صحیح العقیدۃ شخص کو صلح کلی کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ سنی صحیح العقیدۃ شخص کو صلح کلی کہنا کیسا ہے؟

المستفتی

محمد اسرائیل ہرپور بوچھا سمستی پور

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامدا و مصليا و مسلما

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

کسی مومن ومسلمان کو بلا ثبوت شرعی صلح کلی کہنا ناجائز وحرام بلکہ ایک مومن ومسلمان پر تہمت ہے اور کسی بھی مسلمان پر بلا ثبوت شرعی تہمت لگانا حرام اور باعث عذاب نار ہے ،قرآن وحدیث میں تہمت لگانے والے کے لیے سخت وعیدیں آئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

" والذين يؤذون المومنين والمؤمنات بغير ما اكتسبوا فقد احتملوا بهتانا واثما مبينا "(پ:۲۲،س:احزاب،آیت:۵۸)

ترجمہ۔اور جو ایمان والے مردوں اور عورتوں کو بے کیے ستاتے ہیں انہوں نے بہتان اور کھلا گناہ اپنے سر لیا۔

حدیث پاک میں ہے:

"من اذى مسلما فقد اذانى ومن اذانى فقد اذى الله "

ترجمہ۔سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے کسی مسلمان کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی اور جس نے مجھے تکلیف پہنچائی گویا کہ اس نے اللہ تعالیٰ کو تکلیف پہنچائی۔ (فتاویٰ رضویہ، ج:۹،ص:۲۱)

اور اگر کسی مسلمان کو اس کے کفر کے ثبوت شرعی کے بغیر صلح کلی کافر اعتقاد رکھتے ہوئے کہے گا تو کہنے والا کافر ہو جائے گا۔

حدیث پاک میں ہے:

" قال رسول الله صلى الله عليه وسلم ايما امرئ قال

لاخیه کافر فقد باء بها احدهما ان کان کما قال والا رجعت علیه"(مسلم شریف ج: ۱ کتاب الایمان ص: ۵۷)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــه

محمد کوثر علی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية بدار الخير ففوندالشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

قادیانیوں کے بارے میں حکم شرع کیا ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ قادیانیوں کے بارے میں حکم شرع کیا ہے۔ نیز ان کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا اور کھانا پینا اوران کے ساتھ میل محبت کے تعلقات رکھنا کیسا ہے۔

المستفتی

محمد عبدالرؤف کان پور

بسم الله الرحمن الرحيم، حامداو مصليا ومسلما

الجواب

هو الهادی الی الصواب

قادیانی اپنے عقائد کفریہ کی بنا پر علمائے اہل سنت کے نزدیک متفقہ طور پر

کافر ومرتد ہیں اوران کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا، کھانا پینا اوران کے ساتھ محبت کے تعلقات رکھنا سخت حرام ہے۔"**قال الله تعالیٰ واماینسینک الشیطٰن فلاتقعد بعد الذکریٰ مع القوم الظالمین**"(پ:۷،آیت نمبر ۶۸)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"وہابیہ وغیر مقلدین ومرزائی وغیرہم فرقے آج کل سب کفار ومرتدین ہیں ان کے پاس نشست وبرخاست حرام ہے ان سے میل جول حرام ہے اگرچہ ماں باپ یا بھائی یا بیٹے ہوں اوران لوگوں سے کسی دنیوی معاملت کی بھی اجازت نہیں۔(ملخصا، ج:۹،ص:۳۱۱،نصف ثانی)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــه

صاحب عالم قادری

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية بدار الخير ففوندالشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

ہندوستان میں وہابیت کا وجود کب سے ہوا؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ہندوستان میں وہابیت کس دور سے وجود میں آئی۔ ہندوستان میں وہابیت پھیلانے والا کون تھا اورعرب میں نجدی سعودی حکومت کا قیام کس وقت عمل میں آیا

؟

المستفتی
محمد مجاہد گوپی گنج

بسم اللہ الرحمن الرحیم، حامداو مصلیا و مسلما

الجواب

ھو الھادی الی الصواب

ہندوستان میں وہابیت مولوی اسماعیل دہلوی کے دور سے وجود میں آئی۔ وہابی مذہب کے بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی نے ایک کتاب لکھی جس کا نام کتاب التوحید رکھا اس کے ذریعہ انبیاء واولیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام اور خود حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی دل کھول کر توہین کی، اسی کتاب کا ترجمہ اسماعیل دہلوی نے ۱۵ر محرم الحرام ۱۲۴۰ھ ۱۸۲۵ء میں بنام ''تقویۃ الایمان'' شائع کیا اور ہندوستان میں اسی نے وہابیت پھیلائی۔

اطیب البیان میں ہے:

مولوی اسماعیل دہلوی نے ۱۵ر محرم الحرام ۱۲۴۰ھ ۱۸۲۵ء میں تقویۃ الایمان شائع کی۔ حکیم محمد احمد برکاتی نے اس کتاب کی سن تالیف ۱۲۳۲ھ /۱۸۱۷ء بتایا ہے۔ (ص:۴٦)

بہار شریعت میں ہے:

''وہابی یہ ایک نیا فرقہ ہے جو ۱۲۰۹ھ میں پیدا ہوا، اس مذہب کا بانی محمد بن عبدالوہاب نجدی تھا جس نے تمام عرب خصوصا حرمین شریفین میں بہت شدید فتنے پھیلائے علماء کو قتل کیا صحابۂ کرام وائمہ وعلما وشہداء کی قبریں کھود ڈالیں روضۂ انور کا نام معاذ اللہ ''صنم اکبر'' رکھا تھا یعنی بڑا بت اور طرح طرح کے ظلم کیے جیسا

کہ صحیح حدیث میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے خبر دی تھی کہ نجد سے فتنے اٹھیں گے اور شیطان کا گروہ نکلے گا وہ گروہ بارہ سو برس بعد ظاہر ہوا علامہ شامی رحمۃ اللہ تعالیٰ نے اسے خارجی بتایا ہے عبدالوہاب کے بیٹے نے ایک کتاب لکھی جس کا نام ''کتاب التوحید'' رکھا اس کا ترجمہ ہندوستان میں اسماعیل دہلوی نے کیا جس کا نام ''تقویۃ الایمان'' رکھا اور ہندوستان میں اسی نے وہابیت پھیلائی''، (حصہ اول، ص:۲۱۴ تا ۲۱۵)

اور عرب میں نجدی سعودی حکومت ۱۲۰۵ھ میں وجود میں آئی۔

تاریخ نجد وحجاز میں ہے:

''............اور ۱۲۰۵ھ کو حرمین کریمین پر حملہ کر دیا یہاں تک کہ حرمین شریفین پر نجدیوں کا مکمل قبضہ ہو گیا''۔ (ص:۱۴۳، نجدیوں کا حرمین پر قبضہ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــــــــــــــہ

صاحب عالم قادری

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقہ

بالجامعۃ الصمدیۃ بدار الخیر ففوندالشریفۃ

الجواب صحیح
محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ
خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

ایمان واسلام میں کیا فرق ہے؟

مسئلـــــہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ

ایمان اور اسلام دونوں علیحدہ ہیں یا مترادف، جمہور کا نظریہ کیا ہے بیان فرمائیں۔

المستفتی

محمد کیف چشتی، دلیل نگر

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامداو مصلیا و مسلما

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

جمہور کے نزدیک لغت کے اعتبار سے ایمان اور اسلام دونوں کا مفہوم الگ الگ ہے، لیکن شریعت کی اصطلاح میں ایمان واسلام دونوں ایک ہی ہیں۔

فقہ اکبر میں ہے:

" فمن طریق اللغۃ بین الایمان و الاسلام فرق ، ولکن لا یکون الایمان بلا اسلام و لا یوجد اسلام بلا ایمان " (ص: ۱۵۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ

محمد آفتاب عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقہ

بالجامعۃ الصمدیۃ، بدار الخیر ففوند الشریفۃ

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

تلک لگوانا کیسا ہے؟

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید الیکشن لڑ رہا تھا اسی دوران ووٹ مانگنے کافروں کے پاس گیا وہاں ہَوَنْ کیا اور پیشانی پر تلک لگوایا اس کے بارے میں حکم شرع کیا ہے؟

المستفتی

محمد شہنواز کرناٹک

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

مشکوٰۃ شریف میں ہے:

''من تشبہ بقوم فھو منھم'' (کتاب اللباس ،ص ۳۷۵)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

'' قشقہ ضرور شعار کفار و منافی اسلام ہے'' (فتاویٰ رضویہ، ج:۱۴،ص:۳۹۳)

بہار شریعت میں ہے:

''بعض اعمال کفر کی علامت ہیں جیسے زنار باندھنا، سر پر چوٹیا رکھنا، قشقہ لگانا ایسے افعال کے مرتکب کو فقہائے کرام کافر کہتے ہیں'' (ج:۱،ص:۱۷۶)

لہذا زید صورت مذکورہ میں کافر خارج از اسلام ہے اب زید پر لازم ہے علانیہ توبہ کرے اگر بیوی والا ہے تو تجدید نکاح بھی کرے اور اگر کسی سے بیعت ہے تو تجدید بیعت بھی کرے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ

محمد افسر عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية ، بدار الخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

کیا انبیاے کرام کو احتلام ہوتا تھا؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ موجبات غسل کیا ہیں اور بتائیں کہ انبیاے کرام کو احتلام ہوتا ہے یا نہیں؟

المستفتی

فداء المصطفی مظفر پور

بسم الله الرحمن الرحيم، حامداو مصليا و مسلما

الجواب

اللهم هداية الحق و الصواب

موجبات غسل یعنی غسل واجب کرنے والی چیزیں پانچ ہیں، جو حسب ذیل ہیں:

(۱) منی کا اپنی جگہ سے شہوت کے ساتھ جدا ہو کر عضو سے نکلنا (۲) احتلام یعنی سوتے سے اٹھا اور بدن یا کپڑے پر تری پائی اور اس تری کے مذی یا منی ہونے کا یقین یا احتمال ہو تو غسل واجب، اگر چہ خواب یاد نہ ہو (۳) حشفہ کا غائب ہونا، یعنی سر ذکر کا عورت کے آگے یا پیچھے یا مرد کے پیچھے داخل ہونا دونوں پر غسل واجب کرتا ہے، شہوت کے ساتھ ہو یا بغیر شہوت، انزال ہو یا نہ ہو، بشرطے

کہ دونوں مکلّف ہوں (۴) انقطاع حیض (۵) انقطاع نفاس

ہدایہ اولین میں ہے:

"والمعاني الموجبة للغسل انزال المنى علىٰ وجه الدفق والشهوة من الرجل والمرأة حالة النوم واليقظةوالتقاء الختانين من غير انزال والحيض وكذا النفاس" (کتاب الطهارات، ج: ۱ ص: ۱۴، ۱۵)

فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

"المعاني الموجبة للغسل وهى ثلثة منها الجنابة وهى تثبت بسببين احدهما خروج المنى علىٰ وجه الدفق والشهوة من غير ايلاج باللمس والنظر او الاحتلام او الاستمناء كذا فى محيط السرخسى من الرجل والمرأة فى النوم واليقظة كذا فى الهداية.................. السبب الثانى الايلاج ومنها الحيض والنفاس" (الفصل الثانى فى المعانى الموجبة للغسل، ج: ۱ ص: ۱۴)

شرح وقایہ اول میں ہے:

"وموجبه انزال منى ذى دفق وشهوة عند الانفصال ولو فى نوم وغيبة حشفة فى قبل او دبر على الفاعل والمفعول به ورؤية المستيقظ المنى والمذى وان لم يحتلم، و انقطاع الحيض والنفاس" (کتاب الطهارة ص: ۷۵)

انبیا علیہم السلام احتلام سے پاک ومنزہ ہیں، اس لیے کہ یہ شیطانی وسوسہ سے ہوتا ہے اور وہ اس سے معصوم ہوتے ہیں۔

حاشیہ نور الایضاح میں ہے:

"احتلام بلا بلل ....وهو محال على

الانبیاء علیھم الصلاۃ والسلام لانہ شیطانی وھم معصومون منہ“(فصل عشرۃ اشیاء لا یغتسل منھا،ص ۳۰)

فتاویٰ رضویہ میں ہے

”فی الواقع حضور پُر نور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور تمام انبیائے کرام علیھم الصلاۃ والسلام احتلام سے پاک ومنزہ ہیں، قال اللہ تعالیٰ: **ان عبادی لیس لک علیھم سلطان و کفیٰ بربک وکیلا** ، طبرانی معجم کبیر میں بطریق عکرمہ اور دینوری مجالس میں بطریق مجاہد حضرت عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے راوی کہ فرمایا: **ما احتلم نبی قط وانما الاحتلام من الشیطان** ، کبھی کسی نبی کو احتلام نہ ہوا، احتلام تو نہیں، مگر شیطان کی طرف سے“۔ (ج:۶ص:۱۷۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ

محمد کوثر علی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقہ،

بالجامعۃ الصمدیۃ ففوند الشریفۃ

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆

کافر مردہ یا مردہ پیدا ہونے والا بچہ کنویں میں گر گیا تو پانی پاک نہ رہا؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ کافر مردہ یا جو بچہ مردہ پیدا ہوا کوئیں میں گر گیا پانی پاک رہا یا نہیں؟

المستفتی

تبریز عالم موہاری جالون

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

ھو الھادی الی الصواب

صورت مذکورہ میں پانی پاک نہیں رہے گا اگرچہ کافر مردہ سو بار دھویا گیا ہو یا مردہ بچہ گرنے سے پہلے نہلا دیا گیا ہو۔

فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

”**المیت المسلم اذا غسل ووقع فی الماء القلیل لا یفسدہ والکافر یفسد وان غسل غیر مرۃ والسقط اذا استھل فحکمہ حکم الکبیر ان وقع فی الماء بعد ما غسل لا یفسد و ان لم یستھل یفسد الماء وان غسل غیر مرۃ**“ (کتاب الطھارۃ،فصل فی الطھارۃ بالماء،ج:۱،ص:۱۱)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”**الکافر المیت نجس قبل الغسل وبعدہ کذا فی الظھیریۃ ......والسقط اذا استھل فحکمہ حکم الکبیر ان وقع فی الماء بعد ما غسل لا یفسد وان لم یستھل یفسد الماء وان غسل غیر مرۃ**“(الفصل الاول فیما یجوز بہ التوضوء وھو ثلاثۃ انواع،الثالث ماء الابار،ج:۱،ص:۱۹)

درمختار میں ہے:

”**اما الکافر فینجسھا مطلقا کسقط**“ (کتاب الطھارۃ،باب

المیاہ، ج: ۱، ص: ۳٦۷)

ردالمحتار میں ہے:

" وقید فی الخانیة بما اذا لم یستهل قال فانه یفسد الماء القلیل وان غسل او اذا استهل فحکمه حکم الکبیر ان وقع بعد ما غسل لا یفسد "(کتاب الطهارت ،باب المیاه ،ج: ۱ ،ص: ۳٦۷)

بہارشریعت میں ہے:

"کافر مردہ اگرچہ سوبار دھویا گیا ہو کوئیں میں گر جائے یا اس کی انگلی یا ناخن پانی سے لگ جائے پانی نجس ہو جائے گا کل پانی نکالا جائے، کچا بچہ یا جو بچہ مردہ پیدا ہوا کوئیں میں گر جائے تو سب پانی نکالا جائے اگرچہ گرنے سے پہلے نہلا دیا گیا ہو" (کوئیں کا بیان، ج:۱، حصہ:۲، ص:۳۳۷) **واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبـــــــــــہ

محمد کوثر علی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية بدار الخير ففوندالشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

طہارت صغریٰ اور طہارتِ کبریٰ کسے کہتے ہیں

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ طہارت صغریٰ اور طہارتِ کبریٰ کسے کہتے ہیں؟ **المستفتی**

محمد معین الدین، گوپی گنج

بسم الله الرحمن الرحیم ،حامداومصلیا و مسلما

الجواب

هو الهادی الی الصواب

حدث اصغر سے طہارت حاصل کرنے کو طہارت صغریٰ اور حدث اکبر سے طہارت حاصل کرنے کو طہارتِ کبریٰ کہتے ہیں۔

بہارشریعت میں ہے:

"طہارت صغریٰ وضو ہے اور کبریٰ غسل" (ج:۱ حصہ دوم، کتاب الطہارۃ، ص:۲۸۲) **واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبـــــــــــہ

محمد آفتاب عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية ، بدارالخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

نجاست غلیظہ اور خفیفہ کی تعریف اور احکام؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ نجاست غلیظہ اور خفیفہ کی تعریف کرکے دونوں کا علیحدہ علیحدہ حکم بیان کریں نیز دونوں میں سے کس کی کتنی مقدار مانع صلاۃ ہے؟ **المستفتی**

محمد ظفر اقبال قادری فتح پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

ھو الھادی الی الصواب

نجاست غلیظہ اس نجاست کو کہتے ہیں جس کی نجاست پر کوئی نص موجود ہو اور کوئی دوسری نص اس کے خلاف نہ ہو۔اور نجاست خفیفہ اس کو کہتے ہیں جس کی نجاست پر کوئی نص موجود ہو اور کوئی دوسری نص بھی اس کے خلاف موجود ہو۔

حاشیہ ہدایہ میں ہے:

''فالمغلظة عند ابی حنیفة ما ورد فی نجاسته نص ولم یعارضه نص آخر......وان عارضه نص آخر فھی خفیفة ''(باب الانجاس وتطہیرھا،ص:۵۸)

حاشیہ نورالایضاح میں ہے:

''فالغلیظة عند ابی حنیفة ما ورد فی نجاسته نص و لم یعارضه نص آخر .... ان کا ن فیه تعارض النصین فھی خفیفة ''

(باب الانجاس والطھارة عنھا ،ص:۴۵)

نجاست غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر وہ کپڑے وغیرہ میں ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو یہ مقدار مانع جواز صلاۃ ہے اور اسے دھونا فرض ہے اور نجاست خفیفہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا کسی چیز میں چوتھائی یا چوتھائی حصہ سے زیادہ میں لگ جائے تو اس کا دھونا فرض ہے اور اگر کم ہو تو معاف ہے۔

قدوری شریف میں ہے:

'' ومن اصابته من النجاسة المغلظة کالدم والبول والغائط والخمر مقدار الدرھم فما دونه جازت الصلاۃ معه وان زاد لم یجز وان اصابته نجاسة مخففة کبول ما یوکل لحمه جازت الصلاۃ معه مالم تبلغ ربع الثوب''(باب الانجاس وتطھیرھا ،ص:۱۶)

البحر الرائق میں ہے:

''وعفی قدر درھم کعرض الکف من نجس مغلظ ...... وما دون ربع الثوب من مخفف کبول مایوکل لحمه والفرس وخرء طیر لایوکل ''(باب الانجاس ،ج:۱،ص:۳۹۱تا ۳۹۲)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''فاذا اصاب الثوب اکثر من قدر الدرھم یمنع جواز الصلاۃ ....والمخففة عفی منھا ما دون ربع الثوب کذا فی اکثر المتون ''(الفصل الثانی فی الاعیان النجسة،ص:۴۶)

بہار شریعت میں ہے:

''نجاست غلیظہ کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے یا بدن میں ایک درہم سے زیادہ لگ جائے تو اس کا پاک کرنا فرض ہے.........نجاست خفیفہ کا یہ حکم ہے کہ کپڑے کے حصہ یا بدن کے جس عضو میں لگی ہے اگر اس کی چوتھائی سے کم ہے...........تو معاف ہے کہ اس سے نماز ہو جائے گی اور اگر پوری چوتھائی میں ہو تو بے دھوئے نماز نہ ہوگی'' (نجاستوں کا بیان،ج:۱،حصہ:۲،ص:۳۸۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــہ

محمد کوثر علی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية بدار الخير ففوندالشريفة

الجواب صحيح
محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ
خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

گوشت کی پتیلی میں پرندہ گر کر مر گیا تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ گوشت کی پتیلی میں پرندہ گر کر مر گیا تو کیا حکم ہے؟

المستفتی
تبریز عالم، مہاری جالون

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامداومصليا و مسلما

الجواب

هو الهادى الى الصواب

اگر پرندہ پتیلی کے اُبال کے وقت گرا تو گوشت اور شوربہ ناپاک ہو گیا اور قابلِ تطہیر نہ رہا سب پھینک دیا جائے اور اگر ابال ختم ہونے کے بعد گرا تو شوربہ پھینک دیا جائے اور گوشت کو تین مرتبہ دھو کر استعمال کیا جا سکتا ہے۔

فتاویٰ قاضی خان میں ہے:

’’الطائر اذا وقع فى القدر و مات فيه ان وقع حال الغليان فالكل فاسد يهر اق جميع ماكان فيه و ان وقع بعد ماسكن عن الغليان تصب المرقة و يغسل اللحم الذى كان فيه و يوكل ‘‘(ج:۱،ص:۲۷،باب المیاہ)

و الله تعالىٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــــــــــہ
محمد آفتاب عالم چشتی
الطالب فى صف الاختصاص فى الفقه
بالجامعة الصمدية ، بدارالخير ففوند الشريفة

الجواب صحيح
محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ
خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

عورت کے بالوں کی جڑ تک پانی پہنچ گیا، مگر پورا بال تر نہیں ہوا تو؟

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ عورت نے غسل کر لیا، چوٹی اور جوڑا کھولے بغیر اور پورے بال تر نہیں ہوئے مگر بالوں کی جڑوں تک پانی پہنچ گیا تو عورت کا غسل ہوا یا نہیں۔ نیز یہ بتائیں کہ اگر عورت جوڑا چوٹی کھولے ہو تو غسل میں اس کا کیا حکم ہے؟ اور مرد کے بارے میں بھی حکمِ شرع بیان فرمائیں؟

المستفتی
علاء الدین، گوپی گنج بھدوہی

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامداومصليا ومسلما

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

غسل ہوجائے گا، ہاں اگر چوٹی اتنی سخت گندھی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر
نہ ہوں گی تو کھولنا ضروری ہے۔

مسلم شریف میں ہے:

’’عن ام سلمة قالت قلت یا رسول الله انی امرا ة اشد ضفر راسی فانقضه لغسل الجنابة قا ل لا انما یکفیک ان تحثی علیٰ راسک ثلٰث حثیات ثم تفضین علیک الماء فتطهرین ‘‘(ج:ص:۱۴۹ باب استحباب افاضة الماء علی الراس وغیرہ ثلاث)

ترجمہ: ام المومنین ام سلمہ عنہا سے روایت کہ فرماتے ہیں کہ میں نے عرض کی یارسول اللہ! میں اپنے سر کی چوٹی مضبوط گوندھتی ہوں تو کیا غسل جنابت کے لیے اسے کھول ڈالوں؟ فرمایا نہیں تجھ کو صرف یہی کفایت کرتا ہے کہ سر پر تین لپ پانی ڈالے، پھر اپنے اوپر پانی بہائے پاک ہوجائے گی، یعنی جب کہ بالوں کی جڑیں تر ہو جائیں اور اگر اتنی سخت گندھی ہو کہ جڑوں تک پانی نہ پہنچے تو کھولنا فرض ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

’’ولیس علی المرء ة ان تنقض ضفائرها فی الغسل اذابلغ الماء اصول الشعر ولیس علیها بل ذوائبها، هو الصحیح کذافی الهدایه‘‘

’’ولوالزقت المرأة راسهابطیب بحیث لا یصل الماء اصول الشعر وجب علیهاازالته لیصل الماء الی اصوله کذا فی السراج‘‘(الباب الثانی فی الغسل ، و فیه ثلاثة فصول، ج: ۱ ص:۳۱، کتاب الطهارة)

الجوهرة النیرة میں ہے۔

’’ولیس علی المرأة ان تنقض ضفائرها فی الغسل اذا بلغ الماء اصول الشعر........ولو الزقت المرأة راسهابطیب بحیث لا یصل الماء الیٰ اصول الشعر وجب علیها ازالتها لیصل الماء الی اصوله‘‘(ج: ۱ ص: ۱۳ کتاب الطهارت)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

’’عورت کو غسل میں گندھی چوٹی کھولنی ضروری نہیں بالوں کی جڑیں بھیگ جانا کافی ہے، ہاں چوٹی اتنی سخت گندھی کہ جڑوں تک پانی نہ پہونچے گا تو کھولنا ضرورہے‘‘۔(ج:۱،ص:۱۵)

(۲) اگر عورت جوڑا چوٹی نہ باندھے ہوتو جڑ سے لے کر نوک تک ہر بال پر پانی بہانا فرض ہے البتہ مرد جوڑا، چوٹی باندھے ہوتو اس پر فرض ہے کہ کھول کر جڑ سے نوک تک پانی بہائے ورنہ غسل نہ ہوگا۔

تنویرالابصار مع درمختار میں ہے:

’’(وکفی بل اصل ضفیرتها)ای شعر المرأة المضفور للحرج أما المنقوض فیفرض غسل کله اتفاقا ـــــــــــــــ(لا) یکفی بل (ضفیرته) فینقضها وجوبا (ولو علو یا أو ترکیا) لامکان حلقه‘‘(ج:۱،ص:۲۸۸ تا ۲۸۷، کتاب الطہارت)

بہارشریعت میں ہے:

’’سر کے بال گندھے نہ ہوں تو ہر بال پر جڑ سے نوک تک پانی بہنا اور گندھے ہوں تو مرد پر فرض ہے کہ ان کو کھول کر جڑ سے نوک تک پانی بہائے اور عورت پر صرف جڑ تر کر لینا ضروری ہے کھولنا ضروری نہیں، ہاں اگر چوٹی اتنی سخت

گندھی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں گی تو کھولنا ضروری ہے''۔ (حصہ:۲،ص: ۳۱۷، غسل کا بیان) **واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

كتبــــــــــه

صاحب عالم قادری

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية ففوند الشريفة

الجواب صحيح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

جسے پانی اور پاک مٹی میں سے کوئی دستیاب نہ ہو وہ نماز کس طرح ادا کرے؟

مسئله: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ فاقد الطہورین کے لیے شریعت کا کیا حکم ہے، یعنی جسے پانی اور پاک مٹی میں سے کوئی دستیاب نہ ہو وہ نماز کس طرح ادا کرے؟

المستفتی

محمد رضوان، فتح پور

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامداو مصليا ومسلما

الجواب

هو الهادی الی الصواب

اگر کوئی شخص ایسی جگہ ہے جہاں نہ پانی میسر ہے نہ پاک مٹی تو اس کے

لیے حکم شرع یہ ہے کہ وقت نماز نماز کی سی صورت بنائے اور تمام افعال نماز بغیر نیت نماز ادا کرے۔

تنویر الابصار مع در مختار میں ہے:

"(والمحصور فاقد) الماء والتراب (الطهورين) بان حبس فی مكان نجس ولا يمكنه اخراج تراب مطهر وكذا العاجز عنهما لمرض ،(يؤخرها عنده قالا :يتشبه) بالمصلين وجوبا فيركع ويسجد ان وجد مكانا يابسا والايؤمی قائما ثم يعيد كالصوم (به يفتیٰ واليه صح رجوعه) أی الامام كما فی الفيض" (ج: ۱، ص: ۴۲۳، کتاب الطھارت، باب التیمم)

بہار شریعت میں ہے:

"اگر کوئی ایسی جگہ ہے کہ نہ پانی ملتا ہے نہ پاک مٹی کہ تیمّم کرے تو اسے چاہیے کہ وقت نماز میں نماز کی سی صورت بنائے یعنی تمام حرکات نماز بلانیت نماز بجالائے''۔ (حصہ:۲،ص:۳۵۳، تیمّم کا بیان) **واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

كتبــــــــــه

صاحب عالم قادری

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية ففوند الشريفة

الجواب صحيح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

انجکشن لگوانے سے وضوٹوٹتا ہے یانہیں؟

مسئلہ: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ انجکشن لگوانے سے وضوٹوٹتا ہے یانہیں؟

المستفتی

محمد رفعت اللہ، فیروزآباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامداومصلیا ومسلما

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

انجکشن لگوانے سے وضونہیں ٹوٹتا، ہاں اگرانجکشن لگوانے سے اتنا خون نکل گیاجو بہنے کے قابل ہے یاطبیب نے سیرنج میں اتنا خون کھینچ لیاکہ اگرسیرنج سے باہرہوتاتو بہہ جاتاتوایسی صورت میں وضوٹوٹ جائے گا۔

شرح وقایہ میں ہے:

" او من غیرہ ان کان نجسا سال الیٰ ما یطھر " (کتاب الطھارۃ ج: ۱، ص: ۶۵)

الجوھرۃ النیرۃ میں ہے:

" والدم والقیح اذا خرجا من البدن فتجاوز ا الی موضع یلحقہ حکم التطھیر " (ج: ۱ کتاب الطھارۃ ص: ۱۰)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

" لایشترط فی النقض بما من غیر السبیلین الخروج با لسیلان علیٰ ظاھر البدن "(ج: ۱، ص: ۵۵)

بہارشریعت میں ہے:

''جونک یابڑی کلی نے خون چوسا اوراتنا پی لیاکہ خودنکلتاتو بہہ جاتاتووضو ٹوٹ گیاورنہ نہیں'' (ج:۱ص:۳۰۵،وضوکابیان)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــــــــــــــہ

محمد آفتاب عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقہ

بالجامعۃ الصمدیۃ ، بدارالخیر ففوند الشریفۃ

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

حلق کے ذریعہ معدہ تک جونلکی پہنچائی جاتی ہے ناقض وضوہے یانہیں؟

مسئلہ: کیافرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ میڈیکل تحقیق کے لیے حلق کے ذریعہ معدہ تک جونلکی پہنچائی جاتی ہے ناقض وضو ہے یانہیں؟

المستفتی

محمد شمیم رضا، پولی فتح پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامداومصلیا ومسلما

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

میڈیکل تحقیق کے لیے جو نلکی معدہ تک پہنچائی جاتی ہے کوئی ناقض وضو نہ پائے جانے کے سبب اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ ہاں اگر اس سے کوئی ایسی چیز خارج ہو جو ناقض وضو ہے مثلا خون منہ بھر تے تو ٹوٹ جائے گا۔

قدوری شریف میں ہے:

" المعانی الناقضة للوضو ماخرج من السبیلین والدم والقیح والصدیداذا خرج من البدن فتجاوز الیٰ موضع یلحقه حکم التطهیروالقی اذا کا ن الفم "(کتاب الطهارۃ ص:۲)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــه

محمد آفتاب عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدیة ، بدارالخیر ففوند الشریفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

دورانِ وضو گفتگو کرنے کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ دورانِ وضو گفتگو کرنے کا کیا حکم ہے تفصیل سے بتائیں؟

المستفتی

محمد اخلاق چشتی، الہ آباد

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامداومصلیا ومسلما

الجواب

اللهم هدایة الحق والصواب

دورانِ وضو بلاضرورت دنیاوی گفتگو کرنا مکروہ اور وضو کے آداب کے خلاف ہے۔

تنویرالابصار مع درمختار میں ہے:

"(وعدم التکلم بکلام الناس) الا لحاجة تفوته"(ج: ۱،ص: ۲۵۰،کتاب الطهارۃ)

فتح القدیر میں ہے:

"(الآدابُ) ترک الاسراف والتقتیر وکلام الناس والاستعانة "(ج: ۱ ، کتاب الطهارۃ ص:۳۷)

نورالایضاح میں ہے:

" ویکره للمتوضی ستة اشیاء : الاسراف فی الماء والتقتیر فیه وضرب الوجه به والتکلم بکلام الناس "(کتاب الطهارۃ،ص: ۲۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــه

محمد آفتاب عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدیة ، بدارالخیر ففوند الشریفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف ☆☆☆ ☆☆☆☆

کن صورتوں میں اور کن چیزوں سے تیمّم جائز ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ کن صورتوں میں تیمّم کی اجازت ہے اور کن چیزوں سے تیمّم جائز ہے تفصیل سے تحریر فرمائیں؟

المستفتی

حافظ عرفان چھترپور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامداومصلیا و مسلما

الجواب

ہو الہادی الیٰ الصواب

ہر وہ شخص جسے وضو یا نہانے کی ضرورت ہو اور پانی پر قدرت نہ ہو تو اس کو تیمّم کی اجازت ہے اور پانی پر قدرت نہ ہونے کی متعدد صورتیں ہیں۔(۱) پانی کا ایک میل سے دور ہونا۔(۲) دشمن کا خوف ہونا۔(۳) پیاس کا خوف۔(۴) یا برتن نہ ہو۔(۵) نماز عید کے فوت ہونے کا خوف۔(۶) ولی کے علاوہ کے لیے نماز جنازہ کے فوت ہونے کا خوف وغیرہ۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

(الفصل الاول فی امور لابد منها فی التیمم) و فیها عدم القدرة علی الماء ،یجوز التیمم لمن کان بعید امن الماء میلا هو المختار و یتیمم لخوف سبع او عدو سواء کان خائفا علی نفسه او علی ماله هکذا فی العنایة.....وکذا لو کان عند الماء لص یوذیه تیمم وکذا اذا خاف العطش علی نفسه او رفیقه المخالط له او آخر

من اهل القافلة و یجوز التیمم اذا خاف الجنب اذا اغتسل بالماء ان یقتله البرد او یمرضه ....ولو کان یجد الماء الا انه مریض یخاف ان استعمل الماء اشتد مرضه او ابطأبرئه یتیمم'' (الباب الرابع فی التیمم الفصل الاول فی امور لابد منها فی التیمم ،ج:۱،ص:۲۷/۲۸)

تنویر الابصار میں ہے:

''من عجز عن استعما ل الماء لبعده میلا او لمرض او برد او خوف عدواو عطش او عدم آلة یتیمم .... و لخوف فوت صلوٰة جنازة او عید'' (ج:۱،کتاب الطهارة،باب التیمم،ص:۳۹۵ تا ۴۰۱)

ہدایہ اولین میں ہے:

''ومن لم یجد الماء و هو مسافرا و خارج المصر بینه و بین المصر میل او اکثر یتیمم ولو کان یجد الماء الا انه مریض فخاف ان استعمل الماء اشتد مرضه یتیمم ولو خاف الجنب ان اغتسل ان یقتله البرد او یمرضه یتیمم بالصعید'' (باب التیمم،ص:۳۲،ہدایہ اولین)

کنز الدقائق میں ہے:

''یتیمم لبعده میلا عن ماء او لمرض او برد او خوف عدو او سبع او عطش او فقد آلة و خوف فوت صلوٰة جنازة او عید'' (ملخصا،ج:۱،کتاب الطهارة،باب التیمم،ص:۲۶۱ تا ۲۷۲)

شرح وقایہ میں ہے:

''هو لمحدث وجنب لم یقدروا علی الماء لبعده میلا او لمرض او عدو او عطش او عدم آلة او خوف فوت صلوٰة العید فی الابتداء بعد الشروع متوضیا والحدث للبناء او صلوٰة الجنازة لغیر

الولی لالفوت الجمعة والوقتیةلان فوتها الیٰ خلف ''(اول،ص:۸۷تا۹۰)

بہارشریعت میں ہے:

''جس کا وضونہ ہو یا نہانے کی ضرورت ہواور پانی پر قادر نہ ہوتو وضوو غسل کی جگہ تیمّم کرے تیمّم ہر اس چیز سے جائز ہے جو زمین کی جنس سے ہو جیسے مٹی،ریت،سرمہ،وغیرہ۔'' (حصہ۲،ص:۳۴۶)

عالمگیری میں ہے:

''**یتیمم بطاهر من جنس الارض کذا فی التبیین کل مایحترق فیصیر رمادا کالحطب او الحشیش و نحوهما او ینطبع و یلین کالحدید و الصفر والنحاس والزجاج وعین الذهب والفضة و نحوها فلیس من جنس الارض وماکان لخلاف ذالک فهو من جنسها کذا فی البدائع ......فیجوز التیمم بالتراب والرمل والسبخة المنعقدة من الارض دون الماء والجص والنورة والکحل والزرنیخ والمغرة والکبریت والفیروزج والعقیق والبلخش والزمر والزبر جدکذا فی البحر الرائق** ''(الباب الرابع ،فی التیمم الفصل الاول الامور التی لابد منها فی التیمم ،ج: ۱،ص: ۲۶/۲۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــــــه

محمد آفتاب عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدیة ، بدارالخیر ففوند الشریفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

بے وضوبغیر چھوئے قرآن پاک کی تلاوت کا حکم

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ بے وضوشخص قرآن کریم چھوکر یا بغیر چھوئے دیکھ کر صرف یادداشت پر تلاوت کرسکتا ہے یا نہیں،حوالہ کے ساتھ تحریر کریں؟

المستفتی

محمد عابد چشتی،لکھیم پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

اللھم ھدایة الحق والصواب

بے وضوشخص کو قرآنِ کریم یا اس کی کسی آیت کا چھونا حرام ہے۔بغیر چھوئے زبانی یادیکھ کر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں۔

قرآن کریم نے ارشادفرمایا:

''**لا یمسه الا المطهرون**'' (الواقعة ۷۹)

قدوری شریف میں ہے:

''**لا یجوز للمحدث مس المصحف الا ان یا خذه بغلاف**'' (ص: ۱۴ ، باب الحیض)

شرح وقایہ میں ہے:

''**بخلاف المحدث فانه یجوز له ان یقرء القرآن عن ظهر**

قلب او عن مصحف اذا قلب اوراقه بقلم او سكين ‘‘(حاشیہ ۲ باب الطهارة)

بہارِشریعت میں ہے:

بے وضو کو قرآنِ مجید یا اس کی کسی آیت کا چھونا حرام ہے، بے چھوئے زبانی یا دیکھ کر پڑھنے میں کوئی حرج نہیں‘‘ (ج:۱،ص:۳۲۶،غسل کا بیان)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــــــہ

محمد افسر عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية، بدارالخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کا طریقہ

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ناپاک چیزوں کو پاک کرنے کا طریقہ کیا ہے تفصیل سے بیان فرمائیں؟

المستفتی

حافظ سہیل چھترپور

بسم الله الرحمن الرحيم ، حامداو مصليا و مسلما

الجواب

اللهم هداية الحق و الصواب

جو چیز بذاتہ نجس ہے جب تک وہ اپنی اصل چھوڑ کر دوسری نہ ہو جائے وہ پاک نہیں ہوسکتی جیسے شراب۔

اور جو چیز نجس نہیں کسی دوسری نجس چیز کے لگنے سے ناپاک ہو جائے اس کو پاک کرنے کی چند صورتیں ہیں۔

دھونا۔ پانی یا کسی بہنے والی چیز سے دھوکر پاک کیا جا سکتا ہے۔

پونچھنا۔ مثلا آئینہ یا لوہے کی کوئی چیز مثلا چھری چاقو تلوار وغیرہ اگر اس میں نقش و نگار نہ ہوتو پونچھنے سے پاک ہو جائے گی اور اگر نقش ونگار ہو تو دھونا ضروری ہے۔

رگڑنا۔ مثلا موزے پر نجاست لگ جائے اور وہ جرم دار نجاست ہو جیسے پاخانہ وغیرہ اگر وہ خشک ہو جائے تو صرف رگڑ دینے سے پاک ہو جاتی ہے۔

کھرچنا۔ منی کپڑے میں لگ جائے اور وہ خشک ہو جائے تو صرف کھرچ دینے سے پاک ہو جائے گا اگر چہ اس کا اثر باقی رہے۔

سوکھنا۔ مثلا ناپاک زمین اگر خشک ہو جائے اور نجاست کا اثر جاتا رہے تو وہ پاک ہو جائے گی خواہ وہ سوکھنا دھوپ سے ہو یا آگ سے (مگر اس سے تیمّم جائز نہیں)

جلانا۔ گوبر مینگنی وغیرہ جب ان چیزوں کو جلا کر راکھ کر دیا جائے تو یہ سب چیزیں پاک ہو جائیں گی۔

دباغت دینا۔ سور کے سوا ہر جانور کا چمڑا دباغت دینے سے پاک ہو جاتا ہے۔

ذبح کرنا۔ سور کے سوا ہر جانور حلال ہو یا حرام جب کہ وہ ذبح کے قابل ہو تو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر دینے سے پاک ہو جاتا ہے۔

پانی کا نکالنا۔ مثلا کنویں میں نجاست گر جانے کی صورت میں حکم شرع کے مطابق پانی نکال دینا۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

ما یطهر به النجس عشرة منها الغسل یجوز تطهیر النجاسة بالماء و بکل مائع طاهر یمکن ازالتها به کالخل وماء الوردو نحوه...... ومنهاا لمسح اذا وقع علی الحدید الصقیل الغیر الخشن کالسیف والسکین والمرأة ونحوها نجاسة من غیران یموه بها فکما یطهر بالغسل یطهر بالمسح ......ومنها الفرک فی المنی، المنی اذا اصاب الثوب فان کان رطبا یجب غسله و ان جف علی الثوب اجزأ فیه الفرک استحسانا کذا فی العنایة......ومنها الحت والدلک الخف اذا اصابته النجاسة ان کانت متجسدة کالعذرة والروث والمنی یطهر بالحت اذا یبست وان کانت رطبةفی ظاهر الروایة لایطهر الابالغسل ......ومنها الجفاف وزوال الاثر الارض تطهر بالیبس وذهاب الاثر للصلاة لاللتیمم هکذا فی الکافی......ومنها الاحراق السرقین اذا احرق حتیٰ صار رما دا فعند محمد یحکم بطهارته و علیه الفتویٰ هکذا فی الخلاصة......ومنها الاستحالة تخلل الخمر فی خابیة جدید طهرت بالاتفاق کذا فی القنیة ......ومنها الدباغ،والزکوٰة،والنزح"(ج:۱،ص:۴۱تا۴۵)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد افسر عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدیة ، بدارالخیر ففوند الشریفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

بچے نے بستر پر پاخانہ یا پیشاب کردیا تو کس طرح پاک کیا جائے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بچے نے بستر پر پاخانہ یا پیشاب کردیا تو اس کو کس طرح پاک کیا جائے گا؟

المستفتی

محمد سلطان فتح پور

بسم الله الرحمن الرحیم ، حامداو مصلیا ومسلما

الجواب

اللهم هدایة الحق والصواب

جس بستر پر بچے نے پاخانہ کردیا ہو تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو اس طرح دھویا جائے کہ نجاست کے سارے اجزاء اور اس کا اثر زائل ہوجائے بستر پاک ہوجائے گا اس میں گنتی شرط نہیں ہاں اگر تین مرتبہ سے کم میں نجاست دور ہوجائے تو تین مرتبہ دھولینا مستحب ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"وازالتها ان کانت مرئیة بازالة عینها واثر ها ان کانت شیئا یزول اثرة ولا یعتبر فیه العدد و کذا فی المحیط"(ج:۱، ص:۴۱،الباب السابع فی النجاسة واحکامها)

فتح القدیر میں ہے:

''**مرئیا فطهارته زوال عینها** ''(ج:۱،ص:۲۱۰،کتاب الطہارۃ)

بہارشریعت میں ہے:

''نجاست اگر دلدار ہو (جیسے پاخانہ گوبر خون وغیرہ) تو دھونے میں گنتی کی کوئی شرط نہیں بلکہ اس کو دور کرنا ضروری ہے''(ج:۱،ص:۳۹۷،نجاستوں کا بیان)

اوراگر بچے نے پیشاب کردیا اور بستر نچوڑنے کے قابل ہے تو تین مرتبہ دھونے اور ہر مرتبہ اچھی طرح نچوڑنے سے پاک ہوجائے گا اوراگر نچوڑنے کے قابل نہیں تو دھوکر اسے لٹکا دیں کہ پانی ٹپکنا بند ہوجائے اسی طرح دومرتبہ اور دھوئیں تیسری مرتبہ جب پانی ٹپکنا بند ہوجائے تو بستر پاک ہوجائے گا۔

تنویرالابصار میں ہے:

''**(بغسل و عصر ثلاثا فیما ینعصر بتثلیث جفاف) ای انقطاع تقاطر (فی غیرہ) ای غیر منعصر**''(ج:۱، ص: ۵۴۰ تا ۵۴۱ ، کتاب الطهارة،باب الانجاس)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''**ویشترط العصر فی کل مرة فیما ینعصر**''(ج:۱،ص:۴۲،الباب السابع فی النجاسة واحکامها)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''**وما لا ینعصر یطهر بالغسل ثلاث مرات والتجفیف فی کل مرة لان للتجفیف اثرفی استخراج النجاسة و حد التجفیف ان یخلیه حتی ینقطع التقاطر ولا یشترط فیه الیبس هکذا فی التبیین**''(المرجع السابق)

بہارشریعت میں ہے:

اگرنجاست رقیق ہو تو تین مرتبہ دھونے اور تینوں مرتبہ بقوت نچوڑنے سے پاک ہوگا''(ج:۱،ص:۳۹۸)

بہارشریعت ہی میں ہے:

''جو چیز نچوڑنے کے قابل نہیں ہے (جیسے چٹائی برتن جوتا وغیرہ) اس کو دھوکر چھوڑ دیں کہ پانی ٹپکنا موقوف ہوجائے یونہی دومرتبہ اوردھوئیں تیسری مرتبہ جب پانی ٹپکنا بند ہوگیا تو وہ چیز پاک ہوگئی اسے ہر مرتبہ کے بعد سوکھانا ضروری نہیں''(ج:۱،ص:۳۹۹،نجاستوں کا بیان) **واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبہ

محمد افسر عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية ، بدارالخیر ففوند الشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

استنجے کے بعد ہاتھ دھویا مگر بو باقی رہ گئی ہاتھ پاک ہوا یا نہیں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ استنجے کے بعد ہاتھ دھویا مگر بو باقی رہ گئی ہاتھ پاک ہوا یا نہیں؟

المستفتی

محمد ظفر اقبال قادری، فتح پور

بسم الله الرحمن الرحیم ، حامداو مصلیا ومسلما

الجواب

هو الهادی الی الصواب

استنجے کے بعد ہاتھ دھویا پاک ہوگیا اگر بو باقی ہے تو اس کا بھی زائل کرنا لازم ہے ہاں اگر بو بدقت جائے تو صرف تین بار دھولینا کافی ہے۔

الاشباہ والنظائر میں ہے:

"تشترط فی الاستنجاء ازالة الرائحة عن موضع الاستنجاء والاصبع التی استنجی بها الا اذا عجز والناس عنه غافلون "(ص:۱۳۸، کتاب الطہارت)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

"وان كانت شئيا لا يزول أثره الا بمشقة بان يحتاج فی ازالته الی شئی آخر سوی الماء کالصابون لا يكلف بازالته هكذا فی التبيين "(ج:۱،ص:۴۲، الباب السابع فی النجاسۃ واحکامہا وفیہ ثلاثۃ فصول،)

بہار شریعت میں ہے:

"اگر نجاست دور ہوگئی مگر اس کا کچھ اثر رنگ یا بو باقی ہے تو اسے بھی زائل کرنا لازم ہے ہاں اگر اس کا اثر بدقت جائے تو اثر دور کرنے کی ضرورت نہیں تین مرتبہ دھولیا پاک ہوگیا صابون یا کھٹائی یا گرم پانی سے دھونے کی حاجت نہیں "۔(حصہ:۲،ص:۳۹۷) والله تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــہ

محمد افسر عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية، ففوند الشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

بند غسل خانہ میں بے ستر نہانا کیسا ہے؟

مسئله: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ غسل خانہ مکمل بند ہے پھر بھی تہبند باندھنا چاہیے بغیر تہبند کے غسل نہیں کرنا چاہیے منع ہے دریافت طلب امر یہ ہے کہ زید جو کہتا ہے کیا درست ہے اس کے جواب سے مطلع فرمائیں؟

المستفتی

محمد وصی احمد بہرائچ

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

اگر غسل خانہ مکمل بند ہو تو بغیر تہبند پہنے نہانے میں کوئی حرج نہیں .

فتاویٰ قاضیخاں میں ہے:

" كشف ازاره فی الحمام لغسله و عصره لا يا ثم " (التاسع فی المتفرقات ، کتاب الکراهة ، ج: ٦ ، ص: ٣٧٣)

بہار شریعت میں ہے:

"اگر غسل خانہ کی چھت نہ ہو یا ننگے بدن نہائے بشرطیکہ موضع احتیاط ہو تو

کوئی حرج نہیں'' (غسل کا بیان، ج:۱، حصہ:۲، ص:۳۲۰)

ہاں پھر بھی کمال حیاء یہ ہے کہ ایسی جگہ بھی ننگے نہ نہائے۔

حدیث پاک میں ہے:

" **الحیاء شعبة من الایمان** "

ترجمہ۔حیاء ایمان کا ایک حصہ ہے۔(مسلم شریف، ج: ۱، ص: ۴۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــــــــــــــــہ

محمد کوثر علی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدیة ففوند الشریفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

چمگادڑ بلی اور چوہا کا پیشاب پاک ہے یا نہیں؟

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ چمگادڑ بلی اور چوہا کا پیشاب پاک ہے یا نہیں؟

المستفتی

عبد القدیر بہرائچ

الجواب

ھو الھادی الی الصواب

بلی اور چوہا کا پیشاب ناپاک ہے، ان دونوں کا پیشاب نجاست غلیظہ ہے اور چمگادڑ کا پیشاب اور اس کی بیٹ پاک ہے کیوں کہ اس سے بچنا بہت مشکل ہے۔

فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

''**(وبول الهرة والفارة وخرؤها نجس) فی اظهر الروایات (وخرء الخفاش) وبوله لا یفسد الماء والثوب**'' (کتاب الطهارة، فصل فی الطهارة بالماء، ج: ۱، ص: ۹)

شرح حموی میں ہے:

''**بول الفارة والهرة و خرؤهما نجس فی اظهر الروایتین**'' (کتاب الطہارۃ، ص:۱۳۸)

الاشباہ والنظائر میں ہے:

" **الابوال کلها نجسة الا بول الخفاش فانه طاهر**" (کتاب الطهارة، ص: ۱۳۸)

ردالمحتار میں ہے:

''**ان بول الهرة والفارة وخرؤهما نجس فی اظهر ا لروایات یفسد الماء و الثوب**'' (کتاب الطهارة، باب المیاه، ج: ۱، ص: ۳۷۹)

درمختار میں ہے:

''**بول الخفاش و خرأه فطاهر**'' (کتاب الطهارة، باب الانجاس، ج: ۱، ص: ۵۲۳)

ردالمحتار میں ہے:

''**بول الخفافیش و خرأها لیس بنجس**'' (کتاب الطهارة باب

الانجاس ،ج: ۱ ،ص: ۵۲۳)

بہار شریعت میں ہے:

’’حرام چوپایے جیسے کتا ،شیر،لومری،بلی ،چوہا،گدھا ،خچر،ہاتھی،سور کا پاخانہ پیشاب اور ہر حلال چوپایا کا پاخانہ .... یہ سب نجاست غلیظہ ہیں .... چمگادڑ کی بیٹ اور پیشاب دونوں پاک ہیں‘‘ (نجاستوں کا بیان ،ج:۱،حصہ :۲،ص:۳۹۱)**واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبــــــــــــہ

محمد کوثر علی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقہ

بالجامعۃ الصمدیۃ بدار الخیر ففوند الشریفۃ

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

کتنے کیلومیٹر کے سفر میں قصر واجب ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ کتنے کیلومیٹر کے سفر میں قصر واجب ہے نیز حالت سفر میں سنن موکدہ کو چھوڑنا کیسا ہے ؟

المستفتی

محمد نور الدین، بہرائچ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامدا و مصلیا ومسلما

الجواب

ھو الھادی الی الصواب

کسی شخص کا تین دن یا اس سے زیادہ دوری کے ارادے سے نکلنا۔آسان لفظوں میں یوں سمجھیے کہ بانوے کیلومیٹر کے سفر کے ارادے سے نکلنا سفر شرعی ہے،جس سے قصر واجب ہو جاتی ہے۔

بخاری شریف میں ہے:

’’**عن ابن عمر ان النبی صلی اللہ علیہ وسلم قال لا تسافر المرأۃ ثلثۃ ایام الا مع ذی محرم** ‘‘(ج:۱،ص:۱۴)

یعنی عورت تین دن کا سفر بغیر محرم نہ کرے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

’’ **الاحکام التی تتغیر بالسفر ھی قصر الصلاۃ واباحۃ الفطر وحرمۃ الخروج علی الحرۃ بغیر محرم کذا فی العنایۃ** ‘‘(الباب الخامس عشر فی صلاۃ المسافر،ج:۱،ص:۱۳۸)

بہار شریعت میں ہے:

’’اور موجودہ اعشاریہ پیمانہ سے ایک برابر ایک کیلومٹر اور چھ سو میٹر ہوتی ہے لہذا ساڑھے ستاون میل برابر ۹۲؍کیلومیٹر ہے جو مدت سفر ہے تو اگر کوئی شخص ۹۲؍کیلومیٹر کے ارادے سے نکلے تو اس پر قصر واجب ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشادِ گرامی ہے:

’’ **واذا ضربتم فی الارض فلیس علیکم جناح ان تقصروا من الصلاۃ ان خفتم ان یفتنکم الذین کفروا**‘‘ (پ:۵،سورۃ النساء،آیت نمبر:۱۰۱)

اگر سفر میں اطمینان نہ ہو جب تو سنتوں کے ترک میں کوئی قباحت نہیں اور اطمینان ہو جب بھی سنن کی تاکید جو حضر میں ہے وہ سفر میں نہیں رہتی کہ سفر خود ہی قائم مقام مشقت کے ہے۔

درمختار میں ہے:

" ویاتی المسافر بالسنن ان کان فی حال امن و قرار و الا بان کان فی خوف و فرار لا یاتی بها هو المختار لانه ترک لعذر " (کتاب الصلاۃ باب صلاۃ المسافر ج: ۲، ص: ۵۳۵)

اور یہ حکم سنت فجر کے غیر کا ہے سنت فجر چونکہ قریب بوجوب ہے لہذا سفر کی وجہ سے اس کے ترک کی اجازت نہیں۔ (فتاویٰ امجدیہ ج:۲ص،۲۸۴)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــــــہ

محمد توقیر رضا چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية بدار الخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

لڑکی مائیکے پندرہ دن سے زیادہ قیام کے ارادے سے جائے تو قصر پڑھے گی یا پوری؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ شادی

شدہ لڑکی اپنے مائیکے پندرہ دن سے کم قیام کے ارادے سے گئی اس دوران وہ پوری نماز پڑھے گی یا قصر؟

المستفتی

محمد یوسف، بہرائچ

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامداو مصليا و مسلما

الجواب

هو الهادى الى الصواب

صورت مسئولہ میں اگر وہ لڑکی سسرال میں مستقل طور پر رہنے سہنے لگی تو اب سسرال ہی وطن اصلی ہوا اگر میکے سسرال سے ساڑھے ستاون میل یعنی ۹۲ رکیلو میٹر کی دوری پر ہے تو ایسی صورت میں جب وہ اپنے میکے پندرہ دن سے کم قیام کے ارادے سے جائے گی تو وہ شرعاً مسافر رہے گی اور نماز قصر پڑھے گی۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

" وان نوى الاقامة اقل من خمسة عشر يوما قصر هكذا فى الهداية " (الباب الخامس عشر فى صلاة المسافر ج: ۱، ص: ۱۳۹)

اگر میکے رہنا نہ چھوڑی اور سسرال عارضی طور پر گئی تو اب میکے ہی وطن اصلی رہا تو ایسی صورت میں میکے آتے ہی سفر ختم ہو جائے گا اور نماز پوری پڑھے گی۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

"اذا دخل المسافر مصره اتم الصلاة وان لم ينو الاقامة فيه سواء دخله بنية الاختيار أو دخله لقضاء الحاجة كذا فى الجوهرة النيرة" (الباب الخامس عشر فى صلاة المسافر ج: ۱، ص: ۱۴۲)

بہار شریعت میں ہے:

''عورت بیاہ کر سسرال گئی اور یہیں رہنے سہنے لگی تو میکا اس کے لیے وطن اصلی نہ رہا یعنی اگر سسرال تین منزل پر ہے وہاں سے میکے آئی اور پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت نہ کی تو قصر پڑھے اور اگر میکے رہنا نہیں چھوڑا بلکہ سسرال عارضی طور پر گئی تو میکے آتے ہی سفر ختم ہو گیا۔ (نماز مسافر کا بیان، حصہ۵، ص:۷۵۲)

و اللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــــہ

محمد توقیر رضا چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقہ

بالجامعۃ الصمدیۃ بدار الخیر ففوند الشریفۃ

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

سجدۂ سہو کے بعد پھر سجدہ واجب ہو گیا تو کیا کرے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید نماز پڑھ رہا تھا اس سے سجدہ سہو واجب ہونے والی غلطی ہو گئی زید نے اخیر میں سجدۂ سہو کیا سجدۂ سہو کے بعد پھر ایسی غلطی ہو گئی جس سے سجدۂ سہو واجب ہوتا ہے تو پھر سے زید پر سجدۂ سہو واجب ہو گا یا نہیں تحریر فرمادیں نیز سجدۂ سہو کا طریقہ بھی؟

المستفتی

فرحان رضا دیلمی نوری نگر کمات دیناج پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

ھو الھادی الی الصواب

صورت مذکورہ میں زید پر پھر سے سجدۂ سہو واجب ہو گا کیوں کہ سجدۂ سہو بھول کر واجب کے چھوڑنے کے سبب واجب ہوتا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"لایجب السجود الا بترک واجب أو تاخیرہ أو تاخیر رکن أو تقدیمہ أو تکرارہ أو تغییر واجب بان یجھر فیما یخافت و فی الحقیقۃ وجوبہ بشئی واحد وھو ترک الواجب کذا فی الکافی" (الباب الثانی عشر فی سجود السھو ،ج: ١،ص: ١٢٦)

شرح وقایہ اول میں ہے:

" یجب لہ بعد سلام واحد سجدتان و تشھد وسلام اذا قدم رکنا أو اخرہ أو کررہ أو غیّر واجبا أو ترکہ ساھیا " (کتاب الصلاۃ ،باب سجود السھو ،ص:١٨٥)

نورالایضاح میں ہے:

" یجب سجدتان بتشھد و تسلیم لترک واجب سھوا " (باب سجود السھو ،ص: ١١٩)

بہار شریعت میں ہے:

''واجبات نماز میں جب کوئی واجب بھولے سے رہ جائے تو اس کی تلافی کے لیے سجدہ سہو واجب ہے'' (سجدہ سہو کا بیان، ج:۱، حصہ:۴، ص:۷۰۸)

سجدہ سہو کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ تشہد پڑھنے کے بعد داہنی طرف سلام

پھیر کر دو سجدے کرے اور پھر تشہد اور درود شریف وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے۔

بہار شریعت میں ہے:

''اس کا طریقہ یہ ہے کہ التحیات کے بعد دہنی طرف سلام پھیر کر دو سجدے کرے پھر تشہد وغیرہ پڑھ کر سلام پھیرے'' (سجدہ سہو کا بیان، ج:۱، حصہ:۴، ص:۷۰۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ

محمد کوثر علی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية بدار الخير ففوندالشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

نماز میں پائجامہ یا پینٹ کے پائچے موڑنا کیسا ہے؟

مسـئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعض لوگ نماز میں پائجامہ، پینٹ وغیرہ کے پائچے موڑ لیتے ہیں تاکہ ٹخنے کھلے رہیں ایسا کرنا کیسا ہے؟

المستفتی

محمد شہنواز اشرفی کرناٹک

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامدا و مصليا و مسلما

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

کف ثوب یعنی کپڑا موڑنا، سمیٹنا نماز میں مکروہ تحریمی ہے۔ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم نے کف ثوب سے منع فرمایا ہے لہذا اگر کوئی شخص پائجامہ، پینٹ کے پائچے موڑ کر نماز ادا کرے تو اس کی نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی یعنی دوبارہ اس نماز کا پڑھنا واجب ہوگا۔

بخاری شریف میں ہے:

''عن ابن عباس عن النبی صلی الله علیه وسلم قال أمرت ان اسجد علی سبعة اعضاء وان لا اکف شعرا ولا ثوبا'' (باب لایکف ثوبه فی الصلوٰة ،ج:۱،ص:۱۱۳)

ہدایہ اولین میں ہے:

''ویکره للمصلی ان یعبث بثوبه او بجسده .... ولا یکف ثوبه لانه نوع تجبر'' (باب مایفسد الصلوٰة وما یکره فیها ،ص:۱۲۰)

شرح وقایہ اول میں ہے:

''کره سدل الثوب .... وکفه'' (باب مایفسد الصلوٰة وما یکره فیها،ص:۱۶۷)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

''یکره للمصلی ان یعبث بثوبه أو لحیته أو جسده وان یکف ثوبه بان یرفع ثوبه من بین یدیه أو من خلفه اذا اراد السجود کذا فی معراج الدرایة'' (الفصل الثانی فیما یکره فی الصلاة وما لا یکره ،ج:۱،ص:۱۰۵)

بہار شریعت میں ہے:

’’(۱) کپڑے یا داڑھی یا بدن کے ساتھ کھیلنا۔(۲) کپڑا اسمیٹنا مثلا سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے اٹھا لینا، اگر چہ گرد سے بچانے کے لیے کیا ہو اور اگر بلا وجہ ہو تو اور زیادہ مکروہ ہے۔(۳) کپڑا لٹکانا مثلا سر یا مونڈھے پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے لٹکتے ہوں یہ سب مکروہ تحریمی ہیں‘‘(مکروہات کا بیان ،ج:۱،حصہ:۳،ص:۶۲۴)

ہاں اگر اسے اپنی حالت پر چھوڑ دے اور از راہ تکبر نہ ہو تو اس صورت میں اس کی نماز ہو جائے گی۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

’’ازار کا گٹوں سے نیچے رکھنا اگر براہ تکبر ہو حرام ہے............ورنہ مکروہ تنزیہی اور نماز میں بھی اس کی غایت خلاف اولیٰ ہے۔صحیح بخاری شریف میں ہے ،صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے عرض کی یا رسول اللہ میرا تہبند لٹک جاتا ہے جب تک میں اس کا خاص لحاظ نہ رکھوں فرمایا’’انت لست ممن یصنعہ خیلاء ‘‘تم ان میں سے نہیں ہو جو براہ تکبر ایسا کریں۔فتاویٰ عالمگیری میں ہے’’اسبال الرجل ازارہ اسفل من الکعبین ان لم یکن للخیلاء ففیہ کراھۃ تنزیھۃ کذا فی الغرائب‘‘(ج:۳،ص:۴۴۸)

سنت طریقہ یہی ہے کہ پائجامہ وغیرہ ٹخنے کے اوپر ہی رکھیں۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ

محمد کوثر علی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقہ

بالجامعۃ الصمدیۃ بدار الخیر ففوندالشریفۃ

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

جس بچے کی ماں مسلمان اور باپ مجہول المذہب ہو تو جنازہ کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک لڑکا پیدا ہوا کچھ عرصہ بعد اس کا انتقال ہو گیا اس کی ماں مسلمان ہے باپ کے مسلمان یا کافر ہونے کا علم نہیں ایسی صورت میں اس بچہ کی نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟

المستفتی

محمد حسیم بابو ہر پور بوچھا مستی پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

والدین یعنی ماں باپ میں سے کوئی ایک مسلمان ہو تو مرنے والے بچے کی نماز جنازہ پڑھنے کا حکم ہے لہذا مذکورہ بالا صورت میں اس بچہ کے بارے میں حکم شرع یہ ہے کہ وہ مسلمان ہے اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے اس لیے کہ بچہ والدین میں سے جو دین برحق پر ہو اس کے تابع ہوتا ہے۔

البحر الرائق میں ہے:

’’انہ یصلی علیہ لا سلامہ تبعا للمسلم منھما لانہ یتبع

خیرھما دینا ’’(کتاب الجنائز ،فصل السلطان احق بصلوته، ج:۲،ص: ۱۳۳)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

’’والصبی اذا وقع فی ید المسلم من الجند فی دار الحرب وحده ومات هناک صلی علیه تبعا لصاحب الید کذا فی المحیط‘‘(الفصل الخامس فی الصلاۃ علی المیت ،ج: ۱،ص:۱۶۳)

ردالمحتار میں ہے:

’’ أو اسلم أحد أبويه يجعل مسلما تبعا سواء كان الصغير عاقلا أو لم يكن لان الولد يتبع خير الابوين دينا‘‘ (كتاب الصلاة ،باب صلاة الجنازة ،ج:۳،ص: ۱۳۲)

بہارشریعت میں ہے:

’’چھوٹے بچے کے ماں باپ دونوں مسلمان ہوں یا ایک تو وہ مسلمان ہے اس کی نماز پڑھی جائے اور دونوں کافر ہیں تو نہیں‘‘(نماز جنازہ کا بیان ،ج:۱،حصہ:۴،ص:۸۲۶)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــہ

محمد کوثر علی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية بدار الخير ففوندالشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

نماز میں چادر کس طرح اوڑھیں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ سردی کے موسم میں کچھ لوگ حالت نماز میں چادر کاندھوں سے اوڑھتے ہیں یہ طریقہ صحیح ہے یانہیں نیز صحیح طریقہ تحریر فرما کر ممنون فرمائیں؟

بسم الله الرحمن الرحيم، حامداومصليا ومسلما

الجواب

هوالهادی الی الصواب

حالت نماز میں چادر کاندھوں سے اوڑھنا خلاف سنت اور مکروہ ہے کیوں کہ حدیث شریف میں ایسا کرنے والوں کے لیے سخت وعید آئی ہے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔

’’لاینظر الله الی قوم لا يجعلون عمائمهم تحت ردائهم يعني في الصلوٰة‘‘

ترجمہ۔اللہ تعالیٰ اس قوم کی طرف نظر رحمت نہیں فرماتا جو نماز میں اپنے عمامے اپنی چادروں کے نیچے نہیں کرتے۔(بحوالہ: فتاویٰ رضویہ،ج:۳،ص:۴۱۸)

چادر اوڑھنے کا سنت طریقہ یہ ہے کہ سر پر ڈال کر ایک کنارہ مونڈھے پر ڈال دے اور دوسرا لٹکا چھوڑ دے اور اگر صرف کاندھوں پر اس طرح اوڑھے کہ ایک کنارہ مونڈھے پر ڈال دے اور دوسرا لٹکا چھوڑ دے تو نماز ہو جائے گی مگر مکروہ تنزیہی ہوگی اور اگر چادر کے کنارے دونوں مونڈھوں سے لٹکتے ہوں تو نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہوگی۔

بہارشریعت میں ہے:

’’رومال یا شال یا رضائی یا چادر کے کنارے دونوں مونڈھوں سے لٹکتے ہوں یہ ممنوع اور مکروہ تحریمی ہے اور ایک کنارہ دوسرے مونڈھے پر ڈال دیا اور دوسرا لٹک رہا ہے تو حرج نہیں اور اگر ایک ہی مونڈھے پر ڈالا اس طرح کہ ایک کنارہ پیٹھ پر لٹک رہا دوسرا پیٹ پر جیسے عموماً اس زمانہ میں مونڈھوں پر رومال رکھنے کا طریقہ ہے یہ بھی مکروہ ہے‘‘ (حصہ:۳،ص:۶۲۴،مکروہات کا بیان،) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــہ

صاحب عالم قادری

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية بدار الخير ففوندالشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

ٹرین کے گارڈ اور دوسرے ملازمین قصر پڑھیں یا پوری؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ ٹرین کے ملازمین مثلاً گارڈ، ڈرائیور، اسی طرح بس کے ملازمین جو لمبی مسافت (مسافت سفر) تک جاتے ہیں، روزانہ ان کا آنا جانا لگا رہتا ہے۔ ایسی صورت میں دوران سفر وہ قصر پڑھیں گے یا پوری نماز تفصیلی جواب مرحمت فرمائیں؟

المستفتی

سید توصیف الحسن کالپی شریف

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامداومصليا و مسلما

الجواب

هو الهادی الی الصواب

صورت مسئولہ میں گارڈ، ڈارئیور اور بس کے ملازمین وغیرہ اگر بانوے کیلومیٹر یا اس سے زیادہ کا سفر کر رہے ہیں تو دورانِ سفر قصر پڑھیں گے کیوں کہ مسافت قصر کا ارادہ کر کے نکلنا ہی ثبوت قصر کے لیے کافی ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

’’ولا بد للمسافر من قصد مسافة مقدرة بثلاثة ايام حتىٰ يترخص برخصة المسافرين‘‘ (الباب الخامس عشر فی صلاة المسافر،ج:۱،ص:۱۳۹) **والله تعالىٰ اعلم بالصواب**

کتبــــــــــہ

محمد توقیر رضا چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية بدار الخير ففوندالشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

روایت نادرہ پر دیہات میں جمعہ جائز ہے؟

دیہات میں نمازِ جمعہ سے متعلق یہ فتویٰ حضرت علامہ مفتی محمد انفاس الحسن چشتی دام ظلہ کا تحریر کردہ ہے، جو جامعہ صمدیہ کے حنفی دارالافتاء سے جاری ہوا ہے، یہ فتویٰ خاص اہمیت کا حامل ہے، افادہ عام کے لیے مجموعہ میں شامل کیا گیا ہے۔ محمد ساجد رضا مصباحی

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک گاؤں بنام بیر باڑی خبر گاؤں اسلام پور ضلع اتر دیناج پور جو کثیر آبادی پر مشتمل ہے یعنی اتنی آبادی پر کہ وہاں کے سب لوگ جو وجوب جمعہ کے اہل ہوں وہاں کی مسجد میں آجائیں تو مسجد میں سما نہ سکیں اس میں دو مسجدیں ہیں اور وہاں برسوں سے نماز جمعہ نہیں ہوتی ہے اب گاؤں والے وہاں کی بڑی مسجد میں نماز جمعہ قائم کرنا چاہتے ہیں شرعا نماز جمعہ قائم کرنا درست ہے یا نہیں؟ جب کہ قائم نہ ہونے پر اندیشہ ہے کہ وہاں کے لوگ دوسرے گاؤں جانے میں کوتاہی سے کام لیں۔

لہذا قرآن و حدیث کی روشنی میں جواب عنایت فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

المستفتی

محمد امام الدین رضوی

صدر المدرسین مدرسہ جوہر العلوم گنجریا

ضلع اتر دیناج پور، بنگال

باسمہ تعالیٰ و تقدس حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

وہ بستیاں جہاں عاقل و بالغ مسلمان مردوں کی اتنی آبادی ہو کہ سب اس بستی کے بڑی مسجد میں جمع ہو جائیں تو نہ سما سکیں امام ابو یوسف علیہ الرحمہ کی نادر الروایہ کے مطابق وہ بستی صحت جمعہ کے لیے شہر قرار پائے گی اور وہاں جمعہ قائم کرنا صحیح ہوگا دور حاضر کے حالات اور دینی مصلحت اسی کے متقاضی ہے کہ روایت نادرہ کی بنا پر ایسے مقام پر قیام جمعہ کی اجازت دے دی جائے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا علیہ الرحمہ نے اس کو یوں بیان فرمایا۔ ہاں ایک روایت نادرہ امام ابو یوسف

رضی اللہ عنہ سے یہ آئی ہے کہ جس آبادی میں اتنے مسلمان مرد عاقل بالغ ایسے تندرست کہ جن پر جمعہ فرض ہو سکے آباد ہوں کہ اگر وہاں کی بڑی سے بڑی مسجد میں جمع ہوں تو نہ سما سکیں یہاں تک کہ انہیں جمعہ کے لیے مسجد جامع بنانی پڑے وہ صحت جمعہ کے لیے شہر سمجھی جائے گی امام اکمل الدین بابرتی عنایہ شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں ''عنہ'' **ای عن ابی یو سف انھم اذا اجتمعوا ای اجتمع من تجب علیھم الجمعۃ لا کل من یسکن فی ذلک الموضع من الصبیان والنساء والعبید قال ابن شجاع احسن مع قیل فیہ اذا کان اھلھا بحیث لو اجتمعوا فی اکبر مساجدھم لم یسعھم ذلک حتیٰ احتاجوا الی بناء مسجد آخر للجمعۃ** ''جس گاؤں میں یہ حالت پائی جائے اس میں اس روایت نادرہ کی بنا پر جمعہ وعیدین ہو سکتے ہیں۔ لہذا روایت نادرہ کے مطابق جو مقامات شہر ہے وہاں جمعہ قائم کرنا صحیح ہے ورنہ نہیں اور یہی صاحب شرح وقایہ اور در مختار کا مذہب مختار بھی ہے شارح بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں مجلس شرعی مبارک پور کے فقہی سیمینار میں یہی فیصلہ بھی کیا جا چکا ہے۔ فقط واللہ تبارک وتعالیٰ اعلم وصلی اللہ تعالیٰ علی سیدنا ومولانا محمد وآلہ وصحبہ اجمعین

استــــــکتبــــــہ

محمد انفاس الحسن

خادم الطلبہ جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف اوریا

۳؍ربیع النور ۱۴۳۵ھ، مطابق ۴؍جنوری ۲۰۱۴ء

☆☆☆☆

مسافر پر جمعہ فرض ہے یا نہیں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ حالت سفر میں مسافر پر

جمعہ فرض ہے کہ نہیں، حوالے کے ساتھ تحریر فرمائیں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم، حامداو مصلیا و مسلما

الجواب

اللھم ھدایة الحق والصواب

مسافر پر جمعہ فرض نہیں کیوں کہ وجوب جمعہ کے شرائط میں سے ایک شرط مقیم ہونا بھی ہے، جو یہاں نہیں، ہدایہ اولین میں ہے: **" لا تجب الجمعة علی مسافر"** (ص: ۱۹۴، باب صلاۃ الجمعة)

قدوری شریف میں ہے:

" لا تجب الجمعة علی مسافر"(ص: ۳۲، باب صلاۃ الجمعة)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

" حتی لا تجب الجمعة علی العبید والنسوان والمسافرین والمرضیٰ کذا فی محیط السرخسی"(ج: ۱ ص: ۱۴۴، الباب السادس عشر فی صلاۃ الجمعة) **واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبــــــــــــــــــه

صاحب عالم قادری

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية بدار الخير ففوندالشريفة

االجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

مسجد میں جماعت ہوجانے کے بعد تنہا نماز پڑھے تو اقامت کا حکم

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید مسجد میں اس وقت پہونچا، جب جماعت ہوچکی تھی، اب زید تنہا نماز پڑھ رہا ہے تو اس کو اقامت کہنا درست ہے یا نہیں، اور اگر تنہا خارج مسجد اپنے گھر وغیرہ میں پڑھ رہا ہو تو کیا حکم ہے؟

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامدا و مصليا و مسلما

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

زید مسجد میں اس وقت پہونچا جب جماعت ہوچکی تھی تو تنہا پڑھنے کی صورت میں اس کو اقامت کہنا مکروہ ہے۔

عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ میں ہے:

"والمصلی فی المسجد فان صلی منفردًا فی المسجد بعد ماصلیٰ فیه فانه یکره له"(ج: ۱، ص: ۱۳۶، حاشیه ۸)

ہاں اگر تنہا خارج مسجد نماز پڑھ رہا ہے تو اس کو اقامت کہنا مستحب ہے، یعنی اگر ترک کردیا تو کوئی گناہ نہیں، اس کے لیے مسجد ہی کی اذان واقامت کافی ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

" وندب الاذان والاقامة للمسافر والمقیم فی بیته"(ج: ۱ ص: ۳۵، الباب الثانی فی الاذان)

بحر الرائق میں ہے:

"وکرہ ترکهما للمسافر، لاللمصلی فی بیته فی المصر وندبا

لھمالا للنساء"(ج:۱ ص:۴۶۰، کتاب الصلاۃ باب الاذان)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــــــــہ

صاحب عالم قادری

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية بدار الخير ففوندالشريفة

الجواب صحيح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

باریک دوپٹہ سے بالوں کی سیاہی نظر آئے تو نماز ہوگی یا نہیں؟

مسئلہ: اگر عورت اتنا باریک دوپٹہ اوڑھے ہو کہ اس کے بالوں کی سیاہی نظر آرہی ہو تو نماز ہوگی یا نہیں؟

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامدا و مصليا و مسلما

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

اگر عورت نے اتنا باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھی کہ اس سے بالوں کی سیاہی جھلک رہی ہو تو نماز نہ ہوگی۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

" والثوب الرقيق الذي يصف ماتحته لاتجوز الصلاة فيه"(ج:۱، ص:۵۸، الفصل الاول فی الطهارة وستر العورة)

بہار شریعت میں ہے:

"اتنا باریک دوپٹا جس سے بال کی سیاہی چمکے، عورت نے اوڑھ کر نماز پڑھی نہ ہوگی جب تک اس پر کوئی ایسی چیز نہ اوڑھے جس سے بال وغیرہ کا رنگ چھپ جائے" (ج:۱،ص:۴۸۱،نماز کی شرطوں کا بیان)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــــــــہ

صاحب عالم قادری

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية بدار الخير ففوندالشريفة

الجواب صحيح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

مقتدی اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں کیسے ادا کرے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید مسجد اس وقت پہونچا جب امام ظہر کی تین رکعتیں پڑھا چکا تھا، سلام پھیرنے کے بعد زید ان تینوں رکعتوں کو کس طرح ادا کرے؟

المستفتی

علی اصغر دیناج پور

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامدا و مصليا و مسلما

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

امام کے سلام کے بعد کھڑے ہو کر ثنا پہلے اگر نہ پڑھا ہو تو اب پڑھے، ورنہ اعوذ سے شروع کرے اور الحمد و سورت پڑھ کر رکوع و سجدہ کر کے بیٹھ کر التحیات پڑھے، پھر کھڑا ہو کر الحمد و سورت پڑھے اور رکوع و سجدہ کر کے بغیر بیٹھے کھڑا ہو جائے اور چوتھی رکعت میں فقط الحمد پڑھ کر رکوع و سجدہ کر کے التحیات پڑھے اور نماز تمام کرے۔

درمختار میں ہے:

” ویقضی اول صلاته فی حق قر أته واخرها فی حق تشهد، فمدرک رکعته من غیر فجریاتی برکعتین بفاتحته وسورة وتشهد بینهما برابعة الرباعی بفاتحة فقط ولا یقعد قبلها“ (ج:۳،ص:۷ ۳۴، کتاب الصلاة، باب الامامة)

بہارشریعت میں ہے:

مسبوق نے جب امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی شروع کی تو حق قراءت میں یہ رکعت اول قرار دی جائے گی اور حق تشہد میں پہلی نہیں بلکہ دوسری تیسری چوتھی جو شمار میں آئے، مثلاً تین یا چار رکعتوں والی نماز میں ایک اسے ملی تو حق تشہد میں یہ جواب پڑھتا ہے دوسری ہے، لہذا ایک رکعت فاتحہ و سورت کے ساتھ پڑھ کر قعدہ کرے .... پھر اس کے بعد والی میں بھی فاتحہ کے ساتھ سورت ملائے، اور اس میں نہ بیٹھے، پھر اس کے بعد والی میں فاتحہ پڑھ کر رکوع کر دے اور تشہد وغیرہ پڑھ کر ختم کر دے“۔ (حصہ ۳،ص:۵۹۰، جماعت کا بیان) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــــہ

صاحب عالم قادری

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية ففوند الشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

جن ممالک میں کئی روز سورج نہیں نکلتا وہاں نماز کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ بعض ملک ایسے ہیں جہاں کئی کئی روز سورج نہیں نکلتا وہاں پانچوں نمازیں کس طرح ادا کی جائیں؟

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامدا و مصليا و مسلما

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

جن ممالک میں جہاں سورج نہ نکلتا ہو وہاں حکم یہ ہے کہ پانچوں نمازیں قضا پڑھی جائیں۔

فتاویٰ شامی میں ہے:

” انه یجب قضاء العشاء بان یقدر ان الوقت اعنی سبب الوجوب قد وجد کما یقدر وجوده فی ایا م الدجال “ (ج:۲،ص:۱۸. ۱۹، مطلب فی فاقد وقت العشا کاهل البلغار)

بہارشریعت میں ہے:

”جن شہروں میں عشا کا وقت ہی نہ آئے کہ شفق ڈوبتے ہی یا ڈوبنے سے پہلے فجر طلوع کر آئے (بلغار و لندن کی ان جگہوں میں ہر سال چالیس راتیں

ایسی ہوتی ہیں کہ عشا کا وقت آتا ہی نہیں اور بعض دنوں میں سکینڈوں اور منٹوں کے لیے ہوتا ہے) تو وہاں والوں کو چاہیے کہ ان دنوں کی عشا و وتر کی قضا پڑھیں'' (حصہ۳،ص:۴۵۱،نماز کے وقتوں کا بیان) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــہ

صاحب عالم قادری

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقہ

بالجامعۃ الصمدیۃ ففوند الشریفۃ

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

معذور کسے کہتے ہیں اور نماز کے تعلق سے اس کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ معذور کسے کہتے ہیں اور نماز کے تعلق سے اس کا کیا حکم ہے؟

المستفتی

صدام حسین پورنیہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامداو مصلیا و مسلما

الجواب

ھو الھادی الی الصواب

ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہو کہ ایک وقت پورا اس طرح گزر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز ادا نہ کرسکا وہ معذور ہے۔اس کے لیے حکم شرع یہ ہے کہ فرض

نماز کا وقت ہو جانے پر وضو کرے اور آخر وقت تک جتنی نمازیں چاہے اس وضو سے پڑھے پھر اس فرض نماز کا وقت گزر جانے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔

قدوری شریف میں ہے:

''والمستحاضۃ و من بہ سلس البول والرعاف الدائم والجرح الذی لا یرقأ یتوضأن لوقت کل صلوۃ ویصلون بذلک الوضوء فی الوقت ماشاء ''(ص:۱۵)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

''المستحاضۃ و من بہ سلس البول اواستطلاق بطن او انفلات الریح او رعاف دائم او جرح لا یرقأ یتوضأون لوقت کل صلاۃ و یصلون بذلک الوضوء فی الوقت ما شاء وا من الفرائض والنوافل ھکذا فی البحر الرائق ویبطل الوضوء عند خروج الوقت المفروضۃ بالحدث ھکذا فی الھدایہ'' (ج:۱،ص:۴۱،الفصل الرابع فی احکام الحیض والنفاس والاستحاضہ)

بہار شریعت میں ہے:

''ہر وہ شخص جس کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ ایک وقت پورا ایسا گزر گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کرسکا وہ معذور ہے اس کا بھی یہی حکم ہے وقت میں وضو کرے اور آخر وقت تک جتنی نمازیں چاہے اس وضو سے پڑھے''۔(حصہ:۲،ص:۳۸۵،استحاضہ کے احکام) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــہ

صاحب عالم قادری

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقہ

بالجامعة الصمدية،بدارالخير ففوند الشريفة

الجواب صحيح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

فجر کی جماعت شروع ہونے کے بعد سنت پڑھنا کیسا ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کہتا ہے کہ جب فجر کی جماعت شروع ہو جائے تو اب سنت مت پڑھو چونکہ نماز فرض شروع ہو چکی ہے فوراً جماعت میں شامل ہو جاؤ۔

المستفتی

نظام الدین چشتی، بنگلور

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامداو مصليا ومسلما

الجواب

هو الهادی الی الصواب

اقامت سے ختم جماعت تک نفل وسنت پڑھنا مکروہ تحریمی ہے البتہ نماز فجر قائم ہو چکی اور جانتا ہے کہ سنت پڑھنے کے بعد بھی جماعت مل جائے گی تو حکم یہ ہے کہ سنت فجر پڑھ کر شریک جماعت ہو اور جانتا ہو کہ سنت میں مشغول ہوگا تو جماعت جاتی رہے گی اور سنت کے خیال سے جماعت ترک کی یہ ناجائز وگناہ ہے اور باقی نمازوں میں اگرچہ ملنا معلوم ہو سنتیں پڑھنا جائز نہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

" ویکره التنفل اذا اقيمت الصلوٰة الا سنة الفجر ان لم

یخف فوت الجماعة" (کتاب الصلوٰة الفصل الثالث فی بیان الاقات التی لا تجوز فیها الصلوٰة و تکره فیها ،ج:۱،ص:۵۳)

تنویر الابصار میں ہے:

"و کذا یکره عنداقامةصلوٰة مکتوبة الاسنة فجر الا ان لم یخف فوت جماعتها " (کتاب الصلوٰة، ج:۲،ص:۳۹)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــه

محمد آفتاب عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية ، بدارالخير ففوند الشريفة

الجواب صحيح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

عورت کو جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ عورت کو جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی

محمد نسیم چشتی دہلی

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامداو مصليا ومسلما

الجواب

هو الهادی الی الصواب

عورت کو جوڑا باندھ کر نماز پڑھنا صحیح و درست ہے۔ سرکار علیہ الصلاۃ السلام نے مردوں کو جوڑا باندھنے سے منع فرمایا نہ کہ عورت کو۔

حدیث پاک میں ہے:

''انه علیه السلام نهی ان یصلی الرجل و هو معقوص ''(ہدایہ اولین، ص:۱۲۰، کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا)

فتاویٰ شامی میں ہے:

''انـه عـلیـه الـصـلاة والسلام نهی ان یصلی الرجل وراسه معقوص ''(کتاب الصلاۃ، باب مایفسد الصلاۃ وما یکرہ فیھا، ج:۲، ص:۴۰۸)

فتاویٰ شامی میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''امرت ان اسجد علی سبعة اعضاء و ان لا اکف شعرا و لا ثوبا ''(ص:۴۰۸) **والله تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبـــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

محمد آفتاب عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدیة ، بدارالخیر ففوند الشریفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

لقیط بچے کے جنازہ کا حکم

مسئله: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ایک بچہ پڑا ہوا ملا اس کی پرورش کی اس کے ماں باپ کا پتہ نہیں اگر بچپن میں اس کا انتقال ہوجائے تو اس کی نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟

المستفتی

انصار احمد گوپی گنج

بسم الله الرحمن الرحیم ،حامداومصلیا ومسلما

الجواب

هو الهادی الی الصواب

صورت مذکورہ میں حکم یہ ہے کہ اگر بچہ سمجھدار ہونے سے پہلے مرگیا اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی خواہ اس کو کافر لایا ہو یا مسلمان، ہاں اگر کافر نے ایسی جگہ پایا جو خاص کافروں کی جگہ ہو، مثلا بت خانہ وغیرہ تو اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی جائے۔

فتح القدیر میں ہے:

''لـو وجـد ہ کافر فی دار الاسلام او مسلم فی کنیسة کان مسـلـمـا.......اذا وجـده مسـلـم فی قربة من قریٰ المسلمین فهو مسلم او کافر فی کنیسة فهو کافر ''(ج:۶، ص:۱۰۷، کتاب اللقیط)

رد المحتار میں ہے:

'' بـان وقـع صبـی فی سهم رجل و مات الصبی یصلی علیه ''(ج:۳، ص:۱۳۲، کتاب الصلوٰۃ، باب صلوٰۃ الجنازة)

بہار شریعت میں ہے:

''لقیط اگر سمجھ وال ہونے سے پہلے مرجائے تو اس کے جنازہ کی نماز پڑھی

جائے گی اس کو مسلمان اٹھا کر لایا ہو یا کافر ہاں اگر کافر نے اسے ایسی جگہ پایا جو خاص کافروں کی جگہ ہے، مثلاً بت خانہ میں تو اس کے جنازہ کی نماز نہ پڑھی جائے"۔(ج:۲،حصہ:۱۰،لقیط کا بیان،ص:۴۷۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــــــــہ

محمد آفتاب عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية ، بدارالخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

اگر عورت حافظ قرآن ہو تو عورتوں کو باجماعت نماز پڑھا سکتی ہے یا نہیں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ اگر عورت حافظ قرآن ہو تو عورتوں کو باجماعت نماز پڑھا سکتی ہے یا نہیں؟

المستفتی

محمد سلطان، فتح پور

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامداو مصليا و مسلما

الجواب

هو الهادی الی الصواب

عورت کا عورتوں کی امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"و یکره امامة المراةللنساء فی الصلوٰة کلها من الفرائض و النوافل "(الفصل الثانی فی بیان من هوائق بالامامة،ج: ۱،ص:۸۵)

درالمختار میں ہے:

"الانثی البالغة تصح امامتها للانثی مطلقا فقط مع الکراهة"(ج:۲،ص: ۳۲۱،کتاب الصلاة)

تنویرالابصار میں ہے:

"(و) یکره تحریما (جماعة النساء) "(ج:۲،ص:۳۰۵،کتاب الصلاة ،باب الامامة)

بہار شریعت میں ہے:

"عورتوں کے امام کے لیے مرد ہونا شرط نہیں عورت بھی امام ہو سکتی ہے اگرچہ مکروہ ہے"۔(ج:۱،ص:۵۶۱،حصہ:۳،امامت کا بیان)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــــــــہ

محمد آفتاب عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية ، بدارالخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

سجدہ سہو واجب نہ تھا، پھر بھی سجدہ سہو کرلیا، نماز ہوگی یا نہیں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ کسی نمازی پر سجدہ سہو واجب نہ تھا، پھر بھی اس نے سجدہ سہو کرلیا، نماز ہوگی یا نہیں؟

المستفتی
محمد صادق عالم، کشن گنج بہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

کسی نمازی پر سجدہ سہو واجب نہ تھا، اور کرلیا تو نماز ہوجائے گی مگر ایسا کرنا ممنوع اور زیادت ہے۔ ہاں اگر مسبوق نے سجدہ سہو واجب نہ ہونے کی صورت میں سجدہ سہو کرلیا تو مسبوق کی نماز نہ ہوگی۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''بے حاجت سجدہ سہو نماز میں زیادت اور ممنوع ہے، مگر نماز ہوجائے گی''(ج:۳،ص:۱۲۱) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ
محمد افسر عالم چشتی
الطالب فی صف الاختصاص فی الفقہ
بالجامعۃ الصمدیۃ ، بدار الخیر ففوند الشریفۃ

الجواب صحیح
محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف ☆☆☆☆

غزلیہ مشاعرے میں شرکت کرنے والے عالم کو امام بنانا کیسا ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک سنی عالم دین جو ایک مسجد کے امام وخطیب اور رویت ہلال کمیٹی کے صدر بھی ہیں غزل کے آل انڈیا مشاعروں کی صدارت اور افتتاح کرتے ہیں جب کہ ڈائس پر موجود شعراء میں شرابی بداعمال اور بے پردہ خواتین بھی ہوتی ہیں اس عالم دین کا ان مشاعروں میں شرکت کرنا کیسا ہے اور اس کو امام بنانا اور اس کے اعلان کا اعتبار کرنا نیز اس عالم کی رویت ہلال کی تصدیق معتبر ہے یا نہیں؟

المستفتی
محمد صادق چشتی کشن گنج بہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامداومصلیا ومسلما

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

مذکورہ بالا مشاعرے متعدد خلاف شرع امور پر مشتمل ہیں مثلاً عورت ومرد کا اختلاط عورتوں کا غیر محرم کے سامنے بلند آواز سے اشعار پڑھنا عورتوں کا مشاعرے میں بے پردہ آنا کسی شرابی کو اسٹیج پر بلانا یہ سارے افعال ناجائز وحرام ہیں لہذا ایسے مشاعروں میں کسی سنی عالم دین یا کسی مومن کا شرکت کرنا ناجائز و حرام ہے اور شرکت کرنے والا فاسق معلن مردود الشہادۃ ہے اور فاسق کو امام بنانا جائز نہیں اس کے پیچھے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے نیز ایسے شخص کی رویت ہلال کی تصدیق شرعاً معتبر نہیں۔

فتاویٰ شامی میں ہے:

”**اما الفاسق فقد عللو اکراھة تقدیمه بانه لا یهتم لا مر دینه وبان فی تقدیمه للامامة تعظیمه ،وقد وجب علیهم اهانته شرعا..........فهو کالمبتدع تکره امامته بکل حال بل مشی فی شرح المنیة علی ان کراهة تقدیمه کراهة تحریم**“(ج:۲،ص:۲۹۹،کتاب الصلاۃ ،باب الامامۃ)

فتاویٰ شامی میں ہے:

”**الفاسق انما ترد شهادته**“(ج:۸،ص:۱۸۸،کتاب الشھادۃ)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــــــــــــہ

محمد افسر عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقہ

بالجامعۃ الصمدیۃ ، بدارالخیر ففوند الشریفۃ

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

شراب کے نشے کی حالت میں انتقال ہو تو نماز جنازہ کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ اگر کوئی مومن شراب پیتا ہو اور شراب کے نشے کی حالت میں انتقال کر جائے تو اس کی نماز

جنازہ پڑھی جائے گی یا نہیں

المستفتی

محمد خورشید باندہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، حامداو مصلیا ومسلما

الجواب

اللھم ھدایة الحق والصواب

شراب پینا سخت ناجائز،حرام وگناہ ہے شراب پینے والے کے لیے قرآن وحدیث میں سخت وعیدیں آئی ہیں مگر شراب پینے والا کافر نہیں اور چند افراد کے سواء ہر گنہ گار مومن کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی،لہٰذا اگر کوئی مومن شراب پی کر نشے کی حالت میں مر جائے تو اس کی نماز جنازہ پڑھی جائیگی۔

تنویرالابصار مع درمختار میں ہے:

” **(وھی فرض علی کل مسلم مات خلا) اربعة (بغاة وقطاع طریق) فلا یغسلوا ولا یصلی علیهم (اذا قتلوا فی الحرب وکذا مکابر فی مصر لیلا بسلاح وخناق...... وقاتل احد ابویه) اهانة له والحقه فی النهربالبغاة**“(ج:۳،ص:۱۰۷)

فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

” **ویصلی علی کل مسلم مات بعد الولادة صغیرا کان او کبیرا ذکرا کان اوانثی حرا کان او عبدا الا البغاة و قطاع الطریق ومن بمثل حالهم** “(ج:۱،ص:۱۶۳،الفصل الخامس فی الصلاۃ علی المیت)

بہارشریعت میں ہے:

”ہر مسلمان کی نماز جنازہ پڑھی جائے اگرچہ وہ کیسا ہی گنہ گار ہو مرتکب کبائر ہو مگر چند قسم کے لوگ ہیں ان کی نماز نہیں“(ج:۱،ص:۸۲۷،نماز جنازہ کا بیان)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

محمد افسر عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقہ

بالجامعۃ الصمدیۃ ، بدارالخیر ففوند الشریفۃ

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

دیابنہ وہابیہ کے پیچھے نماز کیوں جائز نہیں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعض بد مذہب کہتے ہیں کہ سنی، دیابنہ وہابیہ کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھتے تفصیل سے جواب تحریر فرما کر ممنون فرمائیں؟

المستفتی

دل محمد رضوی نوری نگر بنگال

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، حامداومصلیا ومسلما

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

دیابنہ وہابیہ اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ اقدس میں صریح ناقابل تاویل گستاخیاں کرنے کے سبب کافر ومرتد خارج از اسلام ہیں، لہذا ان کے پیچھے کسی کی نماز نہیں ہوسکتی۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”لاتجوز خلف الرافضی والجھمی والقدری والمشبھۃ ومن یقول بخلق القران :وحاصلہ ان کان ھوی لا یکفر بہ صاحبہ تجوز الصلاۃ خلفہ مع الکراھۃ والافلا“(ج: ١،ص:٨٤)

البحر الرائق میں ہے:

”فی الاصل الاقتداء باھل الاھواء جائز الاالجھمیۃ والقدریۃ والروافض الغالی ومن یقول بخلق القران والخطابیۃ والمشبھۃ “(ج: ١،ص: ٦١١،کتاب الصلاۃ ،باب الامامۃ)

فتح القدیر میں ہے:

”الاقتداء باھل الاھواء جائز الاالجھمیۃ والقدریۃ والروافض الغالیۃ والقائل بخلق القران والخطابیۃ والمشبھۃ“(ج: ١ ص: ٣٦٠،کتاب الصلاۃ)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

”وہابی کے پیچھے کوئی نماز فرض خواہ نفل کسی کی نہیں ہوسکتی......**لانہ لادین لہ ولاصلاۃ لمن لادین لہ**“(ج:٣،ص:٢٦٥)

بہار شریعت میں ہے:

”وہ بد مذہب جس کی بد مذہبی حد کفر کو پہنچ گئی ہو............اس کے پیچھے نماز نہیں ہوسکتی“(ج:١،ص:٥٦٢،امامت کا بیان)**واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

محمد افسر عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقہ

بالجامعة الصمدية ، بدار الخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح
محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ
خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

دیوبندیوں کے عقائد کفریہ سے باخبر ہوتے ہوئے ان کے پیچھے نماز کا حکم؟

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک عام آدمی جو دیوبندیوں کے عقائد سے باخبر نہیں اس کو بتایا گیا کہ دیوبندی اپنے عقائد کفریہ کے سبب کافر ہیں پھر بھی وہ نہیں مانا اوران کے عقائد کفریہ سے باخبر ہوتے ہوئے بھی ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے ایسے شخص کے بارے میں حکم شرع کیا ہے۔تحریر فرما کر ممنون فرمائیں؟

المستفتی
محمد ہارون لکھیم پور

بسم الرحمن الرحیم ، حامداو مصلیا ومسلما

الجواب

اللھم هداية الحق والصواب

علمائے دیوبند کو اللہ تعالیٰ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ کی بارگاہ اقدس میں صریح ناقابل تاویل گستاخیاں کرنے کے سبب علمائے عرب وعجم نے کافر ومرتد قرار دیا ہے بلکہ یہاں تک فرمایا ہے:''**من شک فی عذابه و کفره فقد کفر**''

صورت مذکورہ میں شخص مذکور کو جب وہابیہ دیابنہ کے عقائد کفریہ پر مطلع کر دیا گیا پھر بھی ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے تو اس پر واجب ہے کہ اپنے اس فعل سے باز آکر توبہ وتجدید ایمان کرے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''جسے یہ معلوم ہو کہ دیوبندیوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہے پھر ان کے پیچھے نماز پڑھتا ہے اسے مسلمان نہ کہا جائے گا کہ پیچھے نماز پڑھنا اس کی ظاہر دلیل ہے کہ ان کو مسلمان سمجھا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کرنے والے کو مسلمان سمجھنا کفر ہے اسی لیے علمائے حرمین شریفین نے بالاتفاق دیوبندیوں کو کافر ومرتد لکھا اور صاف فرمایا کہ:''**من شک فی کفره و عذابه فقد کفر**''(ج:۶،ص:۷۶تا۷۷)**واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

كتبـــــه
محمد افسر عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية ، بدار الخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح
محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ
خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

مقیم مقتدی مسافر امام کے سلام پھیرنے سے پہلے نماز پوری کرنے کے لیے کھڑا ہو گیا تو؟

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ امام

مسافر تھا اس کی اقتدا میں بعض مقتدی مقیم تھے، امام دوسری رکعت میں بیٹھا ہوا تھا، مقیم مقتدی امام کے سلام پھیرنے سے پہلے اپنی دو رکعتیں پوری کرنے کے لیے کھڑا ہو گیا؟

المستفتی
مولانا ممتاز احمد کشن گنج بہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، حامداو مصلیا و مسلما

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

صورت مذکورہ میں ان مقتدیوں کا امام کے سلام پھیرنے سے پہلے اپنی رکعتیں پوری کرنے کے لیے کھڑا ہونا اگر بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد کسی ضرورت کے سبب مثلا خوف حدث ہو یا فجر و جمعہ وعیدین کے وقت ختم ہو جانے کا اندیشہ وغیرہ ہے تو بلا کراہت نماز ہو جائے گی ورنہ امام کے سلام پھیرنے سے پہلے کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے ہاں اگر مقتدی نے اپنی رکعتیں امام کے سلام پھیرنے سے پہلے پوری کر لیں اور سلام میں امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو بلا کراہت نماز ہو جائے گی۔

درمختار میں ہے:

" و لو قام قبل السلام ھل یعتد بادائہ ان قبل قعود الامام قدر التشھد لا و ان بعدہ نعم و کرہ تحریما الا لعذر کخوف حدث ،و خروج وقت فجر و جمعۃ و عید و معذورو تمام مدۃ مسح و مرور ماربین یدیہ فان فرغ قبل سلام امامہ ثم تابعہ فیہ صحت "(ج: ۲،ص: ۳۴۹، کتا ب الصلاۃ ،باب الامامۃ)

بہار شریعت میں ہے:

"اگر امام کے بقدر تشہد بیٹھنے کے بعد اور سلام سے پہلے کھڑا ہو گیا تو جو ارکان ادا کر چکا ان کا اعتبار ہو گا، مگر بغیر ضرورت سلام سے پہلے کھڑا ہونا مکروہ تحریمی ہے، پھر امام کے سلام سے پہلے فوت شدہ ادا کر لی اور سلام میں امام کا شریک ہو گیا تو بھی صحیح ہو جائے گی......امام کے سلام سے پہلے مسبوق کسی عذر کی وجہ سے کھڑا ہو گیا، مثلا سلام کے انتظار میں خوف حدث ہو یا فجر و جمعہ وعیدین کے وقت ختم ہو جانے کا اندیشہ ہے یا وہ مسبوق معذور ہے اور وقت نماز ختم ہو جانے کا گمان ہے یا موزہ پر مسح کیا ہے اور مسح کی مدت پوری ہو جائے گی تو ان سب صورتوں میں کراہت نہیں" (ج:۱،ص:۵۹۱، جماعت کا بیان)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــــــــہ
محمد افسر عالم چشتی
الطالب فی صف الاختصاص فی الفقہ
بالجامعۃ الصمدیۃ، بدار الخیر ففوند الشریفۃ

الجواب صحیح
محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ
خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

اگر مقتدی ابتدائے نماز میں ثنا نہ پڑھ سکا تو کیا کرے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ ظہر، عصر، مغرب، عشا امام کی اقتدا میں آپ کو صرف دو رکعت نماز ملی تو ان

صورتوں میں اب آپ جو فرض پڑھیں گے ایک رکعت ہو یا دو رکعت ان سب میں بغیر ثنا کے نماز شروع نہ کریں؟

المستفتی
محمد صادق عالم چشتی کشن گنج بہار

الجواب

اللھم ھدایة الحق والصواب

اگر امام کے ساتھ ثنا نہ پڑھ سکا تھا تو جب باقی رکعتوں کو پورا کرے خواہ وہ ایک رکعت ہو یا دو رکعت اس کے شروع میں ثنا پڑھے، اگر ثنا پڑھنا بھول گیا تو ایسی صورت میں نماز ہو جائے گی کیوں کہ ثنا پڑھنا نماز میں سنت ہے، ہاں قصداً ترک کرنے کی صورت میں ترک سنت کا وبال اس کے سر ہوگا۔

فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

" فاذا قام الیٰ قضاء ماسبق یا تی بالثناء ویتعوذ للقراء ة کذا فی فتاویٰ قاضی خان، والخلاصة والظھیریة" (الفصل السابع فی المسبوق واللاحق، ج: ۱، ص: ۹۱)

رد المحتار میں ہے:

"واما الثناء فھو سنة مقصودة لذاتھا ولیس ثناء الامام ثناء للمؤتم واذا ترکه یلزم ترک سنة مقصودة لذاتھا " (کتاب الصلاة ،باب صفة الصلاة، ج: ۲، ص: ۱۹۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــــــــــــــــــہ

محمد کوثر علی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدیة ،بدار الخیر ففوند الشریفة

الجواب صحیح
محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ
خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

فجر کی جماعت سے قبل سنت نہ پڑھ سکا تو کب پڑھے؟

مسئله : کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ اگر آپ کو فجر کی سنتوں کے پڑھنے کا وقت نہیں ہے آپ جماعت میں شامل ہو جائیں اپنی فرض نماز پوری کرنے کے بعد فوراً سنت پڑھ لیں سورج نکلنے کا انتظار نہ کریں بلکہ سورج نکلنے سے پہلے پڑھ لیں؟

المستفتی
محمد شمس الھدیٰ فتح پور

الجواب

ھو الھادی الی الصواب

اگر فجر کی فرض وسنت دونوں قضا ہو جائیں اور زوال سے پہلے قضا پڑھے تو فرض وسنت دونوں کی قضا پڑھی جائے، اور اگر فجر کی صرف سنت قضا ہو جائے جیسا کہ صورت مذکورہ میں تحریر ہے تو اس کی قضا نہیں، ہاں! امام محمد رضی اللہ عنہ کے نزدیک اگر پڑھنا چاہتا ہے تو طلوعِ آفتاب کے بعد پڑھ سکتا ہے۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"والسنن اذا فاتت عن وقتھالم یقضھا الا رکعتی الفجر اذا فاتتا مع الفرض یقضیھما بعد طلوع الشمس الی وقت الزوال ثم

یسقط هکذا فی محیط السرخسی وهو الصحیح هکذا فی البحر الرائق "(الباب التاسع فی النوافل، ج: ۱، ص: ۲۱۱)

ردالمحتار میں "**تقضی و فاتت**" کے تحت ہے:

"**فلا تقضیٰ الا معه حیث فات وقتها أما اذا فاتت وحدها فلا تقضیٰ ولا تقضیٰ قبل الطلوع ولا بعد الزوال**" (کتاب الصلاۃ، باب الوتر والنوافل، ج: ۲، ص: ۴۵۵)

بہار شریعت میں ہے:

"فجر کی سنت قضا ہوگئی اور فرض پڑھ لیے تو اب سنتوں کی قضا نہیں البتہ امام محمد رحمہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ طلوع آفتاب کے بعد پڑھ لے تو بہتر ہے اور طلوع سے پیشتر بالاتفاق ممنوع ہے، آج کل اکثر عوام بعد فرض فورا پڑھ لیا کرتے ہیں یہ ناجائز ہے، پڑھنا ہو تو آفتاب طلوع ہونے کے بعد زوال سے پہلے پڑھیں" (سنن ونوافل کا بیان، ج:۱، حصہ:۴، ص:۶۶۴) **واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبــــــــــــــــه

محمد کوثر علی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدیة، بدار الخیر ففوند الشریفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

عصر کا وقت شروع ہونے کے بعد عصر کے علاوہ دوسری نماز

پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کہتا ہے کہ عصر کا وقت شروع ہونے کے بعد سورج ڈوبنے تک عصر کی نماز کے سوا کوئی دوسری نماز نہیں پڑھی جا سکتی نہ ہی نماز جنازہ کی اجازت اور نہ ہی سجدۂ تلاوت کی تفصیل سے تحریر فرما کر ممنون فرمائیں؟

المستفتی

محمد زید رضا لکھیم پور

بسم الله الرحمن الرحیم، حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

هو الهادی الی الصواب

عصر کی نماز سے پہلے قضا نمازیں وسنن ونوافل پڑھی جا سکتی ہیں اسی طرح عصر کی نماز ادا کر لینے کے بعد قضا نمازیں، نماز جنازہ اور سجدہ تلاوت وقت مکروہ سے پہلے ادا کی جا سکتی ہیں البتہ وقت مکروہ شروع ہونے کے بعد جو کہ سورج ڈوبنے سے بیس منٹ پہلے کا ہے سوائے اس دن کی عصر کے اور نمازیں پڑھنا جائز نہیں خواہ قضا نمازیں ہوں یا ادا یا نوافل یا نماز جنازہ یا سجدۂ تلاوت ہاں اگر جنازہ اسی وقت لایا گیا تو پڑھی جا سکتی ہے اسی طرح آیت سجدہ اسی وقت تلاوت کی گئی تو یہ کیا جا سکتا ہے ہاں ناجائز اس صورت میں ہے کہ یہ دونوں واجب ہوں وقت غیر مکروہ میں اور ادا کیے جائیں وقت مکروہ میں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"**ثلاث ساعات لاتجوز فیها المکتوبة ولاصلاة الجنازة ولاسجدة التلاوة اذا طلعت الشمس حتی ترتفع وعند الانتصاف**

الی ان تزول و عند احمر ار ها الیٰ ان تغیب الا عصر یومه ذلک فانه یجوز اداؤه عند الغروب هکذا فی فتاویٰ قاضی خان .... هذا اذا وجبت صلاة الجنازة و سجدة التلاوة فی وقت مباح و اخرتا الی هذا الوقت فانه لایجوز قطعا أمالو وجبتا فی هذا الوقت وادیتا فیه جاز لانها ادیت ناقصة کما وجبت کذا فی السراج الوهاج"(کتاب الصلاۃ الفصل الثالث فی بیان الاوقات ج، ۱ ،ص: ۵۲)

تنویرالابصار مع درمختار میں ہے:

"(وکره)تحریما ....(صلاة) مطلقا (ولو) قضاء أو واجبة أو نفلا أو(علی جنازة و سجدة تلاوة و سهو)"(کتاب الصلاۃ ،ج: ۲،ص: ۳۰)

فتاویٰ شامی میں"أو علی جنازة " کے تحت ہے:

"اذا حضرت فی ذلک الوقت وکذا قوله "و سجدة تلاوة"ای اذا تلیت فیه والا فلا کراهة" (کتاب الصلاۃ ،ج: ۲،ص: ۳۰)

بہارشریعت میں ہے:

"طلوع وغروب ونصف النہاران تینوں وقتوں میں کوئی نماز جائزنہیں نہ فرض نہ واجب نہ نفل نہ ادا نہ قضا، یو ہیں سجدۂ تلاوۃ وسجدۂ سہوبھی ناجائز ہے، البتہ اس روز اگرعصر کی نمازنہیں پڑھی تو اگرچہ آفتاب ڈوبتا ہو پڑھ لے، مگراتنی تاخیر کرنا حرام ہے"(نماز کے وقتوں کا بیان، ج:۱، حصہ:۳، ص:۴۵۴) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ

محمد کوثر علی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدیة، بدارالخیرففوند الشریفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

عیدگاہ میں نماز جنازہ ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ عیدگاہ میں نماز جنازہ ادا کی جاسکتی ہے یا نہیں نیز مسجد کی چٹائی دری مائک وغیرہ عیدگاہ لے جانا کیسا ہے؟

المستفتی

محمد معین اشرف برکاتی، دھاتا فتح پور

بسم الله الرحمن الرحیم ،حامداو مصلیا و مسلما

الجواب

هو الهادی الی الصواب

عیدگاہ میں نماز جنازہ پڑھنی جائز ہے اس کا حکم مسجد کا نہیں ہے۔

حضرت علامہ سید احمد طحطاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"لاتکره فی مسجد اعد لها وکذا فی المدرسة ومصلی عید لانه لیس لها حکم المسجد فی الاصح"(طحطاوی علی مراقی ،ص:۳۲۶)

مسجد کی چٹائی ،دری ، مائک وغیرہ عیدگاہ لے جانا ناجائز وگناہ ہے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں فاضل بریلوی رضی اللہ عنہ اس کے ایک سوال کا جواب دیتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ یہ فعل ناجائز وگناہ ہے ایک مسجد کی چیز دوسری مسجد میں بھی عاریت دینا جائز نہیں نہ کہ عیدگاہ میں کہ اتصال صف کے سوا اور احکام میں

وہ مسجد ہی نہیں لہذا جنب کو اس میں جانا منع نہیں۔

فتاویٰ عالم گیری جلد پنجم صفحہ ۱۲۲

” یجوز للقیم شراء المصلیات للصلاۃ علیھا ولا یجوز اعارتھا لمسجد آخر“

در مختار علیٰ ھامش ردالمحتار مطبع قسطنطنیۃ ج: ا ،ص:۶۸۷

”المتخذ لصلاۃ جنازۃ أوعید مسجد فی حق جواز الاقتداء وان انفصل الصفوف رفقا بالناس لا فی حق غیرہ بہ یفتی نھایۃ فحل دخولہ لجنب وحائض کفناء مسجد و رباط و مدرسۃ“ (فتاویٰ رضویہ جلد:۶ ص:۴۵۵)

اور فتاویٰ رضویہ جلد:۳ ص:۸۰۸ میں ہے:

”عیدگاہ میں مسجد کا مال لے جانا ممنوع ہے۔ ہاں اگر مسجد کی چٹائی دری وغیرہ کسی شخص کی دی ہوئی ہوں اور اس نے اجازت دی ہو کہ مسجد وعیدگاہ میں استعمال کی جائیں تو جائز ہے“۔ **واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبــــــــــــــــہ

محمد توقیر رضا چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقہ

بالجامعۃ الصمدیۃ بدارالخیر ففوند الشریفۃ

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

نکاح کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متیں مسئلہ ذیل میں کہ نکاح کسے کہتے ہیں اور اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

المستفتی

حبیب القادری نیپال

بسم اللہ الرحمن الرحیم، حامداومصلیا ومسلما

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

نکاح اس عقد کو کہتے ہیں جو ملک متعہ کا افادہ کرے جس کے سبب مرد کو عورت سے جماع وغیرہ حلال ہو جائے۔

حاشیہ ہدایہ میں ہے:

”النکاح وھو فی اصل اللغۃ الضم ، ثم نقل الی الوطی لاشتمالہ علیہ والی العقد المقتضی لحل الاستمتاع لانہ سبب الضم“ (کتاب النکاح ،ج: ا ص: ۲۸۵)

فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

”فھو عقد یرد علیٰ ملک المتعۃ قصدا کذا فی الکنز“ (کتاب النکاح ج: ا ص: ۲۶۷)

تنویرالابصار مع درمختار میں ہے:

”(ھو) عند الفقھاء (عقد یفید ملک المتعۃ) ای حل استمتاع الرجل من امرأۃ لم یمنع من نکاحھا مانع شرعی“ (کتاب النکاح ج:۴ ص: ۵۹، ۶۰)

شرح وقایہ میں ہے:

”ھو عقد موضوع لملک المتعة ای حل استمتاع الرجل من المرأة“ (کتاب النکاح، ج: ۲ ص: ۴)

نکاح کی شرعی حیثیت یہ ہے کہ یہ کبھی فرض ہوتا ہے کبھی واجب، کبھی سنت موکدہ کبھی مکروہ اور کبھی حرام۔

(۱) یہ یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے میں زنا واقع ہو جائے گا تو نکاح کرنا فرض ہے۔

(۲) شہوت کا غلبہ ہے کہ نہ نکاح کرے تو معاذ اللہ اندیشۂ زنا ہے اور مہر و نفقہ کی قدرت رکھتا ہو تو نکاح واجب ہے۔

(۳) اعتدال کی حالت میں یعنی شہوت کا بہت زیادہ غلبہ نہ ہو نہ عنین (نامرد) ہو اور مہر و نفقہ پر قدرت بھی ہو تو نکاح سنت موکدہ ہے

(۴) اگر یہ اندیشہ ہے کہ نکاح کرے گا تو نان و نفقہ نہ دے سکے گا یا جو ضروری باتیں ہیں ان کو پورا نہ کر سکے گا تو مکروہ ہے اور ان باتوں کا یقین ہو تو نکاح کرنا حرام، مگر نکاح بہرحال ہو جائے گا۔

فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

”واما صفته فھو انه فی حالة الاعتدال سنة موکدة وحالة التوقان واجب وحالة خوف الجور مکروہ کذا فی الاختیارشرح المختار“ (کتاب النکاح جلد ۱، ص: ۲۶۷)

تنویر الابصار مع درمختار میں ہے:

”ویکون واجبا عند التوقان فان تیقن الزنا الا به فرض، وھذا ان ملک المھر والنقفة والا فلا اثم بترکه (و) یکون (سنة) موکدة فی الاصح فلا یاثم بترکه ویثاب ان نویٰ تحصیناً وولدا (حالة الاعتدال) ای القدرة علی وطی ومھر ونفقة ....(ومکروھا لخوف الجور) فان تیقنه حرم (کتاب النکاح ج: ۴ ص: ۶۳، ۶۵) **والله تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبـــــــــــــــــــہ

محمد کوثر علی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدیة، بدار الخیر ففوند الشریفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

کسی شیخ یا پٹھان کا کسی سید لڑکی سے نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

مسئله: کیا فرماتے ہیں علماے دین و مفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی شیخ یا پٹھان کا کسی سید لڑکی سے نکاح صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی

محمد پھول بابو ہر پور بوچھا سمستی پور

بسم الله الرحمن الرحیم ،حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

اللھم ھدایة الحق والصواب

اگر سید لڑکی اولیا کی اجازت سے غیر کفو میں نکاح کرے تو بالاتفاق جائز

ہے ہاں اگر غیر کفو مین اولیاء کی اجازت کے بغیر نکاح کرے تو اس دور کے معتمد مفتیان کرام نے ظاہر الراویہ کی طرف رجوع کرتے ہوئے دفعاً للفساد اس کے جواز کا فتویٰ دے دیا ہے۔

هدایه اولین میں ہے:

”وینعقد نکاح الحرة العاقلة البالغة برضائها وان لم یعقد علیها ولی بکرا کانت او ثیبا عند ابی حنیفة و ابی یوسف فی ظاهر الروایة“ (کتاب النکاح ،باب فی الاولیاء والاکفاء ،ص:۲۹۳)

شرح وقایہ ثانی میں ہے:

”نفذ نکاح حرة مکلفة ولو من غیر کفوء بلا ولی“ (کتاب النکاح ،باب الولی والکفوء ،ص:۱۸)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”ثم المرأة اذا زوجت نفسها من غیر کفء صح النکاح فی ظاهر الروایة“ (الباب الخامس فی الاکفاء، ج: ۱ ،ص: ۲۹۲)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــــــه

محمد کوثر علی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدیة بدار الخیر ففوندالشریفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

زید نے دو بیویوں میں سے ایک کو حج کروایا دوسری کو نہیں، کیا حکم ہے؟

مسئله: کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید کی دو بیویاں ہیں ایک کو زید نے حج کروایا اور ایک کو نہیں کروایا ایک خوش حال رہتی اور ایک پریشان رہتی ہے زید کے بارے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی

محمد نفیس القمر سیتامڑھی بہار

بسم الله الرحمن الرحیم ،حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

اللهم هدایة الحق والصواب

شریعت مطہرہ نے شوہر پر بیویوں کے جو حقوق مقرر کیے ان میں تمام بیویوں کے درمیان عدل ومساوات لازم وواجب ہے مثلا کھانا پینا،لباس،شب باشی ان حقوق کی ادائیگی میں اگر عدل ومساوات نہ کی تو وہ حقوق العباد میں گرفتار اور عذاب الٰہی کا سزاوار ہوگا۔

قرآن پاک میں ہے:

”وان خفتم الا تعدلوا فواحدة أو ما ملکت ایمانکم ذلک ادنیٰ الا تعدلوا“

ترجمہ۔اگر تمہیں خوف ہو کہ عدل نہ کروگے تو ایک ہی سے نکاح کرو یا وہ باندیاں جن کے تم مالک ہو، یہ زیادہ قریب ہے اس سے کہ تم سے ظلم نہ ہو ۔(پ:۴،سورۃ النساء،آیت:۳)

اوراللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

"ولن تستطیعوا ان تعدلوا بین النساء ولو حرصتم فلا تمیلوا کل المیل فتذروھا کالمعلقة و ان تصلحوا و تتقوا فان الله کان غفورا رحیما"

ترجمہ۔یعنی تم سے ہرگز نہ ہو سکے گا کہ عورتوں کو برابر رکھو،اگر چہ حرص کرو تو یہ تو نہ ہو کہ ایک طرف پورا جھک جاؤ اور دوسری کو لٹکتی چھوڑ دو اور اگر نیکی اور پرہیز گاری کرو تو بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے۔(پ:۵،سورۃ النساء،آیت:۱۲۹)

حدیث پاک میں ہے:

"عن النبی صلی الله علیه وسلم قال من کا نت له امرأتان فما ل الیٰ احدھما جاء یوم القیامة و شقه مائل"

ترجمہ۔رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس کے پاس دو بیویاں ہو ں اور دونوں میں عدل نہ کرے تو قیامت کے دن اس طرح پر آئے گا کہ اس کا ایک طرف کا حصہ جھکا ہوا ہوگا۔(ابوداؤد شریف،باب فی القسم بین النساء،ص:۲۹۰)

ہدایہ اولین میں ہے:

"من کانت له امرأتان فما ل الیٰ احدھما فی القسم جاء یوم القیامة و شقه مائل" (باب القسم،ص:۳۲۰)

رہ گیا سفر حج یا کوئی دوسرا سفر شرعی تو شرعاً ان میں عدل واجب نہیں۔

ہدایہ اولین میں ہے:

"ولا حق لھن فی القسم حالة السفر فیسافر الزوج بمن شاء منھن"(باب القسم،ص:۳۲۹)

شرح وقایہ ثانی میں ہے:

"ولا قسم فی السفر یسافر بمن شاء"(باب القسم،ص:۵۷)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

" وله ان یسافر ببعض نسائه دون البعض ....و اذا قدم من السفر لیس للاخری ان تطلب من الزوج أن یسکن عندھا مثل ما کان عند التی سافر بھا"(الباب الحادی عشر فی القسم،ج:۱،ص:۳۴۱)

بہار شریعت میں ہے:

"سفر کو جانے میں باری نہیں بلکہ شوہر کو اختیار ہے جسے چاہے اپنے ساتھ لے جائے ....اور سفر سے واپسی کے بعد اور عورتوں کو یہ حق نہیں کہ اس کا مطالبہ کریں کہ جتنے دن سفر میں رہا اتنے ہی دنوں ان باقیوں کے پاس رہے..........سفر سے مراد شرعی سفر ہے"(باری مقرر کرنے کا بیان،ج:۲،حصہ:۷،ص:۹۸)

لہٰذا صورت مذکورہ میں زید پر لازم و واجب ہے کہ حسب استطاعت دونوں بیویوں کے حقوق برابر ادا کرے کسی کو خوش حال کسی کو پریشان حال نہ رکھے اور جو ناانصافی کی ہواس سے باز آجائے اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس سے توبہ و استغفار کرے اور اپنی بیوی سے معافی کا بھی طالب ہو۔

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــہ

محمد کوثر علی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدیة، بدارالخیر ففوندالشریفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

محرم کے مہینے میں شادی ہوسکتی ہے یا نہیں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعض علاقوں میں بڑے بوڑھے حضرات ماہ محرم الحرام میں شادی بیاہ اور دیگر مسرت کی تقریبات کو بدشگونی سمجھتے ہیں شریعت مطہرہ کا اس سلسلے میں کیا حکم ہے؟

المستفتی

محمد سیف رضا چشتی گوپی گنج بھدوہی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

ھو الھادی الی الصواب

ماہ محرم الحرام میں شادی بیاہ اور دیگر مسرت کی تقریبات کو بدشگونی سمجھنا محض جہالت ونادانی ہے شریعت میں اس کی کوئی اصل نہیں، شادی بیاہ ہر مہینے میں جائز ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"نکاح کسی مہینے میں منع نہیں" (ج:۵،ص:۱۷۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــــــہ

محمد توقیر رضا چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقہ

بالجامعۃ الصمدیۃ بدار الخیر ففوند الشریفۃ

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

دیوبندی لڑکا لڑکی کا نکاح سنی قاضی پڑھائے تو نکاح ہوگا یا نہیں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ لڑکا لڑکی دونوں سنی نہیں ہیں بلکہ دیوبندی وہابی ہیں، مگر نکاح پڑھانے والا سنی ہے تو نکاح ہوگا یا نہیں؟ نیز لڑکا لڑکی دونوں میں سے ایک سنی ہے، نکاح ہوگا یا نہیں؟

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

لڑکا اور لڑکی اگر علمائے دیوبند کے عقائد کفریہ کے حامل ہیں تو وہ کافر ومرتد خارج از اسلام ہیں، اور مرتد کا کسی عورت سے یا مرتدہ کا کسی مرد سے نکاح نہیں ہوسکتا، لہذا ایسی صورت میں دونوں کا آپس میں نکاح منعقد نہیں ہوسکتا۔

ہدایہ اولین میں ہے:

" ولایجوز ان یتزوج المرتد مسلمۃ ولا کافرۃ ومرتدۃ " (ص:۳۲۵، باب نکاح اھل الشرک)

مبسوط میں ہے:

" ولا یجوز للمرتد ان یتزوج مرتدۃ ولا مسلمۃ ولا کافرۃ اصلیۃ " (ج:۱ ص:۴۴ مطلب باب نکاح المرتد)

الجوہرۃ النیرۃ میں ہے:

" ولایجوز ان یتزوج المرتدة مسلمة ولا کافرة ومرتدة"
(ج:۲،ص:۹۰)

بہارشریعت میں ہے:
مرتد ومرتدہ کا نکاح کسی سے نہیں ہوسکتا، نہ مسلمان سے نہ کافر سے، نا مرتد ومرتدہ سے" (حصہ ۷ص:۹۳،نکاح کافر کا بیان)

اگر قاضی نے اس کا علم رکھتے ہوئے نکاح پڑھایا تو اس قاضی پر اس محفل نکاح میں شرکت کرنے اور تعاون علی الاثم کے سبب توبہ لازم ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــــــــــہ

صاحب عالم قادری

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية،بدار الخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح
محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ
خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

قاضی سنی نہ ہو تو نکاح ہوگا یا نہیں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ لڑکا لڑکی سنی ہیں مگر نکاح پڑھانے والا سنی نہیں ہے نکاح ہوگا یا نہیں؟

المستفتی

محمد اخلاق چشتی، الہ آباد

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامداومصليا ومسلما

الجواب

هو الهادى الى الصواب

صحت نکاح کے لیے دو سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کی شہادت شرط ہے لہذا اگر بوقت نکاح دو سنی گواہ موجود تھے تو نکاح ہو جائے گا۔

ہدایہ میں ہے:
"لا ينعقد نكاح المسلمين الا بحضور شاهدين حرين عاقلين بالغين مسلمين رجلين أو رجل و امراتين عدولا كانو أو غير عدول أو محدودين فى القذف" (ہدایہ اولین،ص:۲۹۶،کتاب النکاح)

الجوهرة النيرة میں ہے:
"(ولاينعقد نكاح المسلمين الابحضورة شاهدين حرين مسلمين بالغين عاقلين ....أو رجل أو امراتين ....عدو لا كانو ا أو غير عدول أو محدودين فى القذف) " (ج:۲،ص:۶۴ تا ۶۵،کتاب النکاح)

شرح وقایہ ثانی میں ہے:
"هو ينعقد بايجاب و قبو ل و شرط سماع كل واحد منهما لفظ الآخر و حضور حرين أو حر و حرتين.......مكلفين مسلمين" (ج:۲،ص:۵ تا ۸،کتاب النکاح)

بہارشریعت میں شرائط نکاح کے تحت ہے:
"گواہ ہونا، یعنی ایجاب وقبول دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کے سامنے

ہو۔گواہ آزاد ،عاقل ،بالغ ہوں اور سب نے نکاح کے الفاظ سنے ۔۔۔۔۔۔مسلمان مرد کا نکاح مسلمان عورت کے ساتھ ہے تو گواہوں کا مسلمان ہونا بھی شرط ہے‘‘۔(نکاح کا بیان، ج:۲،حصہ:۷،ص:۱۱)

لیکن کسی بد مذہب کو نکاح کے لیے بلانا اور اس سے نکاح پڑھوانا سخت ناجائز و گناہ ہے۔لہذا نکاح پڑھوانے والا اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرے اور کسی صحیح العقیدہ سنی نکاح خواں سے تجدید نکاح کر لینا بہتر ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــــــــــــــــــہ

محمد آفتاب عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية ، بدارالخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

عدت وفات کے احکام؟

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ آزاد عورت کے لیے شوہر کی عدت وفات کی مدت کیا ہے اور عورت کو عدت وفات میں کن چیزوں کا استعمال کرنا جائز ہے اور کن چیزوں کا استعمال ناجائز ہے، تفصیل سے بیان کریں؟

المستفتی

شمس الہدیٰ، فتح پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامداومصلیا و مسلما

الجواب

اللھم ھدایة الحق والصواب

جس عورت کا شوہر فوت ہو گیا ہو اس کی عدت وفات چار مہینہ دس دن ہے۔قرآن کریم میں ارشاد فرمایا:

’’وَالَّذِيْنَ يُتَوَفَّوْنَ مِنكُمْ وَيَذَرُونَ أَزْوَاجاً يَتَرَبَّصْنَ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرا‘‘(البقرۃ ۲۳۴)

ہدایہ اولین میں ہے:

’’عدة الحرة فی الوفاة اربعة اشهروعشر‘‘ (ص:۴۰۳)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

’’عدة الحرة فی الوفاة اربعة اشهروعشرة ايام‘‘ (ج:۱ ص:۵۲۹ الباب الثالث عشر فی العدة)

متوفی عنہا زوجہا کو ایام عدت میں ہر اس چیز کا استعمال ناجائز ہے جس سے زینت مقصود ہوتی ہے،یعنی سونے چاندی کے زیور، رنگ برنگ کپڑے، خوشبو کا بدن یا کپڑے پر استعمال، تیل، سرمہ، مہندی، زعفران کا استعمال۔

ہدایہ اولین میں ہے:

ان تترک الطيبة والزينة والكحل والدهن المطيب وغير المطيب الا من عذر ....ولا تختضب با الحناء لما روينا ولا تلبس ثو با مصبو غا بعصفر ولا بزعفران ‘‘(با ب العدة ص:۴۰۷)

تنویر الابصار میں ہے:

”یترک الزینة والطیب والدھن والکحل والحناء ولبس المعصفر والمزعفر الا بعذر“ (ج: ۵، ص: ۱۸،۲۱۷، کتاب الطلاق باب العدة)

فتاوی رضویہ میں ہے:

”عدت میں عورت کو یہ چیزیں منع ہیں، ہر قسم کا گہنا، یہاں تک کہ انگوٹھی، چھلا بھی مہندی، سرمہ، عطر، ریشمی کپڑا، ہار، پھول، بدن یا کپڑے میں کسی قسم کی خوشبو، سر میں کنگھی کرنا اور اگر مجبوری ہو تو موٹے دندانوں کی کنگھی کرے جس سے فقط بال سلجھالے، پٹی نہ جھکالے، پھلیل، میٹھا تیل کسم کیسر کے رنگے کپڑے یوں ہی ہر رنگ جس سے زینت ہوتی ہو اگر چہ پڑیا گیروکا، چوڑیاں اگر چہ کانچ کی، غرض کہ ہر قسم کا سنگار ختم عدت تک منع ہے“ (فتاویٰ رضویہ ج:۵،ص:۸۵۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــــــہ

محمد آفتاب عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدیة ، بدارالخیر ففوند الشریفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

اگر شوہر بیوی کا دودھ پی لے تو رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ زید اور

اس کی بیوی کھانا کھارہے تھے اچانک اس کی بیوی کے پستان سے دودھ چھلک کر کھانے میں گر گیا وہ کھانا شوہر کھا سکتا ہے یا نہیں نیز اگر شوہر بیوی کا دودھ پی لے تو رضاعت ثابت ہوگی یا نہیں؟

المستفتی

محمد ظفر اقبال قادری، فتح پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، حامدا و مصلیا مسلما

الجواب

اللھم ھدایة الحق والصواب

صورت مذکورہ میں کھانا شوہر کے لیے حلال ہے اس لیے کہ کھانا ہی اصل ہے اور دودھ اس کے تابع ہے لہذا اعتبار اصل کا ہوگا نہ کہ تابع کا۔

شرح وقایہ میں ہے:

”**حکم خلط لبنها بطعام الحل**“ (ج:۲،ص:۶۱، باب الرضاع)

اسی کے تحت **عمدة الرعایة** میں ہے:

”**اذا اختلط لبن امراة بطعام فاکله فحکمه الحل مطلقا غلب اللبن او لا لان الطعام اصل و اللبن تابع فی حق المقصود**“ حاشیہ۔۔۔۔۔ (ج:۲،ص:۶۰، کتاب الرضاع)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”**اذا اختلط اللبن بالطعام فان کانت النار قد مست اللبن و انضجت الطعام حتی تغیر فلا یحرم سواء کان اللبن غالبا او مغلوبا و ان کانت النار لم تمسه فان کان الطعام غالبا لم تثبت الحرمة به ایضا و ان کان اللبن غالبا فکذٰلک عند ابی حنیفة رحمه الله**

تعالیٰ'' (ج:۱،ص:۳۴۴، کتاب الرضاع)

رضاعت کی مدت ڈھائی سال ہے اس کے بعد اگر شوہر بیوی کا دودھ پی لے تو رضاعت ثابت نہیں ہوگی اگر چہ عورت کا دودھ پینا جائز نہیں۔

شرح وقایہ میں ہے:

''**یثبت بمصة فی حولین و نصف لابعده** '' (ج:۲،ص:۵۷، کتاب الرضاع)

تنویرالابصار میں ہے:

''**(و لم یبح الارضاع بعد مدته) لانه جزء ادمی و الانتفاع به لغیر ضرورة حرام علی الصحیح**'' (ج:۴،ص:۳۹۷، کتاب الرضاع)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــــــه

محمد افسر عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية ، بدار الخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

مہر کی کتنی قسمیں ہیں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مہر کی ساری قسمیں تحریر فرمائیں؟ **المستفتی**

محمد نفیس القمر رحمانی سیتامڑھی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، حامداو مصلیا ومسلما

الجواب

اللھم ہدایة الحق والصواب

مہر کی تین قسمیں ہیں۔

(۱) معجّل (۲) مؤجل (۳) مطلق

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''مہر تین قسم ہیں معجّل کہ پیش از رخصت دینا قرار پا لیا ہو......دوسرا مؤجل جس کی میعاد قرار پائی ہو کہ دس برس یا بیس برس یا پانچ دن کے بعد ادا کیا جائے گا......تیسرا مؤخر کہ نہ پیشگی کی شرط ٹھہری ہو نہ کوئی میعاد معین کی گئی ہو''

(ج:۵،ص:۵۰۷،باب المهر)

بہار شریعت میں ہے:

''مہر تین قسم ہے۔(۱) معجّل کہ خلوت سے پہلے مہر دینا قرار پایا ہے۔(۲) مؤجل جس کے لیے میعاد مقرر ہو۔(۳) مطلق جس میں نہ وہ ہو نہ یہ''

(ج:۲،ص:۷۵) **واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبـــــــــــــــه

محمد افسر عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية، بدار الخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف ☆☆☆☆☆

عورت عدت وفات میں گھر سے باہر کس صورت میں جا سکتی ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ عورت اگر عدت وفات میں ہو تو کسی عزیز کے جنازے میں جا سکتی ہے یا نہیں یا بیمار پڑ جائے تو ڈاکٹر کے یہاں جانا یا کسی دوسری ضرورت سے باہر نکلنا جائز ہے یا نہیں تحریر فرما کر ممنون فرمائیں؟

المستفتی

محمد خورشید، سعدی مدن پور باندہ

بسم اللہ الرحمن الرحیم، حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

ھو الھادی الی الصواب

بلا حاجت نہیں جا سکتی مثلاً بغیر اس کے جانے سے کام نہ ہوگا تو جا سکتی ہے اس طور پر کہ رات کا اکثر حصہ شوہر کے مکان پر گزارے۔

ہدایہ اولین میں ہے:

"المتوفی عنھا زوجھا تخرج نھارا و بعض اللیل ولا تبیت فی غیر منزلھا" (ص:۴۰۸، کتاب الطلاق، باب العدۃ مجلس)

فتاویٰ خانیہ میں ہے:

"المتوفی عنھا زوجھا تخرج بالنھار لحاجتھا" (ج:۱، ص:۵۵۳، فصل: فیما یحرم علی المعتدۃ)

فتاویٰ شامی میں ہے:

"المتوفی عنھا زوجھا تخرج بالنھار لحاجتھا ولا تبیت فی

غیر منزلھا" (ج:۵، ص:۲۲۵، مطلب: الحق ان علی المفتی ان ینظر فی خصوص الوقائع)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

"دوسری جگہ اس طور پر جا سکتی ہے کہ رات کا اکثر حصہ شوہر ہی کے مکان میں گزارے۔" (ج:۵، ص:۸۴۹، باب العدۃ)

بہار شریعت میں ہے:

"موت کی عدت میں اگر باہر جانے کی حاجت ہو کہ عورت کے پاس بقدر کفایت مال نہیں اور باہر جا کر محنت مزدوری کر کے لائے گی تو کام چلے گا تو اسے اجازت ہے کہ دن میں اور رات کے کچھ حصے میں باہر جائے اور رات کا اکثر حصہ اپنے مکان میں گزارے مگر حاجت سے زیادہ باہر ٹھہرنے کی اجازت نہیں اور اگر بقدر کفایت اس کے پاس خرچ موجود ہے تو اسے بھی گھر سے نکلنا مطلقاً منع ہے اور اگر خرچ موجود ہے مگر باہر نہ جائے تو کوئی نقصان پہنچے گا مثلاً زراعت کا کوئی دیکھنے بھالنے والا نہیں اور کوئی ایسا نہیں جسے اس کام پر مقرر کرے تو اس کے لیے بھی جا سکتی ہے مگر رات کو اسی گھر میں رہنا ہوگا یوہیں کوئی سودا لانے والا نہ ہو تو اس کے لیے بھی جا سکتی ہے"۔ (حصہ:۸، ص:۲۴۵، سوگ کا بیان)

مذکورہ بالا حوالہ جات سے یہ واضح ہو گیا کہ عورت کو عدتِ وفات میں کسی کے جنازے میں جانے کی اجازت نہیں، اور اگر گھر میں رہتے ہوئے علاج نہ ہو سکے تو بقدر ضرورت علاج کے لیے جا سکتی ہے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم با الصواب**

کتبہ

صاحب عالم قادری

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقہ

بالجامعة الصمدية،بدار الخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح
محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ
خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

طلاق کے بارے میں میاں بیوی کے درمیان اختلاف ہوجائے تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ زید کے اپنی بیوی کو طلاق دینے کے بعد شوہر و بیوی میں اختلاف ہوگیا بیوی کہتی ہے کہ میرے شوہر نے تین طلاقیں دی ہیں اور شوہر تین طلاق سے انکار کررہا ہے ایسی صورت میں حکم شرع کیا ہے۔

المستفتی
محمد عبداللہ چشتی چھترپور

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامداومصليا و مسلما

الجواب

هو الهادى الى الصواب

صورت مذکورہ میں اگر بیوی شوہر کے تین طلاق دینے پر دو شرعی گواہ پیش کردے تو بیوی کا قول معتبر ہوگا اور تین طلاقیں واقع ہوجائیں گی بغیر حلالہ دوبارہ نکاح نہ ہوسکے گا۔

قرآن کریم میں فرمایا:

”**فان طلقها فلاتحل له من بعد حتىٰ تنكح زوجا غيره**“ (سورۃ

البقرۃ، آیت:۲۳۰)

اوراگر عورت تین طلاق پر دوشرعی گواہ پیش نہ کرپائے تو شوہر کا قول حلف شرعی کے ساتھ معتبر ہوگا۔ پھر بھی اگر عورت کو تین طلاق کا یقینی علم ہو اور گواہان شرعی سے ثابت نہ کرنے پائے تو جس طرح ہوسکے اپنے آپ کو شوہر سے بچائے۔

تنویر الابصار میں ہے:

”**(سمعت من زوجها انه طلقها و لا تقدر على منعه من نفسها)........... قال الاوزجندى ترفع الا مر الىٰ القاضى فان حلف ولا بينة فلاا ثم عليه**“ (ج:۵،ص:۱۳۸، کتاب الطلاق)

بہار شریعت میں ہے:

”شوہر نے عورت کو تین طلاقیں دے دیں یا بائن طلاق دی مگر اب انکار کرتا ہے اور عورت کے پاس گواہ نہیں تو جس طرح ممکن ہو عورت اس سے پیچھا چھڑائے مہر معاف کر کے یا اپنا مال دے کر اس سے علیحدہ ہو جائے غرض جس طرح ممکن ہو اس سے کنارہ کشی کرے اور کسی طرح وہ نہ چھوڑے تو عورت مجبور ہے“۔ (ج:۲،حصہ:۸،ص:۱۸۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــه
محمد آفتاب عالم چشتی
الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه
بالجامعة الصمدية ، بدار الخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح
محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف ☆☆☆☆

خیار تعیین کسے کہتے ہیں اور یہ کیوں مشروع ہوا؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ خیار تعیین کسے کہتے ہیں اور یہ کیوں مشروع ہوا؟

المستفتی

محمد اسرافیل ہر پور بوچھا سستی پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

اللھم ھدایة الحق و الصواب

مبیع متعدد ہونے کی صورت میں بعد بیع مشتری کا کسی ایک کو لینے کے لیے متعین کر لینا اسے خیار تعیین کہتے ہیں۔

البحر الرائق میں ہے:

”اذا کان المبیع متعددا فجعل الخیار فی البعض وھو خیار التعیین “(کتاب البیع ،باب خیار الشرط ،ج:٦ ،ص:٦)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”وھو ان یبیع احد العبدین أو الثلاثة أو احد الثوبین أو الثلاثة علی ان یاخذ المشتری واحدا کذا فی البحر الرائق “ (کتاب البیوع ،الفصل الثالث فی خیار التعیین ،ج:٣،ص:٥٤)

رد المحتار میں ہے:

”ھو ان یشتری احد الشیئین او الثلاثة علی ان یعین ایا شاء .... باع عبدین علی انه بالخیار فی احدھما “ (کتاب البیوع ،باب

خیار الشرط ،ج:٧،ص:١٠٧)

بہار شریعت میں ہے:

”چند چیزوں میں سے ایک غیر معین کو خریدا یوں کہا کہ ان میں سے ایک کو خریدتا ہوں تو مشتری ان میں سے جس ایک کو چاہے متعین کر لے اس کو خیار تعیین کہتے ہیں“ (خیار شرط کا بیان، ج:٢،حصہ:١١،ص:٦٥٧)

خیار تعیین کی مشروعیت کی وجہ یہ ہے کہ مشتری کو خرید وفروخت میں دھوکا سے بچایا جائے تاکہ مشتری اپنے لیے اس چیز کو اختیار کرے جو اس کے لیے زیادہ موافق ومناسب اور زیادہ نفع بخش ہو۔

ہدایہ آخرین میں ہے:

”ان شرع الخیار للحاجة الیٰ دفع الغبن لیختار ماھو الارفق والاوفق “(کتاب البیوع ،باب خیار الشرط ،ص:٣٤)

ردالمحتار میں ہے:

”ان جواز خیار التعیین للحاجة الی اختیار ما ھو الاوفق و الارفق فیختص بالمشتری لان المبیع کان مع البائع قبل البیع وھو ادری بما لائمه منه “(کتاب البیوع ،باب خیار الشرط ،ج:٧،ص:١٤٠)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ

محمد کوثر علی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية بدار الخير ففوندالشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ
خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

شراب اور خنزیر کے بدلے کپڑا یا نوٹ خرید اتو بیع فاسد ہے یا باطل؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ خمر و خنزیر کے بدلے کپڑا یا نوٹ خریدا تو بیع فاسد ہے یا باطل اور اگر صورت اس کے بر عکس ہو تو کیا حکم ہے؟

المستفتی
محمد اقلیم بہرائچ

بسم الله الرحمن الرحیم ،حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

هو الهادی الی الصواب

ضابطہ یہ ہے کہ بیع یا ثمن دونوں میں سے ایک بھی ایسی چیز ہو جو کسی دین سماوی میں مال نہ ہو جیسے مردار خون، آزادان کو چاہے مبیع بنایا جائے یا ثمن بہر حال بیع باطل ہے اور اگر بعض دین میں مال ہو بعض میں نہیں جیسے شراب یہ اگر چہ اسلام میں مال نہیں مگر دین موسوی وعیسوی میں مال تھی اس کو مبیع قرار دیں گے تو بیع باطل ہے اور ثمن قرار دیں تو فاسد لہٰذا اگر کسی نے خمر وخنزیر کے بدلے کپڑا یا نوٹ کو خریدا تو بیع فاسد ہے اور اگر صورت اس کے بر عکس ہو یعنی کپڑا یا نوٹ کے بدلے خمر و خنزیر خریدا تو بیع باطل ہے۔

ہدایہ آخرین میں ہے:

’’واما بیع الخمر والخنزیر ان کان قوبل بالدین کالدراهم والدنانیر فالبیع باطل وان کان قوبل بعین فالبیع فاسد‘‘(باب البیع الفاسد،ص:۴۹)

فتاویٰ شامی میں ہے:

’’ثم الضابط فی تمییز الفاسد من الباطل ان احد العوضین اذا لم یکن مالا فی دین سماوی فالبیع باطل سواء کان مبیعا أوثمنا فالبیع المیتة والدم والخمر باطل وکذاا لبیع به وان کان فی بعض الادیان مالا دون البعض ان امکن اعتباره ثمنا فالبیع فاسد فبیع العبد بالخمر أوالخمر بالعبد فاسد وان تعین کونه مبیعا فالبیع باطل فبیع الخمر بالدراهم أو الدراهم بالخمر باطل‘‘(ج:۷،ص:۱۰۷کتاب البیوع الباب الرابع، باب البیع الفاسد)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــــــــہ
محمد توقیر رضا چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه
بالجامعة الصمدیة بدار الخیر ففوند الشریفة

الجواب صحیح
محمد انفاس الحسن چشتی
خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

دلال کب اور کتنی اجرت کا مستحق ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دلال

کب اور کتنی اجرت کا مستحق ہے؟

المستفتی

محمد اختر علی ہر پور بوچھا سمستی پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

اللھم ھدایة الحق و الصواب

اگر دلال نے بائع ومشتری کو صرف مشورہ دیا اس صورت میں وہ اجرت کا مستحق نہیں ہاں اگر دلال نے سامان مالک کی اجازت سے بیچا تو اس کی اجرت بائع پر ہے اور اگر دلال نے طرفین میں بیع کی کوشش تو کی مگر سامان بیچا نہیں بلکہ مالک نے خود سے بیچا تو ایسی صورت میں اس کی اجرت کا دار و مدار عرف پر ہے یعنی اگر عرفاً بائع کے ذمہ دلالی ہو تو بائع دے اور اگر مشتری کے ذمہ ہو تو مشتری دے اگر دونوں کے ذمہ ہو تو دونوں دیں۔

درمختار میں ہے:

”واما الدلال فان باع العین بنفسه باذن ربها فاجرته علی البائع وان سعیٰ بینهما وباع المالک بنفسه یعتبر العرف وتمامه فی شرح الوهبانیة“ (کتاب البیوع ،ج:۷،ص:۹۳)

بہار شریعت میں ہے:

”دلال کی اجرت یعنی دلالی بائع کے ذمہ ہے جب کہ اس نے سامان مالک کی اجازت سے بیع کیا ہو اور اگر دلال نے طرفین میں بیع کی کوشش کی ہو اور بیع اس نے نہ کی ہو بلکہ مالک نے کی ہو تو جیسا وہاں کا عرف ہو یعنی اس صورت میں بھی اگر عرفاً بائع کے ذمہ دلالی ہو تو بائع دے اور مشتری کے ذمہ ہو تو مشتری

دے اور دونوں کے ذمہ ہو تو دونوں دیں“ (خرید و فروخت کا بیان، ج:۲،حصہ:۱۱،ص:۶۳۹)

اگر دلال نے اپنے لیے اجرت متعین کر لی تھی تو وہی متعینہ اجرت دی جائے گی ورنہ وہاں کے عرف میں جو رائج ہو وہ دی جائے گی۔

ردالمحتار میں ہے:

”انه غیر مقدر بقدر فیجب أجر المثل .... و یتعین الاجر بالدلالة فیجب الاجر“ (کتاب الاجارة ،باب فسخ الاجارة ،ج:۹،ص:۱۳۱) **واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبــــــــــه

محمد کوثر علی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدیة بدار الخیر ففوندالشریفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

ایجاب وقبول کے الفاظ مستقبل کے ہوں تو بیع منعقد ہوگی یا نہیں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ ایجاب وقبول کے الفاظ اگر حال کے ہوں تو اس سے بیع منعقد ہوگی یا نہیں؟ عربی، فارسی اور اردو تینوں زبانوں کے کلمات کا حکم بیان کریں؟

بسم اللہ الرحمن الرحیم، حامداو مصلیا و مسلما

الجواب

ھو الھادی الی الصواب:

ایجاب وقبول کے الفاظ اگر حال کے ہوں تو اس سے بیع منعقد ہو جائے گی، چاہے وہ الفاظ عربی اور اردو زبان کے ہوں یا کسی اور زبان کے ہوں۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

" قال اصحابنا رحمهم الله كل لفظين ينبئان عن التمليك والتملک علیٰ صيغة الماضی او الحال ينعقد بهما البيع كذا فی المحيط، ....فارسية كان او عربية او نحوهما هكذا فی التتار خانيه"(ج:۳ص:۴، الفصل الاول فيما يرجع الى انعقاد البيع)

تنویر الابصار میں ہے:

"وهما عبارة عن كل لفظين ينبئان عن معنى التملک والتمليک ماضيين او حالين "(ج:۱ ص:۲۳، کتاب البیوع)

بہار شریعت میں ہے:

"ایجاب وقبول کے الفاظ فارسی اردو وغیرہ ہر زبان کے ہو سکتے ہیں دونوں کے الفاظ ماضی ہوں جیسے خریدا، بیچا۔ یا دونوں حال کے ہوں، جیسے خریدتا ہوں، بیچتا ہوں" (حصہ ۱۱،ص:۶۱۸، ایجاب وقبول کا بیان)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــــــــــــــہ

صاحب عالم قادری

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية بدار الخير ففوندالشريفة

الجواب صحيح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

عقد بیع میں کن چیزوں کا استثنا صحیح ہے؟

مسئله: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ عقد بیع میں کن چیزوں کا استثنا صحیح ہے؟

المستفتی

شمس الہدی، پولی فتح پور

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامداو مصليا و مسلما

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

جن چیزوں پر مستقلاً عقد وارد ہو سکتا ہے ان کا عقد سے استثنا صحیح ہے جیسے غلہ کی ایک ڈھیر ہے، اس میں سے دس سیر یا اس سے کم وبیش خرید سکتے ہیں، اسی طرح علاوہ دس سیر کے پوری ڈھیری بھی خرید سکتے ہیں۔ اگر وہ چیز ایسی ہو کہ تنہا اس پر عقد وارد نہ ہو تو استثنا صحیح نہیں، جیسے بکری کو بیچا اور اس کے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کا استثنا کیا یہ صحیح نہیں کہ اس کو تنہا خرید نہیں سکتے۔

فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

"ولو استثنى من المبيع ما يجوز افراده بالعقد جاز الاستثناء كما لو باع صبرة الا صاعا منها او دنا من خل او دهن الا عشرة امناء وكذلک لو كان عدديا متقاربا جاز البيع، لو استثنیٰ منه مالا يجوز افراده بالعقد لا يصح استثناء ه كما لو باع جارية الا حملها

او شاة الا عضو ء منها او قطيعا من الغنم الا شاة او سيفا محلىٰ الا حليته لم يجز كذا فى محيط السر خسى" (ج:۳ ص: ۱۳۰، الفصل التاسع فى بيوع الاشياء المتصلة بغيرها)

بہار شریعت میں ہے:

جس چیز پر مستقلاً عقد وارد ہوسکتا ہے اس کا عقد سے استثنا صحیح ہے، اور اگر وہ چیز ایسی ہے کہ تنہا اس پر عقد وارد نہ ہو تو استثنا صحیح نہیں، ملخصاً (ج:۲ص:۶۳۷، بیع میں استثنا ہوسکتا ہے یا نہیں)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ

صاحب عالم قادری

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقہ

بالجامعة الصمدية، بدار الخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

موجودہ طریقہ خرید وفروخت میں ایجاب وقبول نہیں ہوتا تو بیع درست ہوگی یا نہیں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ فقہا نے ایجاب وقبول کو بیع کے ارکان سے شمار کیا ہے تو سوال یہ ہے کہ عام طور پر آج کل جو خرید وفروخت ہوتی ہے اس میں فریقین ایجاب وقبول نہیں کرتے جیسا کہ عام مشاہدہ ہے تو شرعاً یہ بیع منعقد ہوگی یا نہیں؟

المستفتی

مولانا زبیر چشتی، موہاری جالون

بسم اللہ الرحمن الرحیم، حامدا ومصلیا ومسلما

الجواب

اللھم ھدایة الحق والصواب

بیع دو طرح سے ہوتی ہے کبھی فعل کے ذریعہ کبھی قول کے ذریعہ، ایجاب وقبول یہ بیع قولی کے ارکان ہیں نہ کہ بیع فعلی کے۔ اگر بیع فعل سے ہو مبیع کو لے لینا اور ثمن (قیمت) کو سپرد کر دینا ہی اس کے ارکان ہیں۔ لہذا آج کل عام طور پر جو ایجاب وقبول نہیں کرتے ہیں بلکہ ایک شخص مبیع سپرد کرتا ہے دوسرا ثمن، اس سے بیع منعقد ہوجائے گی اس لیے کہ مبیع وثمن کا لین دین ہی اس جگہ ایجاب وقبول کے قائم مقام ہے اور اس طرح کی بیع کو (بیع تعاطی) کہتے ہیں۔

تنویر الابصار مع در المختار میں ہے:

"(يكون بقول أو فعل أما القول فالايجاب والقبول وأما الفعل فالتعاطى) وهو التناول" (ج:۷، ص:۲۷، کتاب البیوع، ملخصا)

فتاویٰ شامی میں ہے:

"(فالتعاطى) وهو انما يقتضى الاعطاء من جانب و الا خذ من جانب لا الاعطاء كما فهم الطر سوسى اى حيث قال ان حقيقة التعاطى وضع الثمن و اخذ المثمن عن تراض منهما من غير لفظ" (ج:۷، ص:۲۷، کتاب البیوع)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

"وقد يكون البيع بالاخذ والاعطاء من غير لفظ و يسمى هذاا لبيع بيع التعاطى كذا فى فتاوىٰ قاضى خان" (ج:۳، ص:۹، کتاب

البیوع)

بہار شریعت میں ہے:

بیع تعاطی جو بغیر لفظی ایجاب وقبول کے محض چیز کے لینے اور دینے سے ہوتی ہے یہ صرف معمولی اشیا ساگ ترکاری وغیرہ کے ساتھ خاص نہیں بلکہ بیع ہر قسم کی چیز نفیس وخسیس سب میں ہوسکتی ہے اور جس طرح ایجاب وقبول سے بیع لازم ہوجاتی ہے، یہاں بھی ثمن دے دینے اور چیز لے لینے کے بعد بیع لازم ہوجائے گی کہ بغیر دوسرے کی رضامندی کے رد کرنے کا کسی کو حق نہیں۔ (ج:۲،حصہ:۱۱،بیع تعاطی کا بیان،ص:۶۲۳)

واللہ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــہ

محمد آفتاب عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية ، بدارالخير ففوند الشريفة

الجواب صحيح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

کیا مبیع اور ثمن کی جہالت مطلقاً مفسد بیع ہے؟

مسئله : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ کیا مبیع اور ثمن کی جہالت مطلقاً مفسد بیع ہے؟

المستفتی

شاہ نواز اشرفی، کرناٹک

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامداو مصلیا و مسلما

الجواب

هو الهادى الى الصواب

مبیع اور ثمن کی جہالت مطلقاً مفسد بیع نہیں بلکہ یہ اسی وقت مفسد ہے جب کہ جہالت کے سبب مبیع یا ثمن کے سپرد کرنے میں دشواری اور نزاع ہو۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

’’جهالة المبيع أو الثمن مانعة جواز البيع اذا كان يتعذر معها التسليم و ان كا ن لا يتعذر لم يفسد العقد‘‘(ج:۳،ص:۱۲۲،الفصل الثامن فی جهالة المبيع أو الثمن)

البحر الرائق میں ہے:

’’(ولا بد من معرفة قدر و وصف ثمن غير مشار لا مشار) اى لا يصح البيع الا بمعرفة قدر المبيع والثمن و وصف الثمن اذا كان كل منهما غير مشار اليه اما المشار اليه فغير محتاج اليهما لان التسليم والتسلم واجب بالعقد فهذه الجهالة مفضية الى المنازعة فيمتنع التسليم والتسلم و كل جهالة هذه صفتها تمنع الجواز‘‘(ج:۵،ص:۴۵۶،کتاب البیع)

بہار شریعت میں ہے:

’’جس بیع میں مبیع یا ثمن مجہول ہے وہ بیع فاسد ہے جب کہ ایسی جہالت ہو کہ تسلیم میں نزاع ہو سکے اور اگر تسلیم میں کوئی دشواری نہ ہو تو فاسد نہیں‘‘۔(ج:۲،حصہ:۱۱،بیع فاسد کا بیان،ص:۷۱۱)

کتبــــــــــــہ

محمد آفتاب عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية ، بدارالخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

وکیل کن لوگوں سے عقد نہیں کرسکتا؟

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ وکیل کن لوگوں سے عقد نہیں کرسکتا؟

المستفتی

محمد اشرف سیتامڑھی

بسم الله الرحمن الرحيم ، حامداو مصليا ومسلما

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

خرید وفروخت، اجارہ، بیع سلم اور بیع صرف کا وکیل ان لوگوں کے ساتھ عقد نہیں کرسکتا جن کے حق میں اس کی گواہی مقبول نہیں اگر چہ واجبی قیمت کے ساتھ عقد کیا ہو، ہاں اگر موکل نے اس کی اجازت دے دی ہو اور کہہ دیا ہو کہ جس کے ساتھ تم چاہو عقد کرو تو ان لوگوں سے واجبی قیمت پر عقد کرسکتا ہے۔

تنویر الابصار مع درمختار میں ہے:

لا يعقد وكيل البيع والشراء والاجارة والصرف والسلم

ونحوها مع من ترد شهادته له الا اذا اطلق له الموكل كبع ممن شئت فيجوز بيعه له بمثل القيمة اتفاقا(۸/۲۵۷) والله تعالىٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــــہ

محمد توقیر رضا چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية ،بدارالخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

وکالت کا کیا مطلب ہے اور کتاب اللہ میں اس کی اصل کیا ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ وکالت کا کیا مطلب ہے اور کتاب اللہ میں اس کی اصل کیا ہے؟

المستفتی

محمد رضا چشتی، فتح پور

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامداو مصليا و مسلما

الجواب

هو الهادى الى الصواب

وکالت کا مطلب یہ ہے کہ جو تصرف خود کرتا اس میں دوسرے کو اپنے قائم مقام کردینا۔

تنویر الابصار میں ہے:

''**وھو اقامة الغیر مقام نفسه فی تصرف جائز معلوم**''(کتاب الوکالة، ج:۸،ص:۲۴۱)

کنز الدقائق میں ہے:

''**وھو اقامة الغیر مقام نفسه فی التصرف**''(ج:۷،ص:۲۳۵)

بحرالرائق میں ہے:

''**فھی:اقامة الانسان غیره مقام نفسه فی تصرف معلوم کذا فی العنایة**''(ج:۷،ص:۲۵۳)

کتاب اللہ میں اس کی اصل یہ آیت کریمہ ہے:

''**فابعثوا احدکم بورقکم ھذه الی المدینة فلینظر ایھا ازکیٰ طعاما فلیاتکم برزق منه**''(پ:۱۵،س: کہف،آیت نمبر:۱۹)

اپنے میں سے کسی کو یہ چاندی دے کر شہر بھیجو وہاں سے حلال کھانا دیکھ کر تمہارے پاس لائے۔ **واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبـــــــــــــــہ

محمد توقیر رضا چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدیة بدارالخیر ففوندالشریفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

صبی ممیّز یعنی نابالغ سمجھ دار بچہ کی توکیل کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین اس مسئلہ میں کہ صبی ممیّز کی توکیل کا کیا حکم ہے؟

المستفتی

عبدالقدیر، بہرائچ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

ھو الھادی الی الصواب

صبی ممیّز یعنی نابالغ سمجھ وال بچہ کی توکیل کی تین صورتیں ہیں۔(۱)اس چیز کا وکیل بنایا جس کو خود نہیں کرسکتا ہے مثلاً بیوی کو طلاق دینا، غلام آزاد کرنا، ہبہ کرنا، صدقہ دینا یعنی ایسے تصرفات جن میں ضرر محض ہے ان میں اس کی توکیل صحیح نہیں۔(۲)اور اگر ایسے تصرفات میں وکیل بنایا جو نفع محض ہے تو یہ توکیل درست ہے مثلا ہبہ قبول کرنا، صدقہ قبول کرنا۔(۳)اگر ایسے تصرفات میں وکیل بنایا جن میں نفع وضرر دونوں ہوں جیسے بیع واجارہ وغیرہما اگر اس میں ولی نے تجارت کی اجازت دی ہوتو توکیل صحیح ہے ورنہ اجازت ولی پر موقوف رہے گی۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

''**فلا یصح التوکیل من الجنون والصبی الذی لا یعقل اصلا و کذا من الصبی العاقل بما لا یملکه بنفسه کالطلاق و العتاق و الھبة والصدقة و نحوھا من التصرفات الضارة المحضة و یصح بالتصرفات النافعة کقبول الھبة والصدقة من غیر اذن الولی و اما التصرفات الدائرة بین الضرر والنفع کالبیع و الاجارة فان کان**

مـاذونـا فـی التـجـارـة یـصح منه التوکیل وان کان محجورا ینعقد موقوفا علـی اجـازـة ولیـه او علی اذن ولیه بالتجارة کما اذا فعله بنفسه هکذا فی البدائع‘‘(ج:۳،ص: ۱۵۶۱،کتاب الوکالة)

تنویرالابصار مع درمختار میں ہے:

’’فلا یصـح تـوکیـل مجنون وصبی لا یعقل مطلقا وصبی یـعـقـل بتـصرف ضار نحو طلاق و عتاق و هبة و صدقة و صح بما یـنفعه بلا اذن ولیه کقبول هبة وصح بما تردد بین ضرر و نفع کبیع واجـارـة ان مـاذونـا و الا تـوقف علی اجازة ولیـه ‘‘(ج:۸،ص:۲۴۲ کتاب الوکالة)　　　　والله تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــــــــه

محمد توقیر رضا چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدیة بدارالخیرففوندالشریفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

مرتد کی توکیل صحیح ہے یا نہیں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ مرتد کی توکیل صحیح ہے یا نہیں؟

المستفتی

محمد سلطان، فتح پور

بسم الله الرحمن الرحیم ،حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

هو الهادی الی الصواب

اگر مرتد نے کسی کو وکیل بنایا تو یہ توکیل موقوف ہے اگر مسلمان ہو گیا تو نافذ ہے ورنہ اگر قتل کیا گیا یا دارالحرب چلا گیا تو باطل ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

’’وأماتوکیل المرتد فموقوف ان اسلم نفذ و الافان قتل أو مات أولحق بدارالحرب بطل عند ابی حنیفة رحمه الله تعالیٰ کذا فی البحر الرائق ‘‘(ج:۳،ص:۵۶۱کتاب الوکالة)

تنویرالابصار میں ہے:

’’وتوقف تـوکیـل مرتد فان اسلم نفذ و ان مات أو لحق أو قتل لا ‘‘(ج:۸،ص:۲۴۲کتاب الوکالة)　والله تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــــــــه

محمد توقیر رضا چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدیة دارالخیرففوندالشریفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

دین کو دشمن قرار دینا درست ہے یا نہیں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ خریداری یوں کی کہ تمہارے ذمہ جو میرے سو روپے دین ہیں اسی کے بدلے یہ سامان خریدا بیع صحیح ہے یا فاسد۔ بیان فرمائیں؟

المستفتی
محمد صادق عالم کشن گنج بہار

بسم الله الرحمن الرحیم ،حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

هو الهادی الی الصواب

بیع صحیح ہے۔

فتاویٰ بزازیہ میں ہے:

"رجل قال لمدیونه الذی علیه عشرة دراهم بعتنی هذا الثوب الآخر بما بقی من العشرة فقال نعم قد بعتک فهو جائز " (ج:۲،ص:۱۳۷)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــه
محمد توقیر رضا چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه
بالجامعة الصمدية بدار الخير ففوندالشريفة

الجواب صحیح
محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ
خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

خیار شرط اور خیار نقد کسے کہتے ہیں؟ اور اس کی اصل کیا ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ خیار شرط اور خیار نقد کسے کہتے ہیں؟ اور اس کی اصل کیا ہے؟

المستفتی
شمس الھدیٰ چشتی، فتح پور

بسم الله الرحمن الرحیم ،حامداو مصلیا ومسلما

الجواب

هو الهادی الی الصواب

بائع اور مشتری میں سے کسی ایک کو تین دن تک بیع کو فسخ اور باقی رکھنے کا جو اختیار ہے اسی کو خیار شرط کہتے ہیں۔

رد المحتار میں ہے:

"ان خیار الشرط مرکب اضافی صار علما فی اصطلاح الفقهاء علی ما یثبت لا حد المتعاقدین من الاختیار بین الامضاء والفسخ" (کتاب البیوع ،باب خیار الشرط، ج:۷،ص:۱۰۹)

بہار شریعت میں ہے:

"بائع و مشتری کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ قطعی طور پر بیع نہ کریں بلکہ عقد میں یہ شرط کردیں کہ اگر منظور نہ ہوا تو بیع باقی نہ رہے گی اسے خیار شرط کہتے ہیں"۔ (ج:۲،حصہ:۱۱،ص:۶۴۷،خیار شرط کا بیان)

خیار شرط کی اصل:

اس کی اصل وہ حدیث پاک ہے جو حبان بن منقذ بن عمرو انصاری سے مروی ہے کہ وہ بیع میں دھوکا کھا جاتے تھے تو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ان سے

فرمایا جب تم بیع کروتو کہہ دیا کرو کوئی زبردستی نہیں اور مجھ کو تین دن کا اختیار ہے اور تین دن سے زیادہ کا اختیار نہیں۔

ہدایہ آخرین میں ہے:

’’والاصل فیه ماروی ان حبان بن منقذبن عمر والانصاری کان یغبن فی البیاعات فقال له النبی صلی الله علیه وسلم اذا بایعت فقل لا خلابة ولی الخیار ثلثة ایام و لا یجوز اکثر منها‘‘(هدایه آخرین ،ص:۱۳، کتاب البیوع)

کنز الدقائق میں ہے:

’’والاصل فی ثبوته ماوراه ابن ماجه فی سننه ان حبان ابن منقذ بن عمرو کان رجلا قد اصابته آمة فی راسه فکسرت اسنانه و کان لا یدع الی ذالک التجارة فکان لا یزال یغبن فاتی النبی صلی الله علیه وسلم فذکر له ذلک فقال اذا انت بایعت فقل لا خلابة ثم انت فی سلعه ابتعتها بالخیار ثلث لیا ل فاذا رضیت فامسک و ان سخطت فارددها علی صاحبها‘‘(ج:۷،ص:۴، کتاب البیع)

خیار نقد:

مشتری نے بائع سے اس شرط پر بیع کی کہ اگر تین دن کے اندر ثمن ادا نہ کی تو بیع نہیں تو اگر تین دن کے اندر ثمن ادا نہ کی تو بیع منعقد نہ ہوگی اور اسی اختیار کو خیار نقد کہتے ہیں۔

ہدایہ آخرین میں ہے:

’’ولو اشتری علی انه ان لم ینعقد الثمن الی ثلثة ایام ......فلا بیع بینهما جاز‘‘(باب خیار الشرط،ص:۱۴)

البحر الرائق میں ہے:

’’ولو باع علی انه ان لم ینقد الثمن الی ثلثة ایام فلا بیع صح و الیٰ اربعة لا فان نقد فی الثلث صح‘‘(ج:۶،ص:۴تا۹، کتاب البیع)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

’’اذا باع علی انه ان لم ینقد الثمن الی ثلثة ایام فلا بیع بینهما فالبیع جائز‘‘(ج:۳،ص:۳۹، الباب السادس فی خیار الشرط)

تنویر الابصار میں ہے:

’’(فان اشتری) شخص شیئا (علی انه) ای المشتری (ان لم ینقد ثمنه الی ثلثة ایام فلا بیع صح) استحسانا.....(و) ان اشتری کذلک (الی اربعة) ایام (لا) یصح.....(فان نقد فی الثلثة جاز)‘‘(ج:۷،ص:۱۷۱، کتاب البیوع، باب خیار الشرط)

خیار نقد کی اصل:

خیار نقد کی اصل یہ ہے کہ یہ معناً خیار شرط ہی کی طرح ہے اس لیے کہ اگر کسی کے پاس ثمن نہ ہو تو ایسی صورت میں بیع کو فسخ کرنے کی ضرورت پیش آتی ہے۔ لہذا نقد کی شرط لگادی گئی تا کہ بیع کو فسخ کرنے کی صورت میں ٹال مٹول سے بچا جاسکے۔

ہدایہ آخرین میں ہے:

’’والاصل فیه ان هذا فی معنی اشتراط الخیار اذا الحاجة مست الی الانفساخ عند عدم النقدتحرزا عن المماطلة فی الفسخ فیکون ملحقابه‘‘(ہدایہ آخرین،ص:۱۴، کتاب البیوع)

کنز الدقائق میں ہے:

''والاصل فیہ ان ھذا فی معنی اشتراط الخیار اذا الحاجة مست الی الانفساخ عند عدم النقد تحرزا عن المماطلة فی الفسخ فیکون ملحقابه'' (ج:۶،ص:۹)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــہ

محمد آفتاب عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدیة ، بدارالخیر ففوند الشریفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

مسجد کے فریز ریا سمر سیبل سے پانی گھر لاکر استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ مسجد کے فریز ریا مسجد کے سمر سیبل سے پانی گھر لاکر استعمال کرنا جائز ہے یا نہیں، یوں ہی مسجد کا لوٹا، جاے نماز گھر لاکر استعمال کرنا درست ہے یا نہیں؟

المستفتی

محمد صدام چشتی، لکھیم پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامداومصلیا ومسلما

الجواب

اللهم هدایة الحق والصواب

مسجد کا فریز ریا سمر سیبل وغیرہ اگر مسجد ہی کے لیے وقف ہوں تو اس کے پانی کو گھر لاکر استعمال کرنا جائز نہیں، اور اگر لگے تو مسجد میں ہوں لیکن مسجد ہی کے لیے وقف نہ ہو بلکہ لگوانے والے نے اس نیت سے لگوایا ہو کہ مسجد کے نمازی بھی استعمال کریں اور باہر والے بھی تو اس کا استعمال جائز ہوگا۔ اس کے برخلاف مسجد کا لوٹا اور جاے نماز وغیرہ گھر لاکر استعمال کرنا مطلقاً جائز نہیں، اس لیے کہ لوٹا جاے نماز وغیرہ مسجد ہی کے لیے وقف ہوتے ہیں، اور گھر لاکر استعمال کرنے کی صورت میں واقف نے جس شرط کے ساتھ وقف کیا تھا اس کا بدلنا یا اس میں زیادتی کرنا لازم آتا ہے، جو جائز و درست نہیں ہے۔

الاشباہ والنظائر میں ہے:

'' شرط الواقف کنص الشارع، ای فی وجوب العمل به'' (ص: ۱۶۳)

عالم گیری میں ہے:

'' لو کان الوقف علی الفقراء فعند البعض لا تزاد علی الصفة التی کان علیها، وهو الاصح، کذا فی فتح القدیر''(ج:۲، الباب الثالث فی المصارف الفصل الاول فیما یکون مصرفا للوقف، ص:۳۶۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــہ

محمد آفتاب عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدیة ، بدارالخیر ففوند الشریفة

الجواب صحیح
محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ
خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

قبرستان کے درختوں کا حکم

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ قبرستان میں جو درخت کنارے کنارے لگائے گئے ہوں یا خود اُگ آئے ہوں، اس کی رقم مسجد مدرسہ یا امام کی تنخواہ میں صرف کرنا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی
مولانا اسلام چشتی، بہرائچ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامداو مصلیا ومسلما

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

قبرستان میں جو درخت ہیں اگر کسی نے اپنے لیے لگائے ہیں تو لگانے والا درخت کا مالک ہوگا اور اس کو اس میں تصرف کا اختیار ہوگا۔ چاہے اس کی آمدنی مسجد میں دے یا مدرسے میں، یا اپنے خرچے میں لائے، البتہ اس کا قبرستان میں اپنے لیے درخت لگانا ملک غیر میں تصرف کے سبب ناجائز وگناہ ہوگا۔ اور اگر خود بخود اُگ آئے ہیں یا لگانے والے کا پتہ نہیں تو وہ قبرستان کے قرار پائیں گے۔ اس کی رقم اسی قبرستان کی تعمیر یا اس کے مصالح میں استعمال کر سکتے ہیں۔ مسجد مدرسہ یا امام کی تنخواہ میں اس کا استعمال جائز نہیں۔

فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

" مقبرة عليها اشجار عظيمة فهذا علىٰ وجهين : اماان كانت الاشجار نابتة قبل اتخاذ الارض مقبرة او نبتت بعد اتخاذ الارض مقبرة ففي الوجه الاول المسئلة علىٰ قسمين : ان كانت الارض مملوكة لها مالك او كانت مواتا لا مالك لها واتخذها اهل القرية مقبرة ففي القسم الاول الاشجار باصلها علىٰ ملك رب الارض يصنع بالاشجار واصلها ماشاء وفي القسم الثاني الاشجار باصلها علىٰ حالها القديم ، وفي الوجه الثاني المسئلة علىٰ قسمين : اما ان علم لها غارس اولم يعلم ففي القسم الاول كانت للغارس وفي القسم الثاني الحكم في ذلك الى القاضي ان رأى بيعهاوصرف ثمنها الى عمارة المقبرة فله ذلك ، كذا في الواقعات الحسامية" (ج:۲.ص: .۴۷۳.۴۷۴ الباب الثاني في الرباطات والمقابر والخانات والحياض والسقايات،فصل في المسائل اللتي تعود الىٰ الاشجار اللتي في المقبرة واراضي الوقف وغير ذلك)

فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

"وان نبتت الاشجار فيها بعد اتخاذ الارض مقبرة فان علم غارسها كانت للغارس وان لم يعلم الغارس فالرأى فيها يكون للقاضي ، ان رأى ان يبيع الاشجار ويصرف ثمنها الى عمارة المقبرة فله ذلك ويكون في الحكم كانها وقف" (ج:۳،ص: ۳۱۱)

بہار شریعت میں ہے:

"قبرستان میں کسی نے درخت لگائے تو یہی شخص ان درختوں کا مالک ہے۔ اور درخت خودرو ہیں یا معلوم نہیں کس نے لگائے تو قبرستان کے قرار پائیں

گے"۔(ج:۲،حصہ:۱۰،ص:۵۶۶،قبرستان وغیرہ کا بیان)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــــــــــــــہ

محمد آفتاب عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية ، بدارالخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

مغربی طرز کے پیشاب خانوں میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنے کا حکم؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ آج کل کچھ ایسی نوعیت کے پیشاب خانے بن گئے ہیں جن میں لوگوں کو کھڑے ہوکر پیشاب کرنا پڑتا ہے سفر وحضر میں ایسے پیشاب خانوں میں کھڑے ہوکر پیشاب کر نا کیسا ہے؟

المستفتی

محمد شمساد پٹوری

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامدا و مصليا و مسلما

الجواب

هو الهادى الى الصواب

دور حاضر میں ایسے پیشاب خانے وجود میں آگئے ہیں جس کے سبب انسان کو سفر وحضر میں کھڑے ہوکر پیشاب کرنا ہوتا ہے اگر ایسی صورت درپیش ہو اور بیٹھ کر پیشاب کرنے کا نظم نہ ہوتو عذر کے سبب کھڑے ہوکر پیشاب کیا جا سکتا ہے مگر حسب امکان پیشاب کے چھینٹوں سے اپنی حفاظت کرے۔

ترمذی شریف میں ہے:

" عن حذيفة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتىٰ سباطةقوم فبال عليها قائما "

ترجمہ۔حضرت حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک قوم کے کوڑا خانے کے پاس تشریف لائے اور آپ نے کھڑے ہوکر استنجاء فرمایا ۔(ابواب الطہارت،ج:۱،ص:۴)

نسائی شریف میں ہے:

" عن حذيفة ان رسول الله صلى الله عليه وسلم اتىٰ سباطةقوم فبال عليها قائما "(ج:۱،ص:۵)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

" ويكره ان يبول قائما أو مضطجعا أو متجردا عن ثوبه من غير عذر فان كان بعذر فلا بأس به " (الفصل الثالث فی الاستنجاء ،ج:۱،ص:۵۰)

نورالایضاح میں ہے:

"يكره تحريماً..........البول قائما الا من عذر "(فصل فی الاستنجاء ،ص:۲۰)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــــــہ

محمد کوثر علی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية بدار الخير ففوندالشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

مسجد کے مائک سے نماز جنازہ یا دوسرے اعلانات کرنا کیسا ہے؟

مسـئلہ: کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مسجد کے مائک سے جنازہ، جلسہ اور جلوس کا اعلان کرنا یا بکرا یا بکری کھو جانے کا اعلان کرنا شرعاً کیسا ہے؟

المستفتی

مولانا محمد اصغر علی ہرپور بوچھا سمستی پور

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامدا و مصليا و مسلما

الجواب

اللهم هداية الحق و الصواب

اگر واقف نے یہ شرط لگادی کہ ہمارے وقف کردہ مائک کا استعمال فلاں ،فلاں امور میں ہوگا تو ان امور کے ماسوا میں اس کا استعمال جائز نہیں۔

الاشباہ و النظائر میں ہے:

"شـرط الـواقف كـنـص الشـارع اى فـى وجوب العمل بـه

"(کتاب الوقف ،ص:۱۶۳)

اور اگر اس نے کوئی شرط نہیں لگائی اور وہاں کے عرف میں اس کا استعمال تمام امور خیر میں ہوتا ہے ایسی صورت میں اس کا استعمال تمام امور مذکورہ بالا میں درست ہوگا۔

الاشباہ و النظائر میں ہے:

"العـادة الـمـطـردة هل تنزل منزلة الشرط؟ قال فی اجارة الـظهـيـرية: والـمـعـروف عرفا كالمشروط شرعا " (المبحث الثالث ،ص:۸۴)

لیکن گھوڑا بکری وغیرہ کا اعلان مسجد کے مائک سے مناسب نہیں۔

والله اعلم بالصواب

کتبـــــــــــــــہ

محمد کوثر علی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية بدار الخير ففوندالشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

نبی الدین یا نبی اللہ نام رکھنا کیسا ہے؟

مسـئلہ: کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ کسی بچے کا نام نبی الدین یا نبی اللہ رکھنا کیسا ہے؟

المستفتی

محمد چاند ہر پور بوچھا سمستی پور

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

دونوں نام رکھنا ناجائز وحرام ہے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''محمد نبی ،احمد نبی، نبی احمد صلی اللہ علیہ وسلم پر بے شمار درودیں یہ الفاظ کریمہ حضور پر ہی صادق اور حضور ہی کو زیبا ہیں ''افضل صلوات اللہ و اجل تسلیمات اللہ علیہ وعلی الہ '' دوسرے کے یہ نام رکھنا حرام ہیں کہ ان میں حقیقۃً ادعائے نبوت نہ ہونا مسلم ورنہ خالص کفر ہوتا مگر صورت ادعا ضرور ہے اور وہ بھی یقیناً حرام ہے.......... بعض ناخدا ترسوں کا نام نبی اللہ سنا ہے ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم کیا رسالت وختم نبوت کا ادعا حرام ہے اور نری نبوت کا حلال مسلمانوں پر لازم ہے کہ ایسے ناموں کو تبدیل کردیں'' (ج:۹،ص:۲۰۱)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ

محمد کوثر علی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقہ

بالجامعۃ الصمدیۃ بدار الخیر ففوندالشریفۃ

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

بفرسسٹم میں کھانا کھانا کیسا ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ آج کل باراتوں میں کھڑے کھڑے کھانے پینے کا رواج ہوتا جارہا ہے جسے بفرسسٹم کہتے ہیں اس میں کھانا برباد بھی بہت ہوتا ہے شرعاً اس کا کیا حکم ہے، نیز کھانا کھانے کا صحیح اسلامی طریقہ کیا ہے تحریر فرما کر ممنون فرمائیں؟ المستفتی

محمد ظفر اقبال قادری فتح پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق والصواب

کھڑے کھڑے کھانا کھانا انگریزوں کا طریقہ اور اسلامی تہذیب کے خلاف ایک برا فعل ہے لہذا مسلمانوں کو اس خلاف سنت روش سے باز آکر سنت طریقہ پر کھانا کھانا چاہیے، نیز کھانا برباد کرنا ناجائز وگناہ کہ اس میں تضییع مال و اسراف ہے جس کے متعلق قرآن پاک میں سخت وعید آئی ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

" کلوا واشربوا ولا تسرفوا انہ لا یحب المسرفین"

ترجمہ۔کھاؤ اور پیو اور حد سے نہ بڑھو بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں۔(پ:۸،س:اعراف،آیت:۳۱)

اور ایک جگہ یوں ارشاد فرمایا:

"ان المبذرین کانوا اخوان الشیطین"

ترجمہ۔ بے شک فضول خرچ والے شیطانوں کے بھائی ہیں ۔(پ:۱۵،
س:بنی اسرائیل،آیت:۲۷)

کھانا کھانے کا اسلامی طریقہ یہ ہے کہ کھانا کھانے سے پہلے دونوں ہاتھوں کو دھولے، داہنے ہاتھ سے کھائے اور سرڈھانپ لے، دسترخوان بچھالے اور کھانے کے وقت بایاں پاؤں بچھادے یا داہنا کھڑا رکھے یا سرین پر بیٹھے اور دونو ں گھٹنے کھڑے رکھے یا دوزانو ہوکر بیٹھے، بسم اللہ شریف پڑھ کر شروع کرے اور کھانا کھانے کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو دھولے اور الحمدللہ کہے۔

بخاری شریف میں ہے:

"قال الوليد بن كثير اخبرني انه سمع وهب بن كيسان يقول انه سمع عمر بن ابى سلمة يقول كنت غلاما فى حجر رسول الله صلى الله عليه وسلم وكانت يدى تطيش فى الصحفة فقال لى رسول الله صلى الله عليه وسلم يا غلام سم الله وكل بيمينك"(باب التسمية على الطعام،ج:۲،ص:۸۰۹)

بخاری شریف میں ہے:

"قيل لقتادة فعلى ما كانوا يأكلون قال على السفر"

ترجمہ۔حضرت قتادہ سے کہا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و دیگر لوگ کس چیز پر کھاتے تھے تو انہوں نے کہا دسترخوان پر۔(باب الخبز المرقق ،ج:۲،ص:۸۱۱)

مسلم شریف میں ہے:

"عن انس بن مالک قال رأيت النبى صلى الله عليه وسلم مقعيا يأكل تمرا"

ترجمہ۔حضرت انس بن مالک سے مروی ہے کہ انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو کھجور کھاتے دیکھا کہ حضور سرین پر اس طرح بیٹھے تھے کہ دونوں گھٹنے کھڑے تھے"(ج:۲،ص:۱۸۰)

بخاری شریف میں ہے:

"عن ابى امامة ان النبى صلى الله عليه وسلم كان اذا رفع مائدته قال الحمد لله"

ترجمہ۔حضرت ابوامامہ سے مروی ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کھانے سے مکمل فارغ ہوجاتے تو کہتے الحمدللہ۔(كتاب الاطعمه،ج:۲،ص:۲۰۸)

فتاویٰ قاضی خاں میں ہے:

"والسنة ان يغسل اليد قبل الطعام و بعده" (كتاب الحظر والاباحة،ج:۳،ص:۴۰۵)

والله تعالىٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــــہ

محمد کوثر علی

الطالب فى صف الاختصاص فى الفقه

بالجامعة الصمدية بدار الخير ففوندالشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

اپنے بچوں کو کسی دیوبندی سے تعلیم دلوانا جائز ہے یا نہیں ؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ اپنے بچوں کو کسی دیوبندی سے تعلیم دلوانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی

عبداللہ کان پور

بسم الله الرحمن الرحیم، حامداو مصلیا و مسلما

الجواب

بعون الملک الوھاب

وہابی دیوبندی استاذ سے تعلیم حاصل کرنا اور دلوانا دونوں حرام ہیں۔ اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ دیوبندی سے پڑھانے کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

’’حرام حرام حرام، اور جو ایسا کرے بدخواہ اطفال ومبتلائے آثام، **قال الله تعالیٰ : یایھا الذین اٰ منوا قوا انفسکم واھلیکم نار اً**‘‘ ترجمہ: اے ایمان والو اپنے آپ کو اور اپنے اہل وعیال کو آگ سے بچاؤ۔ (فتاویٰ رضویہ، ج:۹، ص: ۲۰۷، نصف اول)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــــــــــــــــــــــــــہ

صاحب عالم قادری

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدیة بدار الخیر ففوندالشریفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

غیر عالم پیر کا وعظ کہنا کیسا ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ غیر عالم کو وعظ کہنا کیسا ہے؟ دور حاضر میں کچھ ایسے پیر اور پیرزادے ہیں جن کا علم دین سے کوئی تعلق نہیں پھر بھی پیرانہ زعم میں لچھے دار تقریر فرماتے ہیں ان کی یہ روش شرعاً کیسی ہے؟

المستفتی

زید رضا چشتی، لکھیم پور

بسم الله الرحمن الرحیم ،حامداو مصلیا و مسلما

الجواب

هو الهادی الی الصواب

غیر عالم کو وعظ کہنا ناجائز و گناہ ہے خواہ وہ پیر ہوں یا پیرزادے اس لیے کہ وعظ کے لیے بقدر ضرورت علم درکار ہے اور جاہل اس سے خالی ہے جس کے سبب دوران وعظ اس سے خطا کا زیادہ اندیشہ ہے کہ جاہل جتنا سنوارنے کی کوشش کرے گا اس سے زیادہ بگاڑے گا۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

’’جاہل کو وعظ کہنے کی اجازت نہیں وہ جتنا سنوارے گا اس زیادہ بگاڑے گا‘‘۔ (ج:۹، ص:۳۰۸)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــــــــــہ
محمد آفتاب عالم چشتی
الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه
بالجامعة الصمدية ، بدار الخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح
محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ
خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

کافر کی تعزیت کے لیے جانا کیسا ہے؟

مسئله: کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ اگر کوئی کافر مر جائے اور اس سے دنیوی تعلقات ہوں تو اس کے گھر مزاج پرسی کے لیے جانا جائز ہے یا نہیں۔ **المستفتی**
راحت علی افسریا، کان پور دیہات

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامدا و مصليا و مسلما

الجواب

هو الهادی الی الصواب

دنیوی تعلقات نبھانے کے لیے کافر کے مرنے پر مزاج پرسی کے لیے جانا جائز ودرست ہے البتہ اس کے لیے دعائے مغفرت نہ کرے کہ یہ کفر ہے۔
ردالمحتار میں:
”جار يهودی او مجوسی مات ابن له او قريب ينبغی ان يعزيه(كتاب الحظر والاباحة باب الاستبراء وغيره، ج: ۹ ص:۵۵۷)

فتاویٰ شامی میں ہے:
”ان الدعا بالمغفرة للكافر كفر لطلبه تكذيب الله تعالىٰ فيما اخبر به“(ج:۲،ص:۲۳۶،مطلب:فی الدعاء المحرم)
فتاویٰ رضویہ میں ہے حلیہ کے حوالے سے ہے:
”الدعاء بالمغفرة للكافر كفر لطلبه تكذيب الله تعالىٰ فيما اخبر به“(ج:۴،ص:۵۳)
بہارشریعت میں ہے:
”کافر کے لیے مغفرت کی دعا ہرگز ہرگز نہ کرے۔(حصہ:۱۶،ص:۲۵۷،متفرقات،)
والله تعالىٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــــــــــہ
صاحب عالم قادری
الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه
بالجامعة الصمدية،بدار الخير ففوند الشريفه

الجواب صحیح
محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ
خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

نابالغ بچوں سے پانی بھروانا کیسا ہے؟

مسئله : کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ آج کل عموماً مدرسین نابالغ بچوں سے پانی بھروا لیتے ہیں اس سے وضو بھی کرتے ہیں اور غسل بھی ایسا کرنا درست ہے یا نہیں نیز ایسے پانی سے غسل یا وضو ہو گا یا نہیں؟

المستفتی
محمد معین اشرف، دھاتا فتح پور

بسم الله الرحمن الرحیم ،حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

هو الهادی الی الصواب

صورت مذکورہ میں مدرسین کا یہ فعل ناجائز وحرام ہے۔ہاں اگر اس پانی سے وضو کرلیا تو ہوجائے گا مگر گناہ گار ہوں گے۔

بہار شریعت میں ہے:

’’نابالغ کا بھرا ہوا پانی کہ شرعاً اس کی ملک ہو جائے اسے پینا یا وضو یا غسل یا کسی کام میں لانا اس کے ماں باپ یا جس کا وہ نوکر ہے اس کے سوا کسی کو جائز نہیں ہے۔اگر چہ وہ اجازت بھی دے دے اگر وضو کرلیا تو وضو ہوجائے گا اور گناہ گار ہوگا۔یہاں سے معلمین کو سبق لینا چاہیے کہ اکثر وہ نابالغ بچوں سے پانی بھروا کر اپنے کام لایا کرتے ہیں اسی طرح بالغ کا بھرا ہوا بغیر اجازت صرف کرنا بھی حرام ہے۔(ص:۳۳۴،پانی کا بیان) **والله تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبـــــــــــــــــــــــه

صاحب عالم قادری

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدیة ففوند الشریفه

الجواب صحیح
محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ
خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف ☆☆☆☆☆

بوقت ذبح جانور کو ضرورت سے زیادہ تکلیف دینا کیسا ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ جو لوگ پچاس ساٹھ کلو مرغے کا گوشت خریدتے ہیں اور مرغا بیچنے والا کھڑے کھڑے مرغے کی گردن پر چھری چلاتا ہے یہ طریقہ درست ہے یا نہیں۔

المستفتی
محمد عرفان چشتی، چھترپور

بسم الله الرحمن الرحیم ،حامداومصلیا ومسلما

الجواب

هو الهادی الی الصواب

ہر وہ فعل جس سے جانور کو بلا حاجت تکلیف پہونچے مکروہ ہے لہذا فعل مذکور کراہت سے خالی نہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

’’**ان کل ما فیه زیادة الم لا یحتاج الیه الذکاة مکروه کذا فی الکافی**‘‘(ج:۵۔ص:۲۸۸،کتاب الذبائح)

تنویر الابصار مع درمختار میں ہے:

’’**(و) کره کل تعذیب بلا فائدة**‘‘(ج:۹،ص:۴۲۷،کتاب الذبائح)

ہدایہ میں ہے:

’’**والحاصل ان ما فیه زیادة ایلام لا یحتاج الیه فی الذکاة مکروه**‘‘(ج:۲،ص:۴۳۹،کتاب الذبائح)

مبسوط کی درج ذیل عبارت بھی اسی حکم کی نشاندہی کرتی ہے:

" و اذا ذبحت شاة من قبل القفاه فقطع الاكثر من هذهٖ الاشياء قبل ان تموت حلت لتمام فعل الذكاة و ان ماتت قبل قطع الاكثر لم تحل لانها ماتت بالجرح لا بالذبح فی المذبح و لانه لا يثبت الحل عند القدرة على المذبح و يكره هذا الفعل لما فيه من زيادة ايلام غير محتاج اليه "(ج:٦،ص:۴،کتاب الذبائح)

بہارشریعت میں ہے:

''ہر وہ فعل جس سے جانور کو بلا فائدہ تکلیف پہونچے مکروہ ہے۔(ذبح کا بیان،ج:۳،ص:۳۱۵) واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــــــــــہ

محمد آفتاب عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية ، بدارالخير ففوند الشريفة

الجواب صحيح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

گھر کے سارے مالک نصاب افراد پر قربانی واجب ہے؟

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ اگر گھر میں دس لوگ رہتے ہوں اور سب مالک نصاب ہوں تو قربانی گھر کے ذمہ دار پر واجب ہوگی یا سب پر؟

المستفتی

محمد علاء الدین رضوی، گوپی گنج بھدوہی

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامداومصليا ومسلما

الجواب

هو الهادى الى الصواب

صورت مذکورہ بالا میں گھر کے تمام افراد پر اپنی طرف سے مستقلاً قربانی واجب ہوگی،گھر کے ذمہ دار کی قربانی سے ان سب کا واجب ادا نہ ہوگا۔

تنویرالابصار میں ہے:

''تجب على حر مسلم مقيم موسر عن نفسه''

(ج:۲،ص:۲٦٧،کتاب الاضحية)

ہدایہ میں ہے:

'' الاضحية واجبة على كل حر مسلم مقيم موسر فى يوم الاضحى عن نفسه''(ج:۲،ص:۴۴۳،کتاب الاضحية)

الجوهرة النيرة میں ہے:

''قال رحمه الله الاضحية واجبة على كل حر مسلم مقيم موسر فى يوم الاضحى''(ج:۲،ص:۲٦٧،کتاب الاضحية)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''ایک قربانی نہ سب کی طرف سے ہوسکتی ہے نہ سوا مالک نصاب کے اور پر واجب ہے اگر اس کی بالغ اولاد میں کوئی خود صاحب نصاب ہو تو وہ اپنی قربانی جدا کرے''۔(ج:۸،ص:۳۹۲)

بہارشریعت میں ہے:

''جو شخص دوسو درہم یا بیس دینار کا مالک ہو یا حاجت کے سوا کسی ایسی چیز

کا مالک ہو جس کی قیمت دوسو درھم ہو وہ غنی ہے اس پر قربانی واجب ہے''۔(اضحیہ یعنی قربانی کا بیان، ج:۳، حصہ:۱۵، ص:۳۳۳)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــہ

محمد آفتاب عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية ، بدارالخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

دلالی کی آمدنی جائز ہے یا ناجائز؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ مکان یا پلاٹ کی دلالی سے جو پیسہ کمایا جائے وہ جائز ہے یا نہیں، نیز اس پیسے سے فاتحہ دلانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی

محمد ارشاد چشتی، باندہ

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامداومصليا و مسلما

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

دلالی جائز و درست ہے، اور اس سے کمایا گیا مال، مالِ حلال ہے۔

درمختار میں ہے:

''ان دلنی علیٰ کذافدله، فله اجر مثله ان مشی لاجله''(ج:۱، ص:۱۳۰، کتاب الاجارة، باب فسخ الاجارة)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''کسی نے ویسے ہی کچھ انعام دیا، ہبہ کیا یا سینے، پرونے وغیرہا، افعالِ جائزہ کی اجرت میں لیا کہ یہ سب حلال ہے اور اس سے جو کچھ حاصل کیا جائے گا وہ سب حلال ہے''(ج:۹، ص:۸۶)

لہٰذا دلالی کے ذریعہ کمائے گئے پیسے سے فاتحہ دلانا یا اس کے علاوہ دوسرے امور خیر میں صرف کرنا جائز و درست ہے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــہ

محمد آفتاب عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية ، بدارالخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی میت کے جنازہ میں کاندھا لگایا ہے یا نہیں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ ذیل میں کہ

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی میت کے جنازہ کو کاندھا لگایا ہے یا نہیں، اور جنازہ کو کاندھا لگانے کا اسلامی طریقہ کیا ہے تحریر فرمائیں؟

المستفتی
ظفر اقبال قادری، فتح پور

بسم الله الرحمن الرحیم ،حامداو مصلیا و مسلما

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازے میں کاندھا دیا۔

الجوهرة النيرة میں ہے:

"فقد حمل الجنازة سيد المر سلين فانه حمل جنازة سعد بن معاذ"(ج: ۱ ، ص: ۱۳۰ ، باب الجنائز)

بہار شریعت میں ہے:

"حضور سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم نے سعد بن معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ اٹھایا"(ج:۱ص:۸۲۲)

جنازے میں کاندھا لگانے کا اسلامی طریقہ: پہلے داہنے سرہانے پھر داہنے پائینتی پھر بائیں سرہانے پھر بائیں پائینتی، اور دس دس قدم چلے۔

فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

" فيحمله علىٰ عاتقه الايمن ثم المؤخر الايمن ، علىٰ عاتقه الايمن ثم المقدم الايسر علىٰ عاتقه الايسر ثم المؤخر الايسر علىٰ عاتقه الايسر ، هكذا فی التبيين "(ج: ۱ ،ص: ۱۶۲ . باب الجنائز)

المبسوط میں ہے:

" السنة فی حمل الجنازة ، ينبغی له ان يحملها من جوانب الاربعة يبتدأ با الايمن المقدم لان النبی عليه الصلاة والسلام كان يحب التيامن فی كل شئی ، والمقدم اول الجنازة ، والبداء ة با لمشئی من اوله ، ثم با الايمن المؤخر ثم بالايسر المقدم ثم با الايسر المؤخر"(ج: ۱ ،نصف ثانی . ص: ۵۲، ۵۱.باب الجنائز)

والله تعالىٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــہ

محمد افسر عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية ، بدار الخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

مسلمان کا ذبیحہ کافروں کی دکان سے خریدنا کیسا ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرعِ متین مسئلہ ذیل میں کہ ہمارے یہاں کچھ اہل ہنود بکری کا گوشت بیچتے ہیں اور وہ مسلمان سے بکری کو ذبح کرواتے ہیں اس گوشت کو کافر کی دکان سے خریدنا اور کھانا جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی
زید رضا چشتی لکھیم پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق الی الصواب

صورت مذکورہ میں جب تک گوشت مسلمان کی نظر سے غائب نہ ہوا س کا خریدنا اور کھانا دونوں جائز ہے اور اگر مسلمان کی نظر سے غائب ہو گیا تو خریدنا اور کھانا دونوں جائز نہیں کیوں کہ حلت وحرمت او رطہارت ونجاست یہ امور دیانت میں سے ہیں اور امور دیانت میں کافر کی خبر غیر معتبر ہے۔

قرآن کریم میں فرمایا:

''لن یجعل اللہ للکفرین علی المؤمنین سبیلا ''(سورۃ النساء ،آیت نمبر:۱۴۱)

درمختار میں ہے:

''ان خبر الکافر مقبول بالاجماع فی المعاملات لا فی الدیانات'' (ج: ۹،ص:۴۹۷،کتاب الحظر و الاباحۃ)

فتاویٰ شامی میں ہے:

''من اشتری لحما فعلم انہ مجوسی و ارادالرد فقال ذبحہ مسلم یکرہ اکلہ'' (شامی،ج:۹،ص:۴۹۷)

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ

محمد افسر عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقہ

بالجامعۃ الصمدیۃ ، بدارالخیر ففوند الشریفۃ

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

بڑے جانور میں ایک حصہ دیوبندی کا ہو تو قربانی ہوگی یا نہیں؟

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بڑا جانور قربانی کے لیے خریدا گیا جس میں چھ حصے سنی صحیح العقیدہ مسلمانوں کے تھے اور ایک حصہ دیوبندی وہابی کا شامل ہو گیا ایسی صورت میں قربانی ہوگی یا نہیں حوالے کے ساتھ تحریر فرمائیں ،نیز یہ بھی واضح فرمادیں کہ کسی بڑے جانور میں قربانی اور عقیقہ دونوں ساتھ میں ہوسکتا ہے یا نہیں؟

المستفتی

محمد صدام سیتامڑھی بہار

بسم اللہ الرحمن الرحیم ، حامداومصلیا ومسلما

الجواب

اللھم ھدایۃ الحق و الصواب

(۱)صورت مذکورہ میں کسی کی قربانی نہیں ہوگی کیوں کہ قربانی کے تمام شرکاء کا مسلمان ہونا اور نیت تقرب کا ہونا ضروری ہے۔

ہدایہ آخرین میں ہے:

''ان کان شریک الستۃ نصرانیا اورجلا یرید اللحم لم یجز عن واحد منھم'' (ھدایہ آخرین ،ص:۴۳۳،کتاب الاضحیۃ)

فتاویٰ عالم گیری میں ہے:

" او کان شریک السبع من یرید اللحم او کان نصرانیا و نحو ذلک لایجوز للآخرین ایضا کذا فی السراجیه"(ج:۵،ص:۳۰۴)

تنویر الابصار میں ہے:

"ان کان شریک الستة نصرانیا او مریدا اللحم لم یجز عن واحد"(ج:۹،ص:۴۷۲،کتاب الاضحیة)

بہار شریعت میں ہے:

" گائے کے شرکاء میں سے ایک کافر ہے یا ان میں ایک شخص کا مقصود قربانی نہیں ہے بلکہ گوشت حاصل کرنا ہے تو کسی کی قربانی نہ ہوئی" (ج:۳،ص:۳۳۴، قربانی کے جانور کا بیان)

(۲) بڑے جانور میں قربانی اور عقیقہ دونوں ساتھ میں جائز و درست ہیں کیوں کہ عقیقہ اور قربانی دونوں اراقۃ الدم لوجہ اللہ ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

" ولو ارادوا القربة الاضحية او غيرها من القرب اجزأهم سواء كانت القربة و اجبة او تطوعا او وجب على البعض دون البعض و سواء اتفقت جهات القربة او اختلفت"(فتاویٰ عالمگیری ،ج:۵،ص:۳۰۴)

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

عقیقہ اور قربانی دونوں اراقت دم لوجہ اللہ ہیں اور اسی کلیہ میں داخل کہ

"ماكان له ولغيره فهو لغيره وما كان خالصا له فهو ،وان

تعددت الوجوه ولذا جاز التصدق على فقيرين بالاشتراك و لامشاع ،لان المقصود وجه الله تعالىٰ وهو واحد بخلاف الهبة"(ج:۸ص:۵۴۷،کتاب العقیقة)

بہار شریعت میں ہے:

" گائے کی قربانی ہوئی اس میں عقیقہ کی شرکت ہوسکتی ہے" (ج:۳،ص:۳۵۷)

والله تعالىٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــہ

محمد افسر عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية ، بدار الخير ففوند الشريفة

الجواب صحيح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

دنیا میں سب سے افضل پانی کون ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ دنیا میں سب سے افضل پانی کون ہے؟

المستفتی

محمد خوشتر کشن گنج، بہار

بسم الله الرحمن الرحيم ، حامداو مصليا ومسلما

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

جو پانی سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگشت مبارک سے نکلا وہ پانی دنیا کے تمام پانیوں سے افضل ہے۔

مشکوٰۃ شریف میں ہے:

"عن جابر قال عطش الناس يوم الحديبية و رسول الله صلى الله عليه وسلم بين يديه ركوة فتوضأ منها ثم اقبل الناس نحوه قالوا ليس عند نا ماء نتوضأ به و نشرب الا فى ركوتك فوضع النبى صلى الله عليه وسلم يده فى الركوة فجعل الماء يفور من بين اصابعه كامثال العيون قال فشربنا و توضأنا قيل لجابر كم كنتم قال لو كنا مائة الف لكفانا كنا خمس عشرة مائة" (ص: ۵۳۲، باب فی المعجزات)

اسی حدیث کے تحت مرقات میں ہے "**اى جميعنا فطوبىٰ لهم من طهارة الظاهر والباطن من ذلك الماء الذى هو افضل من جنس الماء المعين والله الموفق والمعين**"

الاشباہ والنظائر میں ہے:

"ماافضل المياه ؟فقل :مانبع من اصابعه صلى الله عليه وسلم" (کتاب الطہارۃ، ص: ۳۴۱)

والله تعالىٰ اعلم بالصواب

کتبــــــــــــــــــــــــــــــہ

محمد افسر عالم چشتی

الطالب فى صف الاختصاص فى الفقه

بالجامعة الصمدية ، بدارالخير ففوند الشريفة

الجواب صحيح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

مرد کو چوٹی یا جوڑا باندھنا اور کندھوں کے نیچے بال لٹکانا کیسا ہے؟

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ مرد کو چوٹی یا جوڑا باندھنا یا کندھوں کے نیچے بال لٹکانا شرعاً کیسا ہے؟

المستفتی

محمد اختر حسین، کشن گنج

بسم الله الرحمن الرحيم ، حامداو مصليا ومسلما

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

مرد کا چوٹی یا جوڑا باندھنا یا کاندھوں کے نیچے بال لٹکانا شرعاً ناجائز وگناہ اور عورتوں سے تشبیہ اور بحکم احادیث صحیحہ معاذ اللہ باعث لعنت ہے۔

حدیث پاک میں ہے:

"لعن النبى صلى الله عليه وسلم المتشبهين من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال" (بخاری شریف، ج: ۲، ص: ۸۷۴، کتاب اللباس)

مشکوٰۃ شریف میں ہے:

" قال النبی صلی الله علیه وسلم لعن الله المتشبهین من الرجال بالنساء والمتشبهات من النساء بالرجال" (ص:۳۸۰،باب الترجل)

بہار شریعت میں ہے:

''مرد کو یہ جائز نہیں کہ عورتوں کی طرح بال بڑھائے......اور بعض چوٹیاں گوندتے ہیں یا جوڑے بنا لیتے ہیں یہ سب ناجائز کام اور خلاف شرع ہیں''(ج:۳،ص:۵۸۷) **والله تعالیٰ اعلم با الصواب**

کتبــــــــــــــــــــــہ

محمد افسر عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية ، بدارالخیر ففوند الشریفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

مکانوں کی دیواروں پر یااللہ، یامحمد لکھنا کیسا ہے؟

مسئلہ : کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ بعض مقامات پر دیکھا گیا ہے کہ لوگ مسجدوں یا اپنے مکانوں کی دیوار پر یااللہ یا محمد لکھ دیتے ہیں عرض یہ ہے کہ سرکار صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح نام پاک لے کر پکارنا یا لکھنا کیسا ہے؟

المستفتی

محمد گلشاد گھاٹمپور

بسم الرحمن الرحم ، حامداومصلیا ومسلما

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کا صریح نام پاک لکھنا اور پکارنا دونوں جائز و درست نہیں بلکہ اس کی جگہ یارسول اللہ یا نبی اللہ وغیرہ ہونا چاہیے ۔

قرآن کریم نے فرمایا:

" لاتجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضا"

(سورۃ النور ،آیت نمبر:٦٣)

ترجمہ۔رسول کے پکارنے کو آپس میں ایسا نہ ٹھہرا لو جیسا تم میں ایک دوسرے کو پکارتا ہے۔

اس آیت کے تحت تفسیر جلالین میں ہے:

"بان تقولوا یا محمد بل قولوا یا نبی الله یا رسول الله"(ص:۳۰۲)

بہتر یہ ہے کہ مسجدوں یا مکانوں کی دیوار پر یااللہ اور یا محمد کی جگہ یارسول اللہ یا نبی اللہ شیشہ میں لکھ کر نصب کریں۔تا کہ دیوار کا رنگ یا چونا وغیرہ جھڑنے کی صورت میں بے ادبی نہ ہونے پائے۔

فتاویٰ رضویہ میں ہے:

''حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک لے کر ندا نہ چاہیے بلکہ اس کی جگہ یا رسول اللہ اور دیوار پر کندہ کرنے سے بہتر یہ ہے کہ آئینہ میں لکھ کر نصب

کریں‘‘(ج:۶،ص:۳۷۳) **واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبـــــــــــــــــہ

محمد افسر عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية، بدارالخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

قربانی کے لیے خریدی ہوئی گائے گابھن نکل آئے تو؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ قربانی کے لیے جانوار خریدا گیا بعد میں معلوم ہوا کہ خریدی گئی گائے چھ مہینے کی گابھن ہے ڈاکٹروں نے بھی اس کی تصدیق کردی اب اس گائے کی قربانی جائز ہے یا نہیں؟

المستفتی

محمد سعید اللہ، فتح پور

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامداو مصليا ومسلما

الجواب

ھو الهادی الی الصواب

اس حاملہ گائے کی قربانی جس کے بچہ میں ابھی تک جان نہیں پڑی ہے بالاتفاق جائز ودرست ہے مگر جان پڑ جانے کے بعد اس کی قربانی امام اعظم علیہ الرحمہ کے نزدیک کراہت تنزیہیہ کے ساتھ جائز ہے اور صاحبین کے نزدیک بلا

کراھت جائز ہے بہر حال قربانی دونوں صورتوں میں ہوجائے گی لیکن اگر حمل کا علم پہلے سے ہوجائے تو اس جانور کی قربانی نہ کرنا اولیٰ ہے۔

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

” شاة أوبقرة أشرفت على الولادة قالوا يكره ذبحها لان فيه تضيع الولد و هذا اقول ابی حنيفة رحمه الله تعالیٰ............كذا فی فتاویٰ قاضيخان “(ج:۵،ص:۲۸۷)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــــہ

محمد توقیر رضا چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية بدارالخير ففوندالشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

ھُنڈ ی کسے کہتے ہیں اور اس کا کیا حکم ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیانِ شرع متین مسئلہ ذیل میں کہ ہنڈی کسے کہتے ہیں اور اس کا کیا حکم ہے تفصیل سے بیان فرئیں؟

المسفتی

محمد تنزیل، اتر دیناج پور

بسم الله الرحمن الرحيم ، حامداومصليا ومسلما

الجواب

اللهم هداية الحق والصواب

اعلیٰ حضرت علیہ الرحمۃ والرضوان ہنڈی کی تعریف کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں:

"زید عمرو کے پاس کچھ روپیہ بطور قرض اس شرط پر جمع کرے کہ یہ روپیہ فلاں شہر میں فلاں شخص کو ادا کیا جائے، یا یہ کہ میں خود فلاں شہر میں پاؤں اس کا نام ہنڈی ہے، یہ ناجائز و گناہ ہے اور اس پر جو بعض وقت کمی بیشی ہوتی ہے جسے مِتی کہتے ہیں وہ نرا سود اور حرام قطعی ہے اور بطور قرض دینے سے یہ مراد نہیں کہ قرض کہہ کر دے بلکہ جب معاملہ یوں ہو کہ اگر یہ روپیہ عمرو کے پاس سے بے اس کے قصور کے گم ہو جائے، چوری ہو جائے کسی طرح جاتا رہے جب بھی زید اپنا روپیہ اس سے بھروالے تو اسی کا نام قرض ہے اگرچہ دیتے وقت قرض کا لفظ نہ کہا ہو جمع کرنا کہا ہو جو امانت کو بھی شامل ہے اور یہاں عام طور پر یہی ہے کہ عمرو کو ہر طرح اس روپے کا دین دار جانیں گے اور کسی طرح ضائع ہو بے تاوان لیے نہ مانیں گے تو معلوم ہوا کہ امانت نہیں بلکہ قرض ہے، امانت ہوتی تو بے اس کے قصور کے اگر روپیہ جاتا رہتا تو اس سے کچھ نہ لیا جاتا، مع ہذا یہاں جمع کرنا اور دوسری جگہ اس کا عوض لینا یہ خود ہی حاصلِ قرض ہے، امانت تو بعینھا واپس لی جاتی ہے نہ اس کا عوض۔ اور جب یہ قرض دینا ہوا اور زید اس میں یہ فائدہ پاتا ہے کہ اگر روپیہ کسی کے ہاتھ اس شہر کو بھیجتا یا اپنے ساتھ لے جاتا تو راستے میں جاتے رہنے کا اندیشہ تھا، عمرو کو بطور قرض دینے سے یہ اندیشہ جاتا رہا تو یہ ایک نفع ہے کہ زید نے قرض دے کر حاصل کیا اور قرض دینے والے کو قرض پر جو نفع جو فائدہ حاصل ہو وہ سب سود اور نرا حرام ہے۔ حدیث پاک میں ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں

:"**كل قرض جر منفعة فهو ربا**" قرض سے جو فائدہ حاصل کیا جائے وہ سود ہے، لہذا ہنڈی ناجائز ہوئی، ردالمحتار میں ہے: **صورتها ان يدفع الىٰ تاجر مالا قرضا ليدفعه الىٰ صديقه وانما يدفعه قرضا لا امانة يستفيد به سقوط خطر الطريق وقيل هي ان يقرض انسانا ليقضيه المستقرض فی بلد يريد المقرض يستفيد به سقوط خطر الطريق كفاية** (فتاویٰ رضویہ ۷/۲۸۹) **والله تعالیٰ اعلم بالصواب**

كتبــــــه

محمد توقیر رضا چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية، بدار الخير ففوند الشريفة

الجواب صحيح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

شہادت کسے کہتے ہیں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ شہادت کسے کہتے ہیں؟

المستفتی

محمد سعید حسن، باگی جالون

بسم الله الرحمن الرحيم، حامدا و مصليا و مسلما

الجواب

هو الهادی الی الصواب

کسی حق کے ثابت کرنے کے لیے مجلس قاضی میں لفظ شہادت کے ساتھ سچی خبر دینے کو شہادت یا گواہی کہتے ہیں۔

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

’’فهو اخبار صدق لاثبات حق بلفظ الشهادة فی مجلس القضاء هكذا فی فتح القدير ‘‘(ج:۳،ص:۴۵۰)

تنویرالابصار میں ہے:

’’هی اخبار صدق لاثبات حق بلفظ الشهادة فی مجلس القاضی‘‘(ج:۸،ص:۱۷۲) **والله تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبـــــــــــــــــہ

محمد توقیر رضا چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية بدار الخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

شہادت کا نصاب کیا ہے؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین و مفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ شہادت کا نصاب مختلف ابواب فقہ میں کتنے مردوں اور عورتوں یا صرف عورتوں سے پورا ہوگا؟

المستفتی

محمد اظہر حسین، جالون

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامداو مصليا و مسلما

الجواب

هو الهادی الی الصواب

نصاب شہادت زنا میں چار مردوں سے پورا ہوگا بقیہ حدود و قصاص میں دو مردوں سے ان دونوں قسموں میں عورتوں کی گواہی معتبر نہیں اسی طرح کسی کافر مرد کے اسلام لانے اور کسی مسلمان کے مرتد ہونے کا ثبوت بھی دو مردوں کی گواہی سے ہوگا اور ولادت بکارت اور عورتوں کے وہ عیوب جن پر مردوں کو اطلاع نہیں ہوتی اور وہ بچہ جو زندہ پیدا ہوا اور وقت پیدائش رویا تھا اس کی نماز جنازہ پڑھنے کے متعلق ایک مسلمان آزاد عورت کی گواہی کافی ہے اور دو ہوں تو بہتر ان کے علاوہ دیگر معاملات میں دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی معتبر ہے جس حق کی شہادت دی گئی ہو وہ مال ہو یا غیر مال مثلا نکاح، طلاق، عتاق، وکالت کہ یہ مال نہیں۔

تنویرالابصار مع درمختار میں ہے:

’’ونصابها للزنا أربعة رجال و لبقية الحدود و القودو منه اسلام كافر ذكر و ردة مسلم رجلان و للولادة واستهلال الصبی للصلاة عليه والبكارة و عيوب النساء فيما لا يطلع عليه الرجال امرأة حرة مسلمة و الثنتان احوط و نصابها لغيرها من الحقوق سواء كان الحق مالا أو غير ه كنكاح و طلاق و وكالة و وصية و استهلال صبی ولو للارث رجلان الا فی حوادث صبيان المكتب

فانہ یقبل فیھاشھادۃ المعلم منفردا قھستانی عن التنجیس أو رجل و امرأتان ''(ج:۸،ص:۱۷۶تا۱۷۸)

فتاویٰ ہندیہ میں ہے:

''أماأقسام الشھادۃ فمنھا الشھادۃ علی الزنا و تعتبر فیھااربعۃ من الرجال و منھا شھادۃ ببقیۃ الحدود و القصاص تقبل فیھا شھادۃ رجلین و لا تقبل فی ھٰذین القسمین شھادۃ النساء ھٰکذا فی الھدایۃ و منھا الشھادۃ فی الولادۃ و البکارۃ و عیوب النساء فیما لا یطلع علیہ الرجال و تقبل فیھا شھادۃ امرأۃ واحدۃ مسلمۃ حرۃ عدلۃ و الثنتان أحوط ھٰکذا فی فتح القدیر و منھا الشھادۃ بغیر الحدود و القصاص و ما یطلع علیہ الرجال و شرط فیھا شھادۃ رجلین أورجل و امرأتین سواء کان الحق مالا أو غیر مال کالنکاح و الطلاق والعتاق والوکالۃ والوصایۃ و نحو ذلک مما لیس بمال کذا فی التبیین ''(ج:۳،ص:۴۵۱)والله تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــــہ

محمد توقیر رضا چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقہ

بالجامعۃ الصمدیۃ بدارالخیرففوندالشریفۃ

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

شہادت علی الشہادۃ کسے کہتے ہیں؟

مسئلہ: کیا فرماتے ہیں علماے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ شہادۃ علی الشہادۃ کسے کہتے ہیں اور شاہد علی الشاہد بنانے کا طریقہ کیا ہے؟

المستفتی

شان محمد، کوشامبی

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامدا و مصلیا و مسلما

الجواب

ھو الھادی الی الصواب

جو شخص اصل واقعہ کا شاہد ہے کسی وجہ سے اس کی گواہی نہیں ہوسکتی تو ایسی صورت میں یہ ہوسکتا ہے کہ وہ دوسرے سے کہہ دے کہ میں فلاں معاملے میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں تم قاضی کے پاس میری اس گواہی کی گواہی دے دینا اسی کو فقہ کی اصطلاح میں شہادۃ علی الشہادۃ کہتے ہیں۔

بہار شریعت میں ہے:

''کبھی ایسا ہوتا ہے کہ جو شخص اصل واقعہ کا شاہد ہے اس کی گواہی نہیں ہو سکتی مثلا وہ سخت بیمار ہے کہ کچہری نہیں جا سکتا یا سفر میں گیا ہے ایسی صورتوں میں یہ ہوسکتا ہے کہ اپنی جگہ دوسرے کو کردے اور یہ دوسرا جا کر گواہی دے گا اس کو شہادۃ علی الشہادۃ کہتے ہیں'' (ج:۱۲،ص:۹۶۵)

شاہد علی الشاہد بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ گواہ اصل کسی دوسرے شخص کو جس کو اپنا قائم مقام کرنا چاہتا ہے خطاب کر کے یہ کہے کہ تم میری اس گواہی پر گواہ ہو جاؤ میں یہ گواہی دیتا ہوں کہ مثلا زید کے عمرو کے ذمہ اتنے روپے ہیں۔یا یوں کہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ زید نے میرے سامنے یہ اقرار کیا ہے اور تم میری اس

گواہی کے گواہ ہو جاؤ اور ضروری ہے کہ اس وقت اصلی گواہ اس طرح گواہی دے جس طرح قاضی کے سامنے گواہی ہوتی ہے۔ (بہار شریعت، حصہ:۱۲،ص:۹۶۶، شہادۃ علی الشہادۃ کا بیان)

فتاویٰ عالمگیری میں ہے:

”وصفة الاشهاد أن يقول شاهد الاصل لشاهدالفرع أشهد أن لزيد على بكر كذا فاشهد أنت على شهادتی بذلک أو يقول اشهد على شهادتی أنی اشهد أن فلان بن فلان اقر عند ی بکذا أو يقول اشهد انی سمعت فلانا يقر لفلان بكذا فاشهد انت على شهادتی بذلک و لا يقول اشهدا على بذلک و كذا لا يقول فاشهدابشهادتی و لا بد أن يشهد كما يشهد عند القاضی لينقل الی مجلس القضاء و لا يحتاج الاصل الی ان يقول اشهدنی فلا ن على نفسه كذا فی الكافی“ (ج:۳،ص:۵۲۴،الباب الحادی عشر فی الشهادةعلی الشهادة)

والله تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــه

محمد توقیر رضا چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية بدارالخير ففوندالشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

پیر کیسا ہونا چاہیے؟

مسئله: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ پیر کیسا ہونا چاہیے؟

المستفتی

عبدالقادر، باندہ

بسم الله الرحمن الرحيم ،حامدا و مصليا و مسلما

الجواب

هو الهادی الی الصواب

اکابر نے کتب معتبرہ میں پیر کے لیے چار شرطیں تحریر فرمائی ہیں۔

(۱) سنی صحیح العقیدہ ہو یعنی بدمذہب و بدعقیدہ نہ ہو کسی گمراہ جماعت سے تعلق نہ رکھتا ہو۔ (۲) عالم دین ہوتا کہ مرید کو خلاف شرع اقوال وافعال سے بچا سکے اور شریعت مطہرہ کی پابندی کی طرف توجہ دلا سکے۔ (۳) کبائر سے بچتا ہو اور صغائر پر اصرار نہ کرتا ہو، آسان لفظوں میں یوں سمجھئے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کا پابند ہو۔ (۴) اس کا سلسلہ صحیح ومتصل ہو۔

فتاویٰ رضویہ میں سبع سنابل شریف کے حوالہ سے ہے:

”امانخست از شرائط پیری یکے انست کہ پیر مسلک صحیح داشتہ باشد دوم از شرائط پیری انست کہ پیر در ادائے حق شریعت قاصر ومتہاون نباشد سوم از شرائط پیری آنست کہ پیر را عقائد درست بود موافق مذہب سنت و جماعت پس ایں رسمے کہ از پیری و مریدی ماندہ است بے ایں سہ شرائط اصلا درست نیست“ (ج:۱۱،ص:۲۰۱،کتاب الشتی)

بہار شریعت میں ہے:

”پیری کے لیے چار شرطیں ہیں قبل از بیعت ان کا لحاظ فرض ہے۔ (۱)

سنی صحیح العقیدہ ہو۔ (۲) اتنا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضروریات کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔ (۳) فاسق معلن نہ ہو۔ (۴) اس کا سلسلہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تک متصل ہو۔ (ج:۱، حصہ:۱، ص:۲۷۸، ولایت کا بیان)

لہذا یہ چار شرطیں جن میں پائی جائیں اور قلب کی رغبت ہو تو اس سے مرید ہوا جا سکتا ہے اور اگر ان چار شرطوں میں سے کسی ایک کی بھی کمی ہے تو اس سے مرید ہونا جائز نہیں اگر بیعت ہو گیا ہو تو شرعاً بیعت نہیں اسے چاہیے کہ کسی جامع شرائط شیخ سے تعلق قائم کر کے بیعت کی برکت حاصل کرے۔

واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبـــــــــــہ

محمد آفتاب عالم چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقہ

بالجامعۃ الصمدیۃ ،بدارالخیر ففوند الشریفۃ

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دارالخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆

قبر کھودتے وقت باقیات نکل آئے تو کیا کرے؟

مسـئـلـہ: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیانِ شرع متین اس مسئلہ میں کہ مردے کی تدفین کے لیے قبر کھودی جا رہی تھی اس میں کسی مردے کی باقیات نکل آئے ایسی صورت میں اس قبر میں مردے کی تدفین جائز ہے یا نہیں اگر جائز ہے تو

ان باقیات کو کیا کیا جائے واضح جواب عنایت فرمائیں؟

المستفتی

سید رفاقت علی، باگی جالون

بسم اللہ الرحمن الرحیم ،حامداو مصلیا و مسلما

الجواب

ھو الھادی الی الصواب

صورت مسئولہ میں اگر اور جگہ مل سکتی ہے تو ہرگز اس میں دفن نہ کریں اور اس قبر کو بدستور درست کر دیں ورنہ ان ہڈیوں کو ایک طرف جمع کر کے انہیں اور میت میں مٹی کی آڑ قائم کر دیں اور اگر یہ معلوم کہ پہلے یہاں قبر تھی اگر چہ اب یہاں نشان باقی نہ رہا تو اس صورت میں وہاں قبر کھودنا جائز نہیں ہاں اگر کوئی جگہ اور نہ مل سکے اور یہ قبر پرانی ہو چکی تو مجبورا جائز ہے۔

فتح القدیر میں ہے:

”ولا یدفن اثنان فی قبر واحد الا لضرورۃ ولا یحفر قبر لدفن آخر الا ان بلی الاول فلم یبق لہ عظم الا ان لا یوجد بہ بدفیضم عظام الاول ویجعل بینھما حاجزا من تراب“ (کتاب الصلاۃ فصل فی الدفن ،ج:۲،ص:۱۵۰)

فتاوی رضویہ میں بحوالہ تاتارخانیہ وامداد الفتاح ہے:

”اذا صار المیت ترابا فی القبر یکرہ دفن غیرہ فی قبرہ لان الحرمۃ باقیۃ وان جمعوا عظامہ فی ناحیۃ ثم دفن غیرہ فیہ تبرکا بالجیران الصالحین ویوجد موضع فارغ یکرہ ذلک“ (ج:۴،ص:۱۰۵) **واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب**

کتبــــــــــــــــــــہ

محمد توقیر رضا چشتی

الطالب فی صف الاختصاص فی الفقه

بالجامعة الصمدية بدار الخير ففوند الشريفة

الجواب صحیح

محمد انفاس الحسن چشتی غفرلہ

خادم الافتاء جامعہ صمدیہ دار الخیر پھپھوند شریف

☆☆☆☆☆☆☆☆

مصادر ومراجع

۱ .القرآن الکریم

۲ . صحیح البخاری، محمد بن اسمعیل بخاری، مجلس برکات مبارک پور

۳ . صحیح مسلم .ابو حسین مسلم بن حجاج بن مسلم ، رضا اکیڈمی ممبئی

۴ . نسائی شریف .حافظ ابو عبد الرحمن احمد بن شعیب بن علی النسائی، بنگلہ اسلامک اکیڈمی

۵ . ترمذی شریف .امام ابو عیسی محمد بن عیسیٰ الترمذی، مجلس برکات

۶ . ابو داؤد شریف، حافظ سلیمان بن اسعث ابو داؤد السجستانی،

۷ . مشکوۃ شریف، ولی الدین محمد بن عبدا للہ الخطیب التبریزی، مجلس برکات مبارک پور

۸ . تفسیر جلالین ، شیخ جلال الدین محمد بن احمد المحلی الشافعی، شیخ جلال الدین سیوطی، مجلس برکات مبارک پور

۹ . کنز الایمان، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا بریلوی قدس سرہ، رضا اکیڈمی ممبئی

۱۰ . شرح عقائد نسفی، علامہ سعد الدین تفتازانی، مجلس برکات مبارک پور

۱۱ . المختصر القدوری، ابو حسین احمد بن محمدبن احمد القدوری البغدادی، مجلس برکات

۱۲ .ھدایہ اولین ،شیخ الاسلام برھان الدین ابو حسن علی بن ابو بکر ،مجلس برکات

۱۳ .ھدایہ آخرین .شیخ الاسلام برھان الدین ابو حسن علی بن ابو بکر

،مجلس برکات
۱۴ .الجوهرةالنیرة ، شیخ الاسلام ابو بکر بن علی بن محمد ،قدیمی کتب خانه کراچی
۱۵ .الاشباه النظائر ،زین الدین بن ابراهیم الشهیر بابن نجیم ،دارالکتب العلمیه بیروت
۱۶ .الفقه الاکبر ،امام اعظم ابو حنیفه رضی الله عنه ،دارالکتب العلمیه بیروت
۱۷ .فتاویٰ قاضیخان. حضرت علامه فخر الدین حسن بن منصورالاوزجندی الفرغانی الحنفی،ماجدیه پاکستان
۱۸ .فتاویٰ عالمگیری.العلامة الهمام مولانا الشیخ نظام و جماعة من علماء الهند الاعلام ،ماجدیه پاکستان
۱۹ .شرح وقایه اول.حضرت عبید الله بن مسعود بن تاج الشریعة ،رضا اکیڈمی بمبئی
۲۰ .شرح وقایه دوم .حضرت عبید الله بن مسعود بن تاج الشریعة ،رضا اکیڈمی بمبئی
۲۱ .عمد ة الرعایة.مولاناعبد الحی فرنگی محلی ،رضا اکیڈمی بمبئی
۲۲ .فتح القدیر.حضرت علامه کما ل الدین محمد بن عبد الواحد ،بیروت
۲۳ .البحر الرائق.حضر ت علامه امام ابو برکات عبد الله بن احمد بن محمود،بیروت
۲۴ .کنز الدقائق.حضر ت علامه شیخ زین الدین بن ابراهیم بن محمد الشهیرابن نجیم المصری الحنفی،بیروت
۲۵ .المبسوط.علامه شمس الدین ابو بکر محمد السرخسی،دارالفکربیروت
۲۶ .بدائع الصنائع.حضرت علامه علاء الدین ابوبکر بن سعود ،بیروت

۲۷ .فتاویٰ شامی .علامه ابن عابدین شامی ،بیروت
۲۸ .در مختار .حضرت علامه عبد الرحمن بن محمد الشهیرالحصکفی،بیروت
۲۹ .عنایه .علامه اکمل الدین بابرتی ،بیروت
۳۰ .تنویر الابصار .محمد بن عبد الله الخطیب الغزی الحنفی ،بیروت
۳۱ .نورالایضاح .علامه حسن بن عمار بن علی بن یوسف،فاروقیه بک ڈپو
۳۲ .فتاویٰ رضویه .اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خاں ،بریلوی ،رضا اکیڈمی
۳۳ .بهار شریعت .صد رالشریعه علامه امجد علی اعظمی ،المکتبةالمدینه
۳۴ .فتاویٰ امجدیه .صد رالشریعه علامه امجد علی اعظمی ،رضا اکیڈمی
۳۵ .اطیب البیان .حضر ت علامه نعیم الدین مرادآبادی ،نعیمیه دهلی
۳۶ .تاریخ نجد و حجاز.مفتی محمد عبد القیوم هزاروی،رضوی کتاب گهر.

☆☆☆☆☆☆☆☆☆